تمثیلِ جاں

از قلم فروا خالد

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔؟؟"

نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ سامنے بستر پر لیٹی لڑکی سے مخاطب تھی۔۔جو دو ہفتے پہلے وہاں لائی گئی تھی۔۔۔گھر والوں کے زبردستی شادی کرنے کی وجہ سے اس نے زہر کھا کر اپنی جان دینے کی کوشش کی تھی۔۔گھر والوں کے بروقت ہاسپٹل لائے جانے کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی تھی۔۔

"اب بہتر ہوں۔۔۔"

اس نے بنا کسی مسکراہٹ کے ہولے سے جواب دیا تھا۔۔

"گڈ۔۔۔خیال رکھو اپنا۔۔۔"

خاجستہ نے اب بھی خوش دلی سے کہا تھا اور فائل بند کر کے نرس کو پکڑاتے واپس جانے لگی تھی۔۔

جب اس لڑکی نے اسے پکارا تھا۔۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔ آپ کی اتنی محنت بے کار کی ہے۔۔ میں پھر سے اپنی جان دے دوں گی۔۔۔مجھے نہیں گزارنی ایسی زندگی جس میں میرا من پسند شخص میرے ساتھ نہ ہو۔۔۔"

اس لڑکی کا انداز بے حسی بھرا تھا۔۔ اور آنکھوں میں

وحشت۔۔۔

خاجستہ نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ وہ لڑکی بھی اسے ہی

دیکھ رہی تھی۔۔۔ جسے یہ گوری چٹی پٹھانی ڈاکٹر بہت پسند تھی۔۔۔

وہ بہت نرم و ملائم لہجے میں بات کرتی تھی۔۔ ڈاکٹر خاجستہ کی

مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔۔

جب مسکراہٹ اس کے گداز ہونٹوں کو چھوتی تھی تو ایسے لگتا تھا کہ

آس پاس کا ہر منظر مسکرانے لگا ہو۔۔۔

"اپنی محبت کا خیال ہے۔۔ مگر ان بوڑھے ماں باپ کی پرواہ نہیں ہے۔۔ جو پچھلے دو ہفتوں سے خوار ہو رہے ہیں تمہارے ساتھ۔۔۔ صرف تمہاری غلطی کی وجہ سے۔۔"

خاجستہ کو یہ پیار محبت جیسے جذبوں کی کچھ سمجھ نہیں آتی تھی۔۔

وہ نہ کبھی ان باتوں میں الجھی تھی نہ الجھنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی پریکٹیکل لڑکی تھی۔۔۔

پہاڑوں کے بیچ رہنے والی پتھر جیسی لڑکی۔۔۔

جس نے جو چاہا تھا وہ حاصل کیا تھا۔۔ وہ اپنے باپ کی بہادر بیٹی تھی۔۔ اور اپنے بھائی کا فخر تھی۔۔۔

اسی لیے وہ چاہتی تھی کہ دنیا کی ہر لڑکی ایسے ہی بن کر رہے۔۔ جن کے ماں باپ کے سر ان کی وجہ سے اٹھے رہیں۔۔۔

کبھی جھکے نہیں۔۔۔۔

اس کی بات پر بستر پر پڑی لڑکی کی آنکھوں سے بے بسی کے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔۔ جس کی خواہش کے مطابق اسے کبھی کچھ نہیں ملا تھا۔۔۔

"وہ لوگ جس سے میری شادی کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے پسند نہیں ہے۔۔۔ میری محبت کوئی اور ہے۔۔۔"

وہ رو رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ خاجستہ کچھ بولتی۔۔۔جب اس کی ماں اندر داخل ہوئی تھی۔۔

خاجستہ لب بھینچ گئی تھی۔۔۔۔کچھ دیر اس کی ماں سے بیٹی سے نرم رویہ رکھنے کے حوالے سے بات کرتی وہ وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔

کل وہ اس حوالے سے ان سے بات کرنا چاہتی تھی۔۔اس سے جتنا ہو سکتا تھا وہ لوگوں کی مدد کرتی تھی۔۔۔

اس نے گھڑی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔شام کے چار بجے تھے۔۔۔

پشاور کے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں وہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے ہاؤس جاب کر رہی تھی۔ ایم بی بی ایس مکمل ہونے کے بعد یہ اس کا پہلا سال تھا جب وہ ڈاکٹر کا لقب لگا کر مریضوں کے سامنے کھڑی ہوتی تھی۔۔۔

بہت بڑے قبیلے سے ہونے کے باوجود جہاں ہر وقت ان کے آس پاس ملازمین موجود ہوتی تھیں۔۔ وہ بالکل بھی آرام پسند نہیں تھی۔۔۔

اسے محنت کرنا پسند تھا۔ وہ ایک کامیاب ڈاکٹر بن کر اپنے قبیلے کے لوگوں کی خدمت کرنا چاہتی تھی۔۔

وہ اس وقت شدید تھکی ہوئی تھی۔۔۔ بارہ گھنٹے کی شفٹ کے بعد پیر بھاری اور آنکھوں میں نیند کے ہلکے ڈورے تھے۔۔۔

مگر چہرے پر ایک خاص قسم کا سکون بھی تھا جو ہمیشہ کام کے بعد آتا تھا۔۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ، گاڑی آگئی۔"

گیٹ کے باہر سے ڈرائیور محمد اکرم کی آواز آئی تھی۔۔۔

اکرم پچاس سالہ شخص تھا۔۔۔ مہمند قبیلے کا ہی بندہ، جو گزشتہ دس سال سے خاجستہ کے بابا عبداللہ خان مہمند کے گھر کا ڈرائیور تھا۔

ہر روز وہ خاجستہ کو ہسپتال لاتا اور واپس قبیلے کی بستی تک پہنچاتا۔۔۔

یہ سفر تقریباً دو گھنٹے کا تھا، شہر سے نکل کر پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے۔۔۔

"ہاں اکرم چاچا چلتے ہیں۔"

خاجستہ پچھلی سیٹ پر آن بیٹھی تھی۔۔۔اور فون نکال کر مہروز بیگم کا نمبر ملایا تھا۔۔۔

"مورے میں ہاسپٹل سے نکل آئی ہوں اکرم چاچا کے ساتھ۔۔۔ دو گھنٹوں میں پہنچ جاؤں گی۔"

اس کی ہمیشہ سے عادت تھی۔۔ شہر سے نکلتے وقت وہ اپنی ماں کو
ضرور بتاتی تھی۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا، رستے میں احتیاط کرنا، آج کل ماحول ٹھیک نہیں
ہے۔"

آج معمول سے ہٹ کر اسے ان کی آواز میں پریشانی سی محسوس
ہوئی تھی۔۔۔

"کیا ہوا ہے مورے۔۔۔؟؟سب خیریت تو ہے نا۔۔؟؟"

خاجستہ نے تھوڑا رک کر پوچھا تھا۔۔۔

"بچے آجاؤ آپ گھر۔۔۔ سب خیریت ہے۔۔۔"

انہوں نے اپنی جانب سے تسلی دی تھی۔۔ مگر اسے اپنی مورے کی آواز میں کوئی بات چھپی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

فون بند ہوا اور خاجستہ نے کھڑکی سے باہر دیکھا تھا۔۔۔

پشاور کی سڑکیں اپنے معمول کے شور میں ڈوبی ہوئی تھیں، ٹریفک، ہارن، دکانوں کی آوازیں۔۔۔۔

وہ اس شور میں چند مہینوں میں گھل مل گئی تھی مگر آج مورے کی آواز میں جو بے چینی تھی، اس نے اسے وادی کی تکلیف یاد دلا دی تھی۔۔۔

ان کی وادی باہر سے آنے والوں کو بظاہر تو بہت پر سکون نظر آتی تھی۔۔۔ مگر اس کے اندر چھپی چیخیں اس کے اندر رہنے والوں کے کانوں میں ہر وقت گونجتی تھیں۔۔۔

بارہ سال۔۔۔ بارہ سال سے نورزئی اور مہمند ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے۔

ہر روز کچھ نہ کچھ ہوتا تھا، کوئی نہ کوئی واقعہ، کوئی نہ کوئی لاش۔۔۔

اس دشمنی میں انہوں نے اپنے بہت سارے پیاروں کو کھویا تھا۔۔

ان کی خوبصورت وادی کے ایک خاموش قبرستان میں قبروں کی بڑی تعداد تھی۔۔۔ جو دن بادن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

اس کے دو ماموں، ان کے بچے، اس کے چچازاد جوان کزنز۔۔۔ نجانے کتنے افراد تھے۔۔ جن کی گنتی کرتے اب دل خون کے آنسو روتا تھا۔۔

ایک سال پہلے خاجستہ کے چھوٹے چچا ثمر خان مہمند کو نورزئی قبیلے کے آدمیوں نے راستے میں روک کر گولیاں مار کر قتل کر دیا گیا تھا۔۔۔

ثمر خان کے تین چھوٹے بچے تھے، ایک بیوہ تھی، اور خاجستہ کے لیے وہ دنیا کے سب سے اچھے چچا تھے۔

اس دن کے بعد خاجستہ کے دل میں نورزئی نام سے آگ مزید تیزی سے جل اٹھی تھی۔۔۔

مگر یہ لاشوں کی فہرست صرف اس طرف نہیں۔۔دوسری جانب بھی تھی۔۔وہ بھی ان گنت تھی۔۔

دشمنی کی آگ دونوں جانب بہت تیزی سے بھڑک رہی تھی۔۔۔ جس میں ہر روز کوئی نہ کوئی جلتا تھا۔۔۔

اس جانب بھی نفرت ایسی ہی۔۔ صبر دونوں طرف سے نہیں کیا جارہا تھا۔۔۔

ان تکلیف دہ باتوں کا سوچتے اس کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔

ڈیڑھ گھنٹے کا سفر ٹھیک گزرا تھا۔۔۔

شہر پیچھے رہ گیا تھا اور آبادیاں کم ہوتی گئیں، پھر وہ راستہ شروع ہوا جو پہاڑوں کے درمیان سے گزرتا تھا اور جس کی ہر موڑ پر ایک نئی وادی نظر آتی تھی۔

خاجستہ نے سیٹ پر ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کرلی تھیں، شاید کچھ دیر سو جانا چاہتی تھی۔

یا ان تکلیف دہ سوچوں سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔۔۔

اکرم خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا، ریڈیو پر کوئی پشتو گیت بہت دھیمی آواز میں بج رہا تھا۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں بیٹھی تھی۔۔جب اچانک ایک جھٹکے سے گاڑی رکی تھی۔۔۔

وہ آگے گرتے گرتے بچی تھی۔۔اس کا سر اگلی سیٹ سے لگا تھا۔۔۔

خاجستہ کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔۔۔

"کیا ہوا اچھا۔۔؟؟"

اس نے سرخ آنکھوں سے سامنے کے منظر کو دیکھا تھا۔۔۔

آگے سڑک پر کچھ گاڑیاں رکی ہوئی تھیں اور کچھ آدمی ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔فاصلہ زیادہ نہیں تھا،شاید دو سو میٹر۔۔۔

"کیا ہوا؟"

خاجستہ کو شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔۔۔

"پتا نہیں، آگے کچھ۔۔"

اکرم چاچا بھی پریشانی بھرے انداز میں بولے تھے۔۔۔

اور اسی لمحے گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔۔۔۔

ایک نہیں، ایک ساتھ کئی۔۔۔۔

خاجستہ کا دل ایک لمحے کے لیے رک گیا تھا۔

"اکرم چاچا گاڑی ریورس کریں جلدی۔۔۔"

وہ چیخی تھی۔۔۔ کیونکہ کچھ گولیاں ان کی گاڑی کے بونٹ سے بھی ٹکرائی تھیں۔۔۔

وہ سامنے کھڑے دو گروہوں میں ہونے والی لڑائی تھی۔۔ جس میں معمول کے مطابق وہ ایک دوسرے پر اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔

جیسے جڑ سے ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں ایک دوسرے کو۔۔۔
وہاں کی لڑائیاں اور جنگیں ایسی ہی ہوتی تھیں۔۔۔

بندوق چلانا ان پٹھانوں کا شوق تھا۔۔ اور دشمن کی گردنیں اڑانا ان کا جنون۔۔۔

اکرم چاچا نے گھبراہٹ میں ریورس گیئر لگایا مگر پیچھے سے بھی ایک گاڑی آکر رک گئی تھی۔ وہ پھنسے ہوئے تھے۔

سامنے دو گروہ تھے۔ ایک طرف پانچ چھ گاڑیاں، دوسری طرف تین چار۔۔۔ اور دونوں کے درمیان سڑک پر گولیوں کا تبادلہ ہو رہا تھا۔

آدمی چیخ رہے تھے، گاڑیوں کے شیشے ٹوٹ رہے تھے، کوئی زخمی ہو کر گر رہا تھا۔۔۔

"گاڑی سے نہ نکلیے گا بی جی۔۔۔ نیچے کو جھک جائیں۔۔۔"

اکرم نے کہا اور خود بھی نیچے جھک گیا۔۔۔

خاجستہ کا دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔ اس نے نیچے جھک کر سیٹ کے پیچھے پناہ لی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

باہر سے آتی آوازیں بہت خوفناک تھیں۔۔۔

فون نکالا اور شیر داد کو کال لگائی مگر نیٹ ورک نہیں تھا۔۔۔۔

"اکرم چاچا لالہ کو فون کریں۔۔۔"

اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔ اسے موت اپنے بہت قریب محسوس ہوئی تھی۔۔

فائرنگ کی یہ بھیانک آوازیں وہ بچپن سے سننے کی عادی تھی۔۔۔

مگر آج خوف کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ گولیاں اس کی گاڑی کی جانب بھی آرہی تھیں۔۔۔

"میں کوشش کر رہا ہوں بی بی جی۔۔ مگر نمبر نہیں مل رہا۔۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہے تھے۔۔۔ اسی وقت ایک گولی آئی جو سیدھی خاجستہ کی گاڑی کے سامنے شیشے سے آرپار ہوئی تھی۔۔۔

چھناک کی انتہائی زوردار آواز کے ساتھ شیشہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ نے ایک چیخ دبائی تھی۔۔۔۔

"اکرم چاچا"

کسی اندیشے کے تحت اس نے پکارا تھا۔ مگر آگے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

"اکرم چاچا۔۔۔"

اس نے دوبارہ پکارا اور سر اٹھا کر آگے دیکھا تھا۔۔۔

اکرم آگے والی سیٹ پر عجیب سے انداز میں گرا ہوا تھا۔۔۔ اس کی شرٹ پر ایک سرخ دھبہ پھیل رہا تھا، کندھے کے نیچے، دل کے قریب۔۔۔

"نہیں نہیں نہیں۔۔۔۔اکرم چاچا۔۔۔"

خاجستہ کے منہ سے نکلا اور وہ آگے بڑھی، اکرم کا کندھا ہلایا۔۔۔

اکرم کی آنکھیں کھلی تھیں مگر ان میں روشنی بجھتی جا رہی تھی۔۔۔

بہت مشکل سے وہ سانس لے رہا تھا۔۔۔

"بی بی جی۔۔۔۔ آپ جائیں۔۔"

اس کے لبوں سے بمشکل نکلا تھا۔۔۔۔

"اکرم چاچا آپ فکر مت کریں۔۔۔میں دیکھتی ہوں زخم۔۔۔

آپ کو۔۔۔۔"

ابھی اس کے باقی کے الفاظ لبوں میں ہی دبے رہ گئے تھے۔۔۔جب اکرم کا سر ایک طرف جھک گیا تھا۔۔

خاجستہ کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے ہوا میں معلق رہے۔پھر اس نے نبض چیک کی تھی۔۔۔

ایک لمحہ۔دو لمحے۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔گاڑی کے اندر سب کچھ ساکت ہو چکا تھا۔۔۔

باہر گولیاں ابھی بھی چل رہی تھیں۔ایک گولی گاڑی کے پچھلے حصے سے لگی اور خاجستہ نے سر جھکا لیا تھا۔۔۔

آنسو اس کے گالوں پر تھے، ہاتھ کانپ رہے تھے، اور اکرم کا خون اس کے ہاتھوں پر تھا۔۔۔

وہ ڈاکٹر تھی، زندگی بچانا جانتی تھی، مگر یہاں کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

اسی لمحے اس سڑک سے نصف کلو میٹر اوپر پہاڑی ٹریک پر سفید گاڑیوں کا ایک قافلہ آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

اس قافلے پر نظر پڑتے ہی نیچے موجود لوگوں میں ہلچل مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

کیونکہ یہ کوئی عام انسان نہیں بلکہ نوریان خان نورزئی کا قافلہ تھا۔۔۔۔

تین گاڑیاں، سامنے لینڈ کروزر، درمیان میں ایک ڈبل کیبن، پیچھے ایک اور گاڑی۔۔۔۔۔

نوریان آج ضلعی ہیڈ کوارٹر سے واپس آرہا تھا جہاں اس نے قبیلے کے کچھ زمینی معاملات حل کرنے کے لیے افسروں سے ملاقات کی تھی۔۔۔۔۔

"خان صاحب، آگے فائرنگ ہو رہی ہے۔"

اس کے ساتھ بیٹھے خاص آدمی افضل نے کہا تھا۔۔۔افضل تیس سالہ مضبوط قدم و قامت کا انسان تھا۔۔۔نوریان کا قریبی ساتھی اور قابل اعتماد آدمی۔۔۔۔

نوریان نے گاڑی کے سیاہ شیشوں کو نیچے کیا تھا۔۔۔نیچے سڑک پر ہنگامہ نظر آرہا تھا۔

"گاڑی روکو۔"

اس کے حکم پر اسی لمحے گاڑی روک دی گئی تھی۔۔۔

وہ گاڑی سی نکلا تھا۔۔ سفید کلف لگے لباس پر ڈارک براؤن کوٹ پہنے وہ مونچھوں کو تاؤ دیتا شہد رنگ آنکھوں سے نیچے کا منظر دیکھ رہا تھا۔۔

وہ شہد آگہیں آنکھیں پہاڑوں کی طرح خاموش، مگر اندر سے آگ کی طرح تھیں۔۔۔

چہرے کے خوبرو نقوش میں خفگی اور تناؤ کا احساس واضح تھا۔۔

وہاں کا روڈ خون کی وجہ سے سرخ آلود ہو چکا تھا۔۔

دو گروہ، گولیاں، زخمی آدمی۔۔۔ اور ان سب کے درمیان ایک سیاہ گاڑی جو پھنسی ہوئی تھی، نہ آگے جا سکتی تھی نہ پیچھے۔۔۔

وہ گاڑی باقی گاڑیوں سے مختلف تھی۔۔۔بیچ میں پھنس گئی تھی۔

"یہ لڑائی کس کی ہے؟"

نوریان نے پوچھا تھا۔۔۔

"لگتا ہے علاقے کے دو گروہوں کی ہے خان صاحب، ہمارے لوگ

نہیں ہیں ان میں۔"

افضل نے اپنی معلومات کے مطابق آگاہی دی تھی۔۔۔

"اس گاڑی میں کون ہے؟"

اس نے سیاہ گاڑی کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔

افضل نے غور سے دیکھا تھا۔۔اس کے پیچھے دیکھنے پر اس کا ایک آدمی جو پیچھے کی گاڑی سے آیا تھا، اس نے تیزی سے باہر آتے کچھ بتایا تھا۔۔۔

افضل کا چہرہ بدل گیا تھا۔۔۔

"خان صاحب۔۔۔"

اس نے ہولے سے پکارا تھا۔۔۔

"اطلاع ملی ہے کہ وہ سیاہ گاڑی۔۔۔ مہمند قبیلے کی گاڑی ہے۔۔۔ عبداللہ خان مہمند کے گھر کی۔۔۔"

اس بات کے ساتھ ہی وہاں گہری خاموشی چھا گئی تھی۔۔

نوریان کی نظریں اب بھی اسی گاڑی پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ گاڑی بالکل حرکت نہیں کر رہی تھی، اور اندر کوئی تھا جو نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ جھکا ہوا تھا۔۔۔

گولیوں کی آوازیں ابھی بھی تھیں۔

یہ جگہ اس کے علاقے میں آتی تھی۔۔۔ اسے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ اندر کوئی عورت تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر کوئی جذبہ نہیں آیا۔نہ ہمدردی،نہ نرمی،نہ بے رخی۔صرف ایک غیرت مند دشمن کی سرخ سرد آنکھیں۔۔۔۔۔ جس کے لیے دشمن کی عزت بھی اس کی اپنی عزت تھی۔۔۔

"افضل۔"

اس نے سرد آواز میں پکارا تھا۔۔۔

"جی خان صاحب۔"

افضل آگے بڑھا تھا۔۔۔

"اس گاڑی میں کون ہے؟"

افضل نے سوالیہ نگاہوں سے پیچھے کھڑے آدمی سے پوچھا۔ آدمی نے جواب دیا تھا۔۔۔

"عورت ہے خان صاحب۔۔۔ عبداللہ خان مہمند کی بیٹی، ڈاکٹر ہے شہر کے ہسپتال میں۔۔۔ روز آتی جاتی ہے۔۔۔"

نوریان نے ایک لمبی سانس لی۔۔۔ اس کے جبڑے کی پٹھیاں سخت ہوئی تھیں۔۔۔

باہر ہوامیں گولیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں، کوئی چیخا، کوئی بھاگا۔ وہ سیاہ گاڑی ابھی بھی وہیں تھی، بے بس، پھنسی ہوئی، اور

اندر کوئی ڈری ہوئی روح تھی جس کا قبیلہ دشمن تھا مگر اس کا جرم

کچھ نہیں تھا۔

نوریان نے افضل کی طرف دیکھا۔ افضل کی آنکھوں میں ایک

سوال تھا۔۔۔

نوریان نے آہستہ مگر ایک ایسی آواز میں کہا جس میں کوئی ہچکچاہٹ

نہیں تھی۔۔۔ بس مضبوطی تھی۔۔۔۔

"افضل نیچے جاؤ۔۔۔۔۔"

اس کے حکم پر افضل کو حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔ یہ دشمنوں کی بیٹی

تھی

تھی۔۔۔

اس قبیلے کے ساتھ نہ ان کی دوستی اچھی تھی اور نہ دشمنی۔۔۔۔۔

"خان صاحب۔۔۔۔؟؟"

افضل کے انداز میں حیرت واضح ہوئی تھی اب کی بار۔۔۔

مگر اسے اپنے خان کی آنکھوں میں جو تنبیہہ نظر آئی تھی۔۔۔

وہ آگے کچھ بول نہیں پایا تھا۔۔۔

"نیچے جاؤ۔"

نوریان نے دہرایا اور اس کی آواز میں اب کوئی سوال نہیں تھا۔

"اس عورت کو نکالو وہاں سے۔۔۔ یہ لڑائی ہماری نہیں، ان کا قبیلہ دشمن ہے مگر وہ اکیلی ہے اور پھنسی ہوئی ہے۔ اس وادی میں عورت کی عزت کی ذمہ داری ہر اس آدمی پر ہے جو خود کو مرد کہتا ہے، قبیلہ دیکھ کر نہیں۔"

اس کا لہجہ حاکمانہ اور دوٹوک تھا۔۔

"مگر خان صاحب، مہمند۔۔۔"

نوریان کی نگاہ افضل پر آگئی اور اس نگاہ میں ایسا کچھ تھا کہ افضل کی آواز وہیں رک گئی تھی۔۔۔

"افضل۔ میں نے کہا نیچے جاؤ۔ اس کا ڈرائیور دیکھو، اگر زندہ ہے تو اسے نکالو، اگر نہیں ہے تو اس عورت کو ہمارے آدمیوں کی حفاظت میں اس کے گھر تک پہنچاؤ۔ اور سنو، کوئی نظر اس کی طرف نہیں اٹھائے گا، کوئی سوال نہیں کرے گا، کوئی بات نہیں کرے گا۔ بس پہنچانا ہے، بس یہی کام ہے۔ سمجھ آئی؟"

وہ سرد و سنگین لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

"جی خان صاحب۔"

افضل نے سر جھکایا تھا۔۔۔

"جاؤ۔"

افضل باقی آدمیوں کے ساتھ پچھلی گاڑی میں جا کر بیٹھتا نیچے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

نوریان اپنی جگہ کھڑا رہا تھا۔۔۔اس کی نگاہیں اب بھی نیچے کے منظر پر تھیں۔۔۔۔سیاہ گاڑی ابھی بھی وہیں تھی۔

خاجستہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔۔۔۔

اکرم چاچا کی نبض چیک کر چکی تھی۔۔۔وہ نہیں رہے تھے۔۔۔

خاجستہ کا چہرا آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنی میڈیکل ٹریننگ سے ہر ممکن یقین کرنے کی کوشش کی کہ شاید وہ غلط ہو، مگر نہیں تھی۔ اکرم چاچا جا چکے تھے۔

آنکھوں سے آنسو تھے، سانس تیز تھی، ہاتھ کانپ رہے تھے۔ باہر گولیاں چل رہی تھیں اور وہ گاڑی میں بند تھی۔

اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اس شخص کو مرتے دیکھنا جو اس کا محافظ تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔

اچانک آوازیں بدل گئی تھیں۔۔ گولیوں کی تعداد کم ہوئی، پھر ایک طرف سے گاڑیاں بھاگنے کی آوازیں آئیں، اور پھر ایک عجیب سا سکوت چھا گیا تھا۔۔۔

کچھ لمحے گزرے۔۔۔ گاڑی کی ونڈ اسکرین پر کوئی دستک دے رہا تھا۔

"بی بی جی باہر آئیں۔"

خاجستہ نے گھبرا کر باہر دیکھا تھا۔۔۔ ایک انجان آدمی کھڑا تھا۔۔ مگر اس کی نگاہیں جھکی ہوئی اور آواز میں بھی احترام تھا۔۔۔

"کون ہو تم؟"

اس نے دروازے سے ہی پوچھا تھا۔۔ وہ اعتبار نہیں کر سکتی تھی

ایسے۔۔۔

"بی بی جی محافظ ہوں۔۔۔ آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔۔ یہاں

محفوظ نہیں ہیں آپ۔۔۔ کافی لوگ قتل ہو چکے ہیں۔۔ کچھ دیر میں

حالت مزید بگڑ جائیں گے۔۔۔

ہم آپ کو باحفاظت آپ کے گھر تک پہنچا دیں گے۔۔۔"

فائرنگ کی آوازیں ابھی بھی آ رہی تھیں۔۔۔ مگر اب افضل اور

اس کے آدمی اس کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے تھے۔۔

وہ اگر باہر نکلتی بھی تو اسے کچھ نہیں ہونا تھا۔۔۔

خاجستہ نے ایک لمحے کے لیے اکرم کو دیکھتے اذیت سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

اور پھر وہاں کے حالات دیکھتے بے بسی سے دروازہ کھول دیا تھا۔۔

باہر کی سرد اور خون آلودہ ہوا نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔۔

افضل اور اس کے ساتھی کھڑے تھے۔۔۔ اسے نکلتے دیکھ انہوں نے احتراماً اپنے ہتھیار پیچھے کر لیے تھے۔۔۔

"ڈرائیور؟"

خاجستہ نے پوچھا، آواز کانپ رہی تھی۔۔۔لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔

افضل نے گاڑی کے اندر جھانکا اور پھر اس کے چہرے پر سوگواریت اور افسوس آن ٹھہرا تھا۔۔۔

"اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔"

اس نے ہولے سے کہا تھا۔ خاجستہ کے گلے میں ایک گانٹھ سی آئی تھی۔۔۔

وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔۔

"ان کی میت۔۔۔۔"

افضل نے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔۔

"انہیں ابھی ساتھ لے کر آئیں۔۔۔یہ ہمارے گھر کے فرد تھے۔"

خاجستہ نے کہا اور آواز میں ایک عجیب سی سختی تھی جو درد کو واضح کر رہی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے بی بی جی۔۔۔۔ آپ ہمارے ساتھ آئیں، ہم آپ کو گھر پہنچائیں گے اور گاڑی کا بھی انتظام ہو جائے گا۔۔۔"

خاجستہ نے چاروں طرف دیکھا۔ سڑک پر خون کے دھبے تھے، ایک گاڑی جلی ہوئی تھی، دو تین آدمی زخمی نظر آتے تھے دور ایک جانب۔ اور اوپر پہاڑی پر تین گاڑیاں رکی ہوئی تھیں جن کی لائٹیں جل رہی تھیں۔۔۔

"یہ گاڑیاں کس کی ہیں؟"

انجانے احساس کے تحت خاجستہ نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

افضل ایک لمحے کے لیے رکا تھا۔۔۔

"ہمارے خان صاحب کی ہیں۔۔۔"

اس نے دھیمے سے جواب دیا تھا۔۔۔

"کون خان صاحب؟"

خاجستہ سمجھی نہیں تھی اس کی بات۔۔۔

اس جانب سے کوئی جواب آنے سے پہلے ہی خاجستہ کی نظر اوپر گئی اور اسے دکھا، سامنے کے لینڈ کروزر کے باہر ایک آدمی کھڑا تھا۔ لمبا قد، چوڑے کندھے، سفید لباس، اور ایک ایسا مضبوط، شاندار وجود جو دور سے بھی محسوس ہوتا تھا۔ وہ نیچے دیکھ رہا تھا، سیدھا خاجستہ کی طرف، مگر اس کے چہرے پر کوئی جذبہ نہیں تھا۔

خاجستہ کی نظریں اس پر رکیں۔ کون تھا یہ؟

"نوریان خان نورزئی ہیں خان صاحب۔"

افضل نے آہستہ سے جواب دیا تھا۔۔۔

اور یہ تین لفظ سن کر خاجستہ کے پورے جسم میں ایک لہر دوڑ گئی۔ ٹھنڈی، سخت، زہر آلود، آتش گیر سی۔۔۔۔

نوریان خان نورزئی۔۔۔۔۔

وہی قبیلہ۔۔۔۔وہی نام۔۔۔۔ جس کے آدمیوں نے دو سال پہلے اس کے چچا کو گولی ماری تھی۔ جس کے آدمیوں کی وجہ سے تین بچے یتیم ہوئے تھے، ایک بیوہ ہوئی تھی۔۔۔

صرف ایک نہیں۔۔۔ ہر روز کئی عورتیں بیوہ ہوتی تھیں۔۔۔۔ کئی بچے یتیم ہوتے تھے۔۔۔

خاجستہ کی آنکھوں میں نفرت واضح تھی۔۔۔۔ شدید نفرت۔۔۔

نوریان نے دیکھا کہ افضل نے اس لڑکی سے کچھ کہا اور اس کا چہرہ بدل گیا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کیوں۔۔۔۔

سفید شال میں سر سے پیر تک لپٹی وہ شاید کانپ رہی تھی۔۔۔۔

مگر وہ خوفزدہ نہیں تھی۔۔۔۔

وہ لڑکی اب اوپر دیکھ رہی تھی اور اس کی نظریں نوریان پر آگئی تھیں۔

فاصلہ بہت تھا، شاید دو سو میٹر کا، مگر پہاڑی کی ہوا صاف تھی اور آنکھیں تیز ہوں تو فاصلے کم ہو جاتے ہیں۔۔۔

نوریان نے اس کی آنکھوں میں جو تھا وہ دیکھا، یا کم از کم اندازہ کیا۔

نفرت۔ خالص، بے آمیز، دردناک نفرت۔۔۔

سفید چادر کے ہالے میں مقید وہ جگمگاتا گلابی چہرا۔۔۔

اس نے نظریں پھیر لی تھیں۔۔۔

وہ پہاڑ کی طرف دیکھنے لگا، جہاں شام ڈھل رہی تھی اور آسمان پر سرخی پھیل رہی تھی۔

"خان صاحب، آپ نیچے نہیں جائیں گے؟"

اس کے ایک ساتھی نے پوچھا تھا۔۔۔

"نہیں۔"

نوریان نے جواب دیا تھا۔۔۔

"میرا کام ہو گیا ہے۔۔۔ افضل جانتا ہے کیا کرنا ہے۔۔۔"

وہ واپس گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

خاجستہ نے دیکھا کہ وہ آدمی اوپر سے نظر ہٹا کر دوسری طرف دیکھنے لگا، پھر گاڑی میں واپس گیا تھا۔۔۔

اس نے ایک سانس لی جس میں کچھ جل رہا تھا۔

"میں نہیں جاؤں گی ان کے ساتھ۔"

اس نے افضل سے کہا تھا۔۔۔

"بی بی جی، یہ راستہ محفوظ نہیں ہے۔۔۔۔"

افضل شاید جانتا تھا یہ نام جان کر وہ انکاری ہو گی۔۔ ان کی خان صاحب جتنا ظرف ہر کسی میں نہیں تھا۔۔۔

"میں نے کہا نہیں جاؤں گی۔"

افضل نے ایک لمحے کے لیے اوپر دیکھا جیسے اپنے خان صاحب کے بارے میں سوچ رہا ہو۔۔۔

پھر واپس خاجستہ کی طرف آیا تھا۔۔۔

"بی بی جی۔۔۔ خان صاحب کا حکم ہے۔۔۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو باحفاظت گھر پہنچانا ہے۔۔۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے، کوئی احسان نہیں۔۔۔ ہمارے خان صاحب کے لیے اس وادی کی ہر عورت کی عزت ان کی اپنی ہے، دشمن کی بیٹی ہو یا دوست کی۔"

افضل مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

خاجستہ نے ان الفاظ کو سنا۔ ہر لفظ کو۔۔۔۔

دشمن کی بیٹی ہو یا دوست کی۔۔۔۔

وہ کچھ نہیں بولی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، اکرم چاچا کے لیے، اپنے چچا کے لیے، اس ساری صورتحال کے لیے جس میں وہ ایک ایسے آدمی کا احسان لینے پر مجبور تھی جس کا نام اس کے لیے ایک زخم تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

اس نے آخر کہا، آواز سرد تھی، جذبات سے خالی۔۔۔۔

افضل کی گاڑی آگے آگے چلی اور پیچھے ایک اور گاڑی خاجستہ کے ساتھ تھی۔اکرم چاچا کی لاش کو ان کی گاڑی میں ہی محفوظ کر کے ساتھ لے جانا طے ہوا تھا۔۔

خاجستہ گاڑی میں پیچھے بیٹھی تھی، ایک اجنبی گاڑی میں، اجنبی آدمیوں کے ساتھ، دشمن قبیلے کے۔۔۔

دل کی کیفیت بہت عجیب تھی۔۔۔وہ خود سے بھی خفا ہوئی تھی۔۔۔۔

کھڑکی سے باہر پہاڑ گزر رہے تھے، شام گہری ہو رہی تھی، اور اس کے ذہن میں اکرم چاچا کا آخری لمحہ بار بار آ رہا تھا۔ وہ اپنی ہتھیلیاں دیکھتی، جن پر ابھی تک خون کے ہلکے نشان تھے۔

نوریان خان نورزئی کی گاڑیاں آگے کسی اور راستے پر مڑ گئی تھیں۔

خاجستہ کو یہ دیکھ کر ایک عجیب سی کیفیت ہوئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ ساتھ ہو، مگر اس کے جانے کے بعد بھی وہ ذہن سے نہیں گیا تھا۔۔۔

وہ آدمی جس نے اسے بچانے کا حکم دیا تھا۔ وہ آدمی جس کے قبیلے نے اس کے چچا، ماموں اور جواں سالہ کزنز کو مارا تھا۔ یہ دونوں باتیں ایک ساتھ کیسے سچ ہو سکتی تھیں؟

خاجستہ نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔

ابھی یہ نہیں سوچنا۔۔۔ ابھی بس گھر پہنچنا ہے۔۔۔۔

اس نے اپنی سوچوں کو جھٹکنے کی کوشش کی تھی۔۔ جو اسے مسلسل اذیت کا شکار کر رہی تھیں۔۔۔

رات کے آٹھ بج رہے تھے جب حویلی کے باہر گاڑیاں رکی تھیں۔۔۔

حویلی کے اندر سے آواز آئی اور دروازہ کھلا تھا۔۔۔

سب سے پہلے عبداللہ خان مہمند باہر نکلے تھے، ساٹھ سال کے مضبوط آدمی جن کی آنکھوں میں ابھی فکر اور انتظار دونوں تھے۔۔۔

"باباجان۔۔۔"

خاجستہ تیزی سے آگے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔اور ان کے چوڑے سینے میں سما گئی تھی۔۔۔

باہر افضل اور باقی لوگ اکرم کی میت کو نکال کر چارپائی پر ڈالتے باہر کھڑے گارڈز کے حوالے کرتے وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی یہ خبر ان تک پہنچی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ نکلتے خاجستہ وہاں پہنچ گئی تھی۔۔۔

عبداللہ صاحب اسے ساتھ لگائے اندر آ گئے تھے۔۔۔جہاں سب کے چہرے پریشانی سے بھرے تھے۔۔۔

حویلی میں فون آیا تھا کہ خاجستہ کی گاڑی پر گولی چلی ہے اور وہ نورزئی کے آدمیوں کے ساتھ آ رہی ہے۔اس آخری جملے نے ہر کسی کے ذہن میں ہزار سوال پیدا کیے تھے۔۔۔

"خاجستہ میرے بچے۔۔۔"

مہر وز بیگم اسے دیکھ کر آگئے بڑھی تھیں۔۔ ان کا چہرا آنسوؤں سے

تر تھا۔۔۔

وہ تو ایک بار یہ سوچ چکی تھیں کہ ان کی اکلوتی بیٹی ان سے دور جا چکی

ہے۔۔۔ ان میں حوصلہ نہیں تھا اپنی اولاد کو کھونے کا۔۔۔

وہ وہاں روز کسی نہ کسی ماں کی گود اجڑتے دیکھتی تھیں۔۔ مگر یہ دکھ

سہنے کی ہمت ان کے اندر نہیں تھی۔۔۔

خاجستہ نے ماں کو دیکھا اور اس کے اندر جو کچھ دبا ہوا تھا وہ ایک لمحے

میں باہر آنے لگا۔۔۔

وہ تیز قدموں سے گئی اور ماں کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔۔

مہروز نے اسے مضبوطی سے تھاما، جیسے چھوڑنے کا ارادہ نہ ہو۔۔۔

"میری بچی، ٹھیک ہو تم؟ کوئی چوٹ؟"

انہوں نے روتے ہوئے کہا اور خاجستہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر دیکھنے لگیں۔۔۔

"ٹھیک ہوں مورے بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ مگر وہ اکرم چاچا۔۔"

خاجستہ نے کہا اس کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔

"اکرم؟"

عبد اللہ خان مہمند نے سوال کیا، آواز بھاری تھی۔۔۔

خاجستہ نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور لمحے بھر کے لیے کچھ نہ کہا۔۔۔ اس ایک لمحے نے جواب دے دیا۔۔۔

انہوں نے آنکھیں بند کیں۔۔۔ ان کے ہونٹ ہلے، شاید دعا پڑھی، شاید کچھ اور کہا جو سنائی نہیں دیا تھا۔۔۔

اسی وقت حویلی کے پچھلے دروازے سے شیر داد خان مہمند داخل ہوا تھا۔۔۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسی کی جانب آرہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر پسینہ تھا جیسے بھاگ کر آیا ہو، اور آنکھوں میں وہی آگ جو ہمیشہ رہتی تھی۔۔۔

مگر آج اس میں کچھ اور بھی شامل تھا۔ فکر۔

ایک بھائی کی فکر اپنی چھوٹی بہن کے لیے۔۔۔

"خاجستہ!"

اس نے پکارا اور اپنی بہن کو ماں کی آغوش سے نکال کر خود سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔

خاجستہ نے پہلی بار اپنے بھائی کے سامنے آنسو آنے دیے تھے۔۔۔

اسے اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں تھے کبھی بھی۔۔۔

شیر داد نے مضبوطی سے تھاما، ایک ہاتھ سر پر اور دوسرا مضبوطی سے اس کے گرد حصار قائم کیے ہوئے۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے یہ خبر ملی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا اس کے دل پر وار کر دیا ہو کسی نے۔۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ الگ ہوئے تو شیر داد نے خاجستہ کے چہرے کو دیکھا، اوپر سے نیچے تک۔۔۔۔

"کوئی چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔۔"

اس نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔۔

"نہیں۔"

خاجستہ نے نفی بھرے انداز میں سر ہلایا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔۔ آج اپنی آنکھوں کے سامنے اس نے کسی انسان کی جان جاتے دیکھا تھا۔۔

یہ بہت بڑا صدمہ تھا اس کے لیے۔۔۔۔

"اور وہ نورزئی... اس نے تم سے کوئی بات کی؟ کچھ کہا؟ کوئی گستاخی۔۔۔۔"

شیر داد کی آنکھیں سخت ہوئی تھیں یہ سوال کرتے ہوئے۔۔۔

"نہیں بھائی وہ وہاں تھا بھی نہیں میرے قریب۔۔۔۔اس کے آدمی آئے تھے، انہوں نے پہنچایا۔ بس یہی ہوا۔"

شیر داد کے چہرے پر ایک کشمکش آئی۔۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا، نہ یقین آنا ممکن تھا کیونکہ بارہ سال کی دشمنی ایسے آسانی سے قبول نہیں کرتی کہ دشمن نے احسان کیا ہو۔۔۔

"اگر اس نے یا اس کے کسی آدمی نے تمہیں کوئی تکلیف پہنچائی ہے تو مجھے بتاؤ۔۔۔ صرف بتاؤ، باقی میں دیکھ لوں گا۔"

وہ ابھی بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔ اس کے مغرور نقوش تنے ہوئے تھے۔۔۔۔

پاس کھڑی عروسہ نے اس کی ابھری ہوئی کنپٹی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ سیاہ لباس میں اس کا دراز قد اور کسرتی وجود مزید نمایاں ہو رہا تھا۔۔۔

"بھائی میرے ساتھ کچھ برا نہیں ہوا۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔"

خاجستہ نے اس کا مضبوط ہاتھ اپنے نازک ہاتھ میں تھامتے اسے تسلی دی تھی۔۔۔

"سچ میں ٹھیک ہوں۔۔۔بس اکرم چاچا۔۔۔وہ نہیں رہے۔۔۔"

شیر داد کے چہرے پر سوگ آیا تھا۔۔۔اس نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے عبداللہ صاحب کے ساتھ مردان خانے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس نے وہاں آس پاس کھڑے کسی بھی انسان کی جانب دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔

عروسہ نے بوجھل سانس خارج کی تھی۔۔۔اور وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔۔

اب گھر کی باقی خواتین خاجستہ سے مل رہی تھیں۔۔۔سب کے انداز میں اس کے لیے بہت فکر تھی۔۔۔

سب نے ہی اس کی سلامتی کی دعائیں کی تھیں۔۔۔

وہ سب سے مل کر کمرے میں آگئی تھی۔۔اس وقت وہ بہت ہی عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار اکرم چاچا کا چہرہ آتا، وہ آخری لمحہ، وہ بجھتی ہوئی آنکھیں۔

اور پھر اس منظر میں وہ پہاڑی آتی، وہ لینڈ کروزر، اور اس کے باہر وہ آدمی جو ایک لمحے کے لیے نیچے دیکھ رہا تھا اور پھر نظریں پھیر لی تھیں۔

اس نے گاڑی میں بیٹھ کر نظریں کیوں پھیر لی تھیں؟ یہ احساس دلانے کے لیے کہ اس کا احسان احسان نہیں؟ یا کوئی اور وجہ؟

وہ بری طرح سے ان سوچوں میں الجھی۔۔اب زچ ہونے لگی تھی۔۔۔

"اس کے حوالے سے سوچنا بند کرو خاجستہ۔۔۔وہ نوریان خان نورزئی ہے۔۔۔نورزئی قبیلے کا سردار ہے۔۔۔اس کے آدمیوں

نے تمہارے پیاروں کو مارا ہے۔۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں

جاننا۔۔۔"

خاجستہ نے اپنی سوچوں کی سرزنش کی تھی۔۔۔

"خاجستہ بچے کھانا کھالو۔۔"

مہروز بیگم نے اس کے کمرے میں آتے کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی تھی۔۔۔

"نہیں امی۔۔۔۔بھوک نہیں ہے۔"

بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے اس نے بے دلی سے کہا تھا۔۔۔

"بچے۔۔۔۔ تھوڑا سا کھالو۔۔۔"

اس کی زرد پڑتی رنگت دیکھ انہیں اس کی فکر ہونے لگی تھی۔۔۔

"امی، تھکی ہوں۔۔۔۔ سونا چاہتی ہوں۔۔۔"

مہروز بیگم نے خاموشی سے پلیٹ پیچھے کی اور اپنی بیٹی کا ہاتھ تھام لیا۔

خاجستہ نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

وادی تورغر میں رات گہری ہو رہی تھی۔ پہاڑوں پر تاریکی اتر آئی تھی اور ستارے نکل آئے تھے۔ ندی کی آواز رات میں اور گہری سنائی دیتی تھی۔۔۔

کہیں دور نورزئی حویلی کی روشنیاں تھیں۔

اور کہیں دور نوریان خان اپنی مسند پر بیٹھا تھا، اور شاید وہ بھی اس رات کو اس وادی کی طرف سے ویسی ہی نگاہ سے دیکھ رہا تھا جیسے خاجستہ کی نگاہ اس کی طرف سے تھی۔

نفرت سے۔۔۔۔بس نفرت سے۔۔۔۔

مگر نفرت کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے ساتھ کچھ اور نہ ہو۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وادی تورغر کی ندی کے کنارے ایک پرانا باغ پہاڑ کے دامن میں ایسی جگہ بسا ہوا تھا جہاں دھوپ دیر سے آتی تھی اور جلدی چلی جاتی تھی۔

یہ نورزئی قبیلے کی ملکیت تھا۔۔۔بہت ہی خوبصورت اور قدرتی وسائل سے بھرپور۔۔۔

سیب کے درخت قطاروں میں کھڑے تھے، ان کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی تھیں اور نیچے سایہ اتنا گھنا تھا کہ دوپہر میں بھی ٹھنڈک رہتی تھی۔ انار کے درختوں پر پھل لگے ہوئے تھے، سرخ اور

بھاری، جو شاخوں کو جھکا رہے تھے۔ باغ کے ایک کونے میں انگور کی بیلیں پرانی لکڑی کی جالی پر چڑھی ہوئی تھیں اور ان کے نیچے سے گزرنا ایسا تھا جیسے کسی سبز سرنگ سے گزرنا ہو۔

باغ کے بیچوں بیچ ایک پتھر کا چبوترا تھا اور اس کے ساتھ چھوٹا سا حوض تھا۔۔ جس میں پہاڑی چشمے کا پانی آتا تھا اور باغ کو سیراب کرتا تھا۔ پانی صاف تھا اور سورج کی روشنی میں چمکتا تھا۔

باغ کے چاروں طرف پتھر کی اونچی دیوار تھی اور ایک لکڑی کا بڑا دروازہ تھا۔۔۔

دُرانہ اپنی چچازاد شبنم اور رحیمہ کے ساتھ ہفتے میں ایک بار ضرور آتی تھی۔۔انہیں یہاں انا اچھا لگتا تھا۔۔۔

اور ویسے بھی حویلی کی فضا ان دنوں بہت بھاری تھی۔

دشمن قبیلے سے معاملات بگڑتے ہی جا رہے تھے۔۔ ہر روز قبیلے کے کسی ایک گھر میں آئی لاش پر ماتم ہو رہا تھا۔۔۔۔

سب کے دل ہی بوجھل ہو چکے تھے۔۔۔سب کچھ ایک انجانے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔باغ میں آکر کم از کم یہ بوجھ ذرا ہلکا ہوتا تھا۔۔

ان کے ساتھ دو ملازمین تھیں۔۔ جن کا کام دُرانہ کے ساتھ سائے

کی طرح رہنا تھا۔ اور باہر دروازے کے پاس پرانا محافظ اکبر جان

موجود تھا۔۔

دُرانہ نے آج گہرے سبز رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔۔

بڑا سا سبز دوپٹہ جو چہرے کو گھیرے ہوئے تھا اور کندھوں پر بھی

پڑا تھا۔ بال چوٹی میں بندھے تھے۔۔۔

وہ چبوترے پر بیٹھی تھی اور حوض کے پانی میں انگلیاں ڈبو کر لہریں

بناتی اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی۔۔۔

باغ میں صرف ہوا کی آواز تھی اور پرندوں کی۔۔۔

انگور کی بیلیں، اور درمیان میں ندی کا صاف پانی جو پتھروں سے ٹکراتا ہوا ایک میٹھی آواز پیدا کرتا تھا۔

یہ باغ نورزئی خاندان کی عورتوں کی جگہ تھی، جہاں وہ گرم دوپہروں میں آتی تھیں، پھل توڑتی تھیں، باتیں کرتی تھیں۔ اور پرسکون لمحات وہاں گزارتی تھیں۔۔۔

کوئی مرد یہاں نہیں آتا تھا۔۔۔

درانہ کو کتاب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے پسندیدہ شغل میں مصروف تھی۔۔۔

دوپہر کا ایک ڈھلتا ہوا وقت تھا، ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔۔

دُرانہ نورزئی کا یہ وقت پسندیدہ تھا۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں بیٹھی کتاب پر نگاہیں گاڑھے ہوئے تھی۔۔۔

رحیمہ اور شبنم انار کے درخت کے پاس کھڑی انار توڑ رہی تھیں۔۔۔۔

اسی وقت ایک دم سے باہر سے آوازیں آنے لگی تھیں۔۔۔

گاڑیوں کی آوازیں اور انجنوں کی گرج۔۔۔

جو پہاڑی راستوں پر ایک مخصوص طرح سے گونجتی تھیں۔۔۔

"بی بی جی آوازیں آرہی ہیں۔"

ماجدہ گھبرا کر اس کے پاس آئی تھی۔ دُرانہ نے کتاب سے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔۔۔

باغ کے اس پار، جہاں ندی کا رخ مڑتا تھا۔۔

گاڑیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ ایک نہیں کئی۔۔ اور ساتھ مردانہ آوازیں بھی۔۔۔

"یہ کون آگیا؟"

ماجدہ نے اٹھ کر دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

دُرانہ کھڑی ہوئی اور درخت کی اوٹ سے جھانکا۔۔۔روڈ اونچائی پر تھا۔۔۔

ندی کے اس پار سے تین گاڑیاں آرہی تھیں۔۔

کالے رنگ کی، اور وہ سیدھا اس طرف نہیں آرہی تھیں بلکہ ندی کے کنارے کنارے چل رہی تھیں۔

مگر مسئلہ یہ تھا کہ ندی کے اس پار کا راستہ آگے جا کر اس باغ کے پاس سے ہی نکلتا تھا۔۔۔

"یہ ہمارے لوگ نہیں ہیں۔"

زرینہ نے آہستہ کہا اور اس کی آواز میں ڈر تھا۔۔۔

ان دنوں ان کی وادی کے حالات بہت زیادہ خراب تھے۔۔۔ ہلکی سی آواز پر دل دھڑک اٹھتے تھے۔۔۔

دُرانہ نے غور سے دیکھا۔ گاڑیوں کے اگلے شیشوں پر کچھ لکھا نہیں تھا مگر وہ اتنا پہچانتی تھی کہ یہ گاڑیاں ان کے قبیلے کی نہیں تھیں۔۔۔

اسی لمحے اکبر جان باغ کے اندر دوڑتا آیا تھا۔۔۔ اس کا چہرا پسینے سے شرابور تھا۔۔ وہ کافی گھبرایا ہوا تھا۔۔۔

"بی بی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ اندر جائیں۔۔ جلدی کریں۔"

اس نے ہانپتے کانپتے ان سے کہا تھا۔۔۔

"کیا ہوا اکبر چچا؟"

دُرانہ نے ان کی گھبراہٹ دیکھ بنا خوف کھائے پوچھا تھا۔۔

"شیر داد خان مہمند کی گاڑیاں ہیں۔۔۔ان کا قافلہ ہے، ادھر سے گزرے گا۔۔۔"

بہت خوف بھرے انداز میں یہ نام ادا کیا گیا تھا۔۔۔

دُرانہ کے چہرے کی رنگت بدلی تھی۔۔

اس کے پیروں نے ایک لمحے کے لیے زمین مضبوطی سے تھامی تھی۔۔۔

"بی بی جی۔۔حویلی فون کرتے ہیں۔۔"

ماجدہ نے کانپتی آواز میں کہتے موبائل نکالا تھا۔۔رحیمہ اور شبنم بھی پریشان سی کھڑی تھیں۔۔یہ صورتحال پہلی بار پیش آئی تھی ان کے ساتھ۔۔

وہ بھی بہت ہی خراب حالات میں۔۔

"رکو۔"

دُرانہ نے اسے فون کرنے سے روک دیا تھا۔۔ اسے بہت کم وقت لگا

تھا خود کو سنبھالنے میں۔۔۔

"بی بی۔۔۔ وہ دشمن ہیں۔۔۔"

زرینہ نے اس کی جانب دیکھتے گھبرا کر کہا تھا۔۔۔

"یہ ہمارا باغ ہے۔"

دُرانہ نے آہستہ مگر واضح کہا تھا۔۔۔ وہ سب خاموش ہوئی

تھیں۔۔۔ دُرانہ نورزئی کے چہرے پر کسی قسم کا خوف نہیں

تھا۔۔۔

"ہم کہیں نہیں جائیں گی۔۔ درختوں کی اوٹ میں بیٹھو، گاڑیاں گزر جائیں گی۔۔۔"

دُرانہ کی بات پر وہ خاموشی سے سر ہلا گئی تھیں۔۔

"اکبر چچا۔۔۔ آپ باغ کے دروازے پر کھڑے رہیں۔ کوئی اندر نہ آئے۔۔۔"

اس کے سنجیدگی سے دیئے گئے حکم پر اکبر چچا سر ہلاتے واپس پلٹ گئے تھے۔۔۔

شیر داد خان مہمند کا قافلہ ندی کے اس راستے سے اس لیے آرہا تھا کیونکہ آگے مین سڑک پر کوئی رکاوٹ تھی اور یہ راستہ مختصر تھا۔

اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ نورزئیوں کا باغ ہے، یا شاید معلوم تھا مگر پرواہ نہیں تھی۔۔۔

گاڑیاں باغ کے قریب آئیں اور رکیں کیونکہ آگے ندی پار کرنے کے لیے پتھروں پر سے گزرنا تھا اور اس کے لیے راستہ دیکھنا تھا۔

شیر داد باہر نکلا تھا۔۔۔

اس نے سفید رنگ کا پٹھانی سوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔ مضبوط چوڑے کندھوں کے گرد کریم کلر کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔۔۔

چہرے پر ہمیشہ والی سختی تھی۔۔۔

اس نے ندی دیکھی، راستہ دیکھا، اور پھر نظر باغ کی طرف گئی
تھی۔۔۔

باغ کے دروازے پر ایک بوڑھا آدمی کھڑا تھا جو واضح طور پر گھبرایا
ہوا تھا۔

شیر داد نے ایک لمحے کے لیے باغ کو دیکھا۔ انار کے درخت، سیب،
انگور کی بیلیں۔ نورزئی کا باغ تھا یہ۔۔

وہ جانتا تھا۔۔۔ چہرے کے نقوش مزید تن گئے تھے۔۔۔

"ندی پار کا راستہ دیکھو۔۔۔"

اس نے اپنے آدمی سے کہا تھا۔۔۔وہ باغ کے دروازے کے بالکل پاس کھڑا تھا۔۔۔

اور تبھی باغ کے اندر سے آواز آئی تھی۔۔۔

نسوانی آواز، دلکش لہجہ۔۔۔۔

"اکبر چچا، پانی لائیں۔"

عورت کی آواز تھی۔نہ دبی ہوئی، نہ گھبرائی ہوئی۔بالکل معمول کی، جیسے وہ جانتے بوجھتے یہ بتانا چاہ رہی ہو کہ یہاں گھر کی عورتیں ہیں۔۔۔

اس شخص کو سمجھنے میں وقت نہیں لگا تھا۔۔۔

اکبر جان نے فوری پلٹ کر باغ کی طرف دیکھا اور پھر شیر داد کی طرف۔۔۔۔

شیر داد کی آنکھوں کی سطح سرد تھی۔۔۔ چہرے پر بگاڑ پیدا ہوا تھا۔۔۔

اس نے ایک دم سے نگاہیں باغ کے دروازے سے پھیر لی تھیں۔۔۔۔

"گاڑیاں پیچھے کرو، دوسرا راستہ لیں گے۔۔"

اس نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا تھا۔۔۔

مضبوط بھاری حاکمانہ لہجہ اندر کھڑی درانہ کو بھی سنائی دیا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر اب بھی کوئی خوف نہیں تھا۔۔ مگر یہ آواز سن کر چہرے کے زاویے بگڑ گئے تھے۔۔۔۔

"مگر خاناں وہ راستہ لمبا اور خراب ہے۔۔۔"

اس کے آدمی نے اسے بتانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ انہیں ایک گھنٹے کا فاصلہ اضافی طے کرنا پڑتا۔۔۔

"پیچھے کرو۔"

شیر داد نے بات دہرائی۔۔۔کافی سرد انداز میں۔۔۔ آواز میں کوئی وضاحت نہیں تھی۔

آدمیوں نے گاڑیاں پیچھے کی تھیں۔۔۔شیر داد واپس اپنی گاڑی کی طرف مڑا تھا۔۔۔

دُرانہ درخت کی اوٹ سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس نے دیکھا کہ قافلہ آیا، رکا، اور پھر واپس مڑ گیا۔ گاڑیاں جاتی رہیں اور ان کا شور دھیرے دھیرے کم ہوتا گیا۔

مگر جاتے جاتے اس نے دیکھا تھا۔۔۔

قافلے کا سردار مضبوط کسرتی وجود، بارعب شخصیت، جو گاڑی کے باہر کھڑا تھا، واپس بیٹھنے سے پہلے ایک بار پلٹا تھا۔۔۔

اس کی نظر باغ کی طرف نہیں گئی تھی۔۔۔

مگر ایک سیکنڈ کے لیے، بالکل ایک سیکنڈ، اس نے اس درخت کی طرف دیکھا جس کی اوٹ میں دُرانہ کھڑی تھی۔۔

فاصلہ کافی زیادہ تھا۔۔۔ مگر نگاہیں ٹکرائی تھیں۔۔۔ صرف چند سیکنڈز کے لیے۔۔۔۔

پھر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور قافلہ چلا گیا تھا۔۔۔

"اللہ کا شکر ہے بی بی، چلے گئے۔۔۔"

زرینہ نے سانس لیا جیسے کب سے روکا ہوا تھا۔۔

"ہاں۔"

دُرانہ نے لاپرواہی سے کہا اور واپس اپنی جگہ بیٹھ گئی۔۔

"سنا ہے کافی کھر دماغ اور غصیلا آدمی ہے یہ شیر داد خان مہمند۔۔
کبھی کبھی تو اپنے باپ کی بھی نہیں سنتا۔۔

سردار جو بننے والا ہے اپنے قبیلے کا۔۔۔"

ماجدہ آہستہ آواز میں باقیوں کو کچھ بتا رہی تھی۔۔

"ہینڈسم تو بہت زیادہ ہے۔۔پر خطرناک بھی اتنا ہی ہے۔۔۔"

شبنم نے اسے چھپ کر دیکھا تھا۔۔۔انہوں نے دشمنوں کے بارے میں سن رکھا تھا۔۔۔

وہ چاروں کافی دیر تک اسی کے بارے میں باتیں کرتی رہی تھیں۔۔۔

وہ اپنی طرف سے آہستہ آواز میں بات کر رہی تھیں۔۔مگر پھر بھی یہ آوازیں درانہ تک پہنچ رہی تھیں۔۔۔

اس نے ناگواری سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔

ان کی باتوں کو نظر انداز کرتے اس نے کتاب اٹھائی مگر اب اس میں لکھی تحریر پڑھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔

وہ آدمی شیر داد خان مہمند تھا، یہ وہ جانتی تھی۔ اور اس نے گاڑیاں پیچھے کروائی تھیں۔۔۔۔

جیسے راستہ بدلنا بہتر لگا ہو اسے۔۔۔

دُرانہ نے کتاب کا صفحہ پلٹا تھا۔۔۔

یہ اس کا باغ تھا، اس کا حق تھا۔ اس میں کسی کا احسان نہیں تھا۔۔۔

ہاں اس وادی کا اصول تھا اگر کسی کو راستہ چاہے تو اسے دیا جاتا تھا۔۔۔ انکار کرنا درست نہیں مانا جاتا تھا۔۔

مگر اس شخص نے کونسا اس سے راستہ مانگا تھا۔۔

وہ تو ویسے ہی واپس پلٹ گیا تھا۔۔۔

دُرانہ نے اپنا سر جھٹکا تھا۔۔۔ اور اس بات کو دماغ سے نکالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

باقی سب بھی اب پہلے کی نسبت کافی خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔۔ وہ شخص بنا کچھ بولے واپس پلٹ گیا تھا۔۔ مگر پھر بھی اپنے شخصیت کی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔

اسے فضا بوجھل ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

صبح کا سورج ابھی پہاڑوں کی چوٹیوں سے اوپر نہیں اٹھا تھا جب خاجستہ کی آنکھ کھلی تھی۔

رات بھر نیند نہیں آئی تھی۔۔۔ کروٹیں بدلتی رہی تھی۔۔۔

آنکھیں بند کرتی تھی تو اکرم چاچا کا چہرہ سامنے آجاتا، وہ بجھتی ہوئی آنکھیں، وہ لرزتے ہونٹ، وہ آخری الفاظ۔۔۔

وہ بہت نرم دل کی مالک تھی۔۔۔ یہ سب برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"بی بی جی۔۔۔ آپ جائیں۔۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ کمرے میں ہلکا اندھیرا تھا، باہر سے ندی کی آواز آ رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنے ہاتھ دیکھے، صاف تھے مگر اسے لگ رہا تھا کہ ابھی تک خون کے نشان ہیں۔۔۔

وہ اٹھی اور کھڑکی کے پاس آ گئی تھی۔۔۔

وادی تورغر کی صبح ہمیشہ خاموش ہوتی تھی۔ پہاڑوں پر دھند چھائی ہوتی تھی، درخت سیاہ سائے کی طرح کھڑے ہوتے تھے، اور ندی کی آواز سب سے پہلے کانوں تک پہنچتی تھی۔۔۔

مگر آج اس خاموشی میں بھی شور تھا۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی، اور سوچتے سوچتے وہی منظر آگیا جو وہ نہیں سوچنا چاہتی تھی۔

پہاڑی پر وہ آدمی۔۔۔

سفید لباس، چوڑے کندھے، سرد آنکھیں۔۔۔۔

نوریان خان نورزئی۔۔۔۔

اس نے اپنے آپ کو جھٹکا۔۔۔ کھڑکی سے ہٹ کر واپس بیٹھ گئی تھی۔۔۔

آج ہسپتال جانا ممکن نہیں تھا۔ گھر والوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا، کچھ دن آرام کرو۔۔۔۔

مگر خاجستہ کا دل نہیں مانتا تھا۔۔۔۔ وہ بیٹھے رہنے کی عادی نہیں تھی۔

دوپہر کو اس نے اپنے بابا کے کمرے میں جانے کا ارادہ کیا۔۔۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ اکرم چاچا کے گھر والوں کا کیا بندوبست ہوا، ان کی بیوہ کا، ان کے بچوں کا۔۔۔۔

مگر حویلی کے مردانہ حصے میں آج کچھ اور ہی بات ہو رہی تھی۔

وہ گزر رہی تھی جب آوازیں کانوں میں آئیں۔۔۔۔

"بابا جان اب اور نہیں۔۔۔۔ بہت ہو چکا۔۔۔ کل کیا ہوا؟

میری بہن کی گاڑی پر گولیاں آئیں، اکرم مارا گیا۔۔۔ اور اب یہ خبر ہے کہ نورزئیوں نے پھر حد پار کی ہے۔۔۔

شمالی چراگاہ پر ان کے آدمی آگئے ہیں۔۔۔۔ ہماری زمین ہے وہ۔۔۔"

شیر داد کی آواز سب سے اونچی تھی۔۔۔ وہ کافی زیادہ غصے میں لگ رہا تھا۔۔

"شیر داد جرگے کی بات ہو رہی ہے۔۔۔ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ صبر کرو۔۔۔ علاقے کے حالات سب کے لیے خراب ہیں۔۔۔"

عبد اللہ خان کی آواز آئی، بھاری اور تھکی ہوئی۔۔۔۔

"صبر۔۔۔۔"

شیر داد کا لہجہ کڑوا تھا۔

"ہم کب سے صبر کر رہے ہیں بابا جان۔۔۔۔ ثمر چچا گئے، رحمت کاکا گئے، جواد گیا، اسماعیل گیا۔۔۔۔ کتنے مزید جائیں گے؟ کب تک؟"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ ان سب لوگوں کے جانے کا دکھ بول رہا تھا اس کے لہجے میں۔۔۔۔

خاجستہ رک گئی تھی۔۔۔اس کا دل بھاری ہو گیا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی شیر داد کا درد۔۔۔۔

وہ خود بھی یہی محسوس کرتی تھی۔۔۔ مگر ساتھ میں وہ یہ بھی جانتی تھی کہ دوسری طرف بھی ماتم ہے، دوسری طرف بھی قبریں ہیں۔۔۔

کون ٹھیک تھا کون غلط۔۔۔ ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔ مگر آئے روز لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں۔۔۔

وہ بھاری قدموں کے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی، دروازہ نہیں کھٹکھٹایا۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اسی دن شام کو نورزئی حویلی میں بھی ایک عجیب بے چینی تھی۔

دُرانہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔اس کے ذہن میں کل باغ والا منظر تھا، وہ آدمی جو رکا اور پھر پلٹ گیا۔

وہ جانتی تھی وہ کون تھا۔شیر داد خان مہمند۔۔۔

سنا بہت کچھ تھا اس کے بارے میں، سب برا ہی سنا تھا۔مگر کل اس نے دیکھا تھا کہ وہ آدمی راستہ بدل کر چلا گیا۔۔۔

اس وادی میں جہاں غیرت کے نام پر خون بہایا جاتا تھا، وہاں دشمن کے باغ میں موجود عورتوں کی خاطر راستہ بدلنا۔

یہ کمزوری نہیں تھی۔ یہ کچھ اور تھا۔۔۔

دُرانہ نے یہ بات کسی سے نہیں کہی تھی۔ نہ ماں سے، نہ بھابھی سے، نہ چچی سے۔

یہ ایک ایسی بات تھی جو اس کے اندر ہی رہے تو بہتر تھا۔

وہ اپنی وجہ سے کوئی خون خرابہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

حویلی کے اندرونی صحن میں اس وقت نورزئی خاندان کی عورتیں جمع تھیں۔

سب سے اونچی مسند پر بیٹھی تھیں نوریان اور دُرانہ کی دادی ماہ گل بی بی۔۔۔

پچھتر سال کی بزرگ عورت جن کی ریڑھ کی ہڈی ابھی تک سیدھی تھی اور آنکھوں میں ابھی تک تیز روشنی تھی۔ سفید لباس، سفید دوپٹہ، اور وہ مخصوص انداز جس میں وہ سب کو دیکھتی تھیں۔۔۔

جیسے سب کے اندر کی بات جانتی ہوں۔۔۔

ان کے بیٹے اور پوتے ان کے مشوروں کو سنتے اور مانتے بھی تھے۔۔۔ وہ بہت ہی سمجھدار خاتون تھیں۔۔۔

ان کے پاس بیٹھی تھیں دُرانہ کی ماں ذرغونہ بی بی، پچاس سال کی مضبوط عورت جن کے چہرے پر زندگی کے نشان واضح تھے مگر آنکھوں میں گرمجوشی ابھی تک تھی۔

وہ نوریان اور دُرانہ کی ماں تھیں۔۔۔۔

ان کے شوہر خان محمد نورزئی تین سال پہلے گزر گئے تھے اور تب سے ذرغونہ بی بی نے اپنے آپ کو حویلی کی ذمہ داریوں میں ڈوبا لیا تھا۔۔۔۔

ان کے ساتھ بیٹھی تھیں نوریان کی پھوپھی، گلالئی۔۔۔

ان کا شوہر اور ایک اکلوتا بیٹا اس دشمنی کی نذر ہو چکا تھا اور تب سے ان کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی آگ رہتی تھی۔

وہ صلح کی بات سننا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔وہ بس انتقام چاہتی تھیں۔۔

اور اس قاتل قبیلے سے نفرت کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

میمونہ بیگم سب سے چھوٹی چچی الگ بیٹھی تھیں، ان کی طبیعت نرم تھی اور وہ اکثر درمیان کا راستہ نکالنے کی کوشش کرتی تھیں۔

ان کا یہی کہنا تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے یہ دشمنیوں کا کھیل ختم ہو۔۔۔

اور سب کے بیٹوں کے سر پر لٹکی تلوار ہٹ جائے۔۔۔

وہاں ایک جانب نوجوان لڑکیاں، دُرانہ، اس کی چچازاد رحیمہ، شبنم، اور ان کی بھابھی صفینہ جو حال ہی میں رحیمہ کے بڑے بھائی سفیر کی بیوی بن کر اس گھر میں آئی تھیں اور ابھی تک اس وادی کی ہوا کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

آج گفتگو میں سنجیدگی تھی۔۔۔ کافی عرصے سے اس حویلی کی خوشگواریت اور سکون ماند پڑ چکے تھے۔۔۔

قبیلے میں بچھتی لاشوں کا ڈھیر سب کے دلوں کا بوجھ بڑھا رہے تھے۔۔۔۔

"سنا ہے جرگے کی بات ہو رہی ہے۔"

ذرغونہ بیگم نے ساس سے پوچھا تھا۔۔۔ان کی آواز پرسکون تھی مگر اس پرسکون آواز کے پیچھے فکر چھپی تھی۔۔۔۔

"سننے میں تو آرہا ہے۔۔۔اب بس اللہ خیر کرے۔۔۔"

ماہ گل بی بی نے بھی بوجھل سانس خارج کرتے جواب دیا تھا۔۔۔

"جرگہ؟"

گلالئی کا لہجہ تلخ تھا۔

"جرگے میں کیا ہو گا؟ میرا بیٹا واپس آجائے گا؟ شاہ ولی کی آنکھیں کھل جائیں گی؟"

ان کے چہرے کے تاثرات بگڑے تھے۔۔۔وہ صلح صفائی ہر گز نہیں چاہتی تھیں۔۔۔انہیں خاتمہ چاہیے تھا۔۔۔

صحن میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔

"گلالئی بیٹی، تیرے بیٹے کا درد میرے سینے میں بھی ہے۔ مگر سوچ، اگر یہ سلسلہ نہ رکا تو کتنے اور بیٹے جائیں گے؟"

ماہ گل بی بی نے بیٹی کی جانب دیکھا اور آہستہ سے کہا تھا۔۔۔ان کی آواز نرم تھی مگر وزن رکھتی تھی۔۔۔۔

گلالئی نے آنکھیں پونچھیں مگر کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔

دُرانہ خاموشی سے سن رہی تھی۔اس کے ہاتھوں میں تسبیح تھی مگر دانے نہیں پھر رہے تھے۔۔۔۔

وہ اپنی پھوپو کے درد سے واقف تھے۔۔۔ان کا پورا گھر اجڑ گیا تھا۔۔۔

وہ تنہا رہ گئی تھیں۔۔۔۔انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے جوان بیٹے اور شوہر کی خون میں لت پت لاشیں دیکھی تھیں۔۔۔

بہت بڑے حوصلے کی مالک تھیں کہ اس کے بعد بھی اپنے حواس قائم رکھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اسی لمحے نوریان خان نورزئی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ سب کی نظریں اس کے وجیہہ مضبوط سراپے کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

وہ دشمنوں کے لیے خوف کی علامت تھا۔۔۔

بے خوف چہرا۔۔۔ جاہ وجلال کا مالک۔۔۔۔

اس کے چہرے پر دن بھر کا بوجھ واضح تھا۔۔۔۔

وہ سید ھا مردانہ حصے میں گیا جہاں اس کے دادا صاحب خان گل نورزئی بیٹھے تھے۔۔۔۔

خان گل نورزئی اسی سال کے بزرگ تھے مگر ان کی شخصیت میں

ابھی تک وہ رعب تھا جو ہمیشہ سے قائم تھا۔۔۔

سفید ریش، گہری آنکھیں، اور ایک ایسا وقار جو بغیر ایک لفظ بولے

کمرے پر چھا جاتا تھا۔۔۔ انہیں اپنے پوتے نوریان خان نورزئی

میں اپنی جوانی نظر آتی تھی۔۔۔

"یہاں آؤ نوریان۔۔۔"

انہوں نے نوریان کو دیکھتے محبت اور شفقت سے پکارا تھا۔۔۔

نوریان سنجیدگی تھے تاثرات کے ساتھ ان کے سامنے جا بیٹھا

تھا۔۔۔

"دادا جان جرگے کی بات پکی ہو رہی ہے۔۔۔"

وہاں باقی لوگ بھی بیٹھے تھے۔۔۔ مگر اس کا مخاطب صرف وہی تھے۔۔۔ اس کے چاچو، چچازاد اور باقی سارے رشتہ دار۔۔۔ جن میں سے نجانے کتنے چہرے وہ کھو بھی چکے تھے۔۔۔۔

"ہاں۔"

خان گل نے سر ہلایا تھا۔۔۔

"مولوی سلیمان نے پیغام بھیجا ہے۔ علاقے کے چار بڑے بزرگ ملنا چاہتے ہیں۔ دونوں قبیلوں کو بلائیں گے۔۔۔"

انہوں نے تفصیل سے آگاہ کیا تھا۔۔۔اس قبیلے کا سردار اب

نوریان خان نورزئی تھا۔۔۔ مگر بہت سارے لوگ تھے۔۔۔

جو اس سے ایسی بات کرنے سے ڈرتے تھے۔۔اور خان گل

نورزئی سے سفارش کرواتے تھے۔۔۔

کیونکہ اس کے سامنے بات کرنا بہت سو کے لیے ممکن نہیں ہوتا

تھا۔۔

"اور ہم جائیں گے؟"

اس نے اپنے داداجان کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے پوچھا

تھا۔۔۔

خان گل نے نوریان کو دیکھا۔۔۔اور گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔وہ جانتے تھے کہ ان کا پوتا اس حق میں کبھی نہیں ہو گا۔۔۔

"ہمارے کتنے آدمی گئے ہیں نوریان؟"

انہوں نے بہت تحمل کے ساتھ یہ سوال پوچھا تھا۔۔۔

نوریان کی آنکھوں کی رنگت مزید سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"لاتعداد۔۔۔سب سے اہم میرے بابا۔۔۔"

اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں۔۔۔

"مہمندوں کے بھی بہت گئے ہیں۔ اگر یہ نہ رکا تو پہاڑ ہمیں نگل لے

گا۔۔۔ قبیلہ رہے گا نہیں، صرف قبریں رہیں گی۔۔۔"

وہ اس کو سمجھا رہے تھے۔۔

کبھی کبھی جھکنا پڑتا تھا اپنے قبیلے کی بقا کے لیے۔۔۔

نوریان کا جبڑا سخت ہوا تھا۔۔۔ اس نے آگ جیسی آنکھوں سے

باہر دیکھا تھا۔۔۔

اپنے دادا اور وہاں بیٹھے سبھی افراد کی جانب۔۔ وہ سب اس حق

میں ہی تھے۔۔۔

"میں صلح کی بات قبول کر سکتا ہوں دادا جان۔۔۔۔ مگر بے عزتی نہیں۔۔۔۔۔"

"کوئی بے عزتی نہیں ہو گی۔۔۔۔نہ کوئی کر سکتا ہے۔۔۔۔"

خان گل نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

"تم نورزئی کے سر دار ہو۔ تمہاری عزت وہ ہے جو تم قبیلے کو دیتے ہو، مٹی سے نہیں ملتی۔۔۔۔۔"

وہ اسے منانا چاہتے تھے۔۔۔ اور وہ مان بھی گیا تھا۔۔۔ وہ ڈھیلا پڑ گیا تھا۔۔۔۔

اپنی خاطر نہیں وہاں بیٹھے اپنے لوگوں اور ان کے چہروں پر منڈلاتے خوف کی خاطر۔۔۔۔

وہ اب مزید کسی کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔۔

جرگے کا فیصلہ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ انسان جو خود جرگوں کے فیصلے کرتا تھا۔۔۔ اس بار اسے جرگے کا فیصلہ سننا تھا۔۔۔

ماننے یا نہ ماننے یہ اس کی مرضی تھی۔۔۔۔ مگر کبھی کبھی کچھ قربانیاں دینی پڑتی تھیں۔۔۔

ہر سردار نے دی تھی۔۔۔ شاید اب اس کی باری آچکی تھی۔۔۔

باہر پہاڑوں پر اندھیرا اتر رہا تھا۔۔۔اور اندر برف جیسا سرد پن چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

دو ہفتے بعد وادی کے شمالی حصے میں واقع ایک چراگاہ پر جو واقعہ ہوا وہ ان دونوں قبیلوں کے درمیان چنگاری سے شعلہ بن گیا تھا۔۔۔

صبح کا وقت تھا۔۔۔دھند ابھی چھٹی نہیں تھی۔۔۔۔

نورزئی قبیلے کے چار آدمی اپنی بھیڑوں کو پانی پلانے ندی کے کنارے گئے تھے۔۔۔وہ جگہ پہاڑ کے دامن میں تھی، ہمیشہ سے نورزئیوں کا علاقہ رہا تھا۔۔۔

مگر وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ ندی کے اس پار مہمند قبیلے کے مسلح آدمی کھڑے تھے۔۔۔۔اور اس طرف کی ندی پر ایک نئی چھوٹی نہر کاٹی جارہی تھی جو نورزئیوں کی زمین کو کاٹتی تھی۔۔۔۔

بات ہوئی، تلخ ہوئی، اور پھر گولیاں چلی تھیں۔۔۔۔۔

دو نورزئی آدمی زخمی ہوئے، ایک مہمند آدمی۔۔۔۔

مگر اس سے بھی بڑی خبر یہ تھی کہ نوریان کا ایک قریبی چچازاد بائیس سالہ زلمی وہاں موجود تھا اور اس کے کندھے میں گولی لگی تھی۔۔۔۔۔

نوریان کو خبر ملی تو اس کی آنکھوں میں جو آگ آئی اسے دیکھ کر افضل بھی ایک قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔

"گاڑی تیار کرو۔۔۔۔"

بس یہی الفاظ نکلے تھے اس کے سخت ہوتے جبڑے سے۔۔۔۔

"خان صاحب ابھی جانا ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔۔۔"

افضل نے ہچکچاتے کہا تھا۔۔۔وہ اس کا خاص الخاص آدمی تھا۔۔۔ جس کے بہاؤ اتنا اختیار تھا کہ وہ یہ بول سکے۔۔۔

"افضل۔۔۔۔ میں نے کہا گاڑی تیار کرو۔"

نوریان کی آواز میں وہ خاص لہر آئی جو سب کچھ روک دیتی تھی۔۔۔

وہ پہاڑ کے دامن میں پہنچا تو زلمی کو پہلے سے نکالا جا چکا تھا اور کچھ آدمی وہاں موجود تھے۔۔۔ مہمند آدمی واپس جا چکے تھے۔۔۔

پیچھے صرف خاک اور خون کے نشان تھے۔۔۔۔۔

نوریان نے وہ منظر دیکھا۔ جگہ دیکھی۔۔۔ ندی دیکھی۔۔۔ اور وہ ادھوری نہر دیکھی جو ان کی زمین کو کاٹ رہی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر کوئی جذبہ نہیں آیا۔ مگر اس خاموشی میں ایک فیصلہ تھا۔۔۔

کیا اس قبیلے کے ساتھ صلح صفائی ہو سکتی تھی۔۔۔جو ابھی بھی شر پھیلا رہا تھا۔۔۔

جس کو ابھی بھی سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔یہ چھوٹے چھوٹے فسادات ہی جان جانے کا باعث بنتے تھے۔۔

اسی وقت دوسری طرف مہمند حویلی میں شیر داد نے اپنے آدمی سے پوری بات سنی تھی۔۔۔

ان کا آدمی زخمی ہوا تھا اور دو نورزئی آدمی بھی۔ مگر اصل مسئلہ نہر کا تھا جو ان کے سردار نے کاٹنے کا حکم دیا تھا اور جس پر نورزئیوں نے اعتراض کیا تھا۔۔۔

"یہ نہر ضروری تھی؟"

شیر داد نے اپنے بابا سے پوچھا تھا۔۔۔اس کا لہجہ سیدھا تھا، نہ غصے میں نہ نرمی میں۔۔۔مگر سوال کے پیچھے ایک اہمیت تھی۔۔۔

وہاں بیٹھے باقی لوگ بھی وجہ جاننا چاہتے تھے۔۔۔

"ہماری زمین ہے وہ۔۔۔"

عبداللہ خان نے سر اٹھایا تھا۔۔۔ان کی آنکھیں بے حد سرد تھیں۔۔۔

"ابا جان حد کون سی ہے؟ ندی کا وہ موڑ ہمیشہ سے متنازعہ رہا ہے۔۔۔۔ اگر ہم نے وہاں نہر کاٹی تو نورزئی خاموش نہیں بیٹھیں گے۔۔۔۔"

وہ مزید خون خرابہ نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ اپنے مزید لوگوں کا جنازہ نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔۔

اسے ابھی خبر ملی تھی کہ صبح زخمی ہونے والا شخص ہسپتال میں دم توڑ گیا تھا۔۔۔۔

"نورزئی کا ڈر ہے تمہیں؟"

عبداللہ خان کی آواز سخت ہوئی۔۔۔۔

شیر داد کے چہرے پر ایک ہلکی سی رنگت آئی مگر وہ نہیں جھکا تھا۔۔۔

"ڈر نہیں بابا جان۔۔۔۔۔ حساب ہے۔۔۔۔ اس نہر کی وجہ سے جو ہو گا وہ ایک نہر سے بہت زیادہ مہنگا پڑے گا۔۔۔۔"

عبداللہ خان نے بیٹے کو دیکھا۔۔۔۔ پھر چپ رہے تھے۔۔۔ ان کے بیٹے کی سوچ اور عمل ان سے بہت مختلف تھا۔۔۔

مگر ابھی تک اس قبیلے کی باگ ڈور ان کے اپنے ہاتھ میں تھی۔۔۔

ان کا بیٹا طاقتور تو تھا۔۔۔۔

مگر ابھی فیصلے نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

شیر داد جانتا تھا کہ اس کے بابا جان نے نہر کا حکم اس لیے نہیں دیا تھا

کہ انہیں پانی چاہیے تھا۔۔۔

یہ طاقت کا مظاہرہ تھا۔۔۔ اور طاقت کا مظاہرہ کرنا اس وقت

ٹھیک تھا جب اس کے نتائج برداشت ہو سکتے ہوں۔۔۔۔

فی الحال نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔

مگر اب اس بات کا کوئی حل نہیں تھا کیونکہ پانی بہہ چکا تھا۔۔۔۔

ان کی جانب سے اعلان جنگ کر دی گئی تھی۔۔۔ اب نورزئی قبیلے

کی جانب سے جواب آنا تھا۔۔۔۔

اگلے تین ہفتوں میں جو کچھ ہوا اسے وادی تورغر کے لوگ لمبے عرصے تک یاد رکھنے والے تھے۔۔۔

نورزئیوں نے مہمند قبیلے کے ایک تجارتی قافلے کا راستہ روکا۔۔۔ سامان نہیں لوٹا، کوئی گولی نہیں چلی، صرف راستہ روکا اور واپس کر دیا۔ یہ پیغام تھا۔۔۔

مہمند قبیلے نے اس پیغام کا جواب اس طرح دیا کہ نورزئیوں کے ایک بزرگ کے گھر کا پانی بند کروادیا۔۔۔ وہ نہر جو اس بزرگ کی زمین کو سیراب کرتی تھی اس پر ایک رات پتھر ڈال دیے گئے۔۔۔

ان کے ہاں پانی بند کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔۔۔

اور پھر ایک صبح نوریان کے دادا خان گل نورزئی کے قریبی دوست

اور ہمسائے بزرگ رحمت شاہ اپنے کھیت میں گئے اور واپس نہیں

آئے۔۔۔۔۔

انہیں شام کو کھیت کی پگڈنڈی پر پایا گیا۔۔۔۔وہ نہیں رہے تھے۔

یہ خبر نورزئی حویلی میں طوفان کی طرح آئی تھی۔۔۔۔

خان گل نورزئی نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔۔۔

نوریان مردانے خانے میں مسلسل چکر کاٹتا اپنے اندر اٹھتے طوفان کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

افضل پاس کھڑا تھا مگر کچھ نہیں بول رہا تھا۔۔۔

نوریان کا چہرہ پتھر کی طرح سخت تھا اور آنکھیں سرد تھیں، وہ خطرناک سردی جو آندھی سے پہلے آتی تھی۔۔۔

"افضل۔"

اس نے آہستہ سے کہا تھا۔۔۔

"جی خان صاحب۔"

افضل حکم کے لیے پہلے سے تیار تھا۔۔۔۔

"کسی کو ہاتھ نہیں لگانا۔"

اس کی آواز سرد تھی۔۔۔۔

"خان صاحب؟"

افضل نے حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔۔نوریان خان نورزئی جواب نہیں دے رہا تھا۔۔۔

یہ ان کے ہاں بزدلی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔۔۔

"کسی کو ہاتھ نہیں لگانا۔۔۔"

نوریان نے دہرایا تھا۔۔۔

"ابھی نہیں۔۔۔وقت آئے گا۔۔۔"

افضل سمجھ گیا تھا۔۔۔نوریان غصے میں رد عمل نہیں کرتا تھا۔۔۔وہ ٹھہر کر کرتا تھا۔۔۔اور جب کرتا تھا تو بہت مکمل کرتا تھا۔۔۔

مگر اس رات حویلی میں عورتوں کے رونے کی آوازیں تھیں اور مردوں کی خاموشی اس رونے سے زیادہ بھاری تھی۔۔۔۔

جواب اگلے ہی دن آیا جب مہمند قبیلے کے ایک گھر میں آگ لگی۔۔۔

کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، مگر گھر جل گیا۔ اور اس گھر کا بندہ

شیر داد کا قریبی یار محمد جان تھا۔۔۔۔

شیر داد نے خبر سنی تو اس کے کندھے کا پٹھا تھرتھرایا تھا۔۔۔۔وہ

اندر سے ابل رہا تھا مگر باہر سے پتھر تھا۔۔۔۔

"یار محمد جان کے گھر والے؟"

اس نے ضبط سے پوچھا تھا۔۔۔۔

"محمد جان کے علاوہ باقی سب محفوظ ہیں۔ باہر تھے رات کو۔۔۔۔

محمد جان کی میت کو ہسپتال میں رکھا گیا ہے ابھی۔۔۔"

شیر داد نے ایک لمبا سانس لیا۔اس کی مٹھیاں بند ہوئی تھیں۔۔۔۔ آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔۔

اس کا یار مارا گیا تھا۔۔۔۔بے قصور۔۔۔امن پسند انسان تھا وہ۔۔۔۔

اس کا ان دشمنیوں میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔۔

"شیر داد لالہ بس۔۔۔۔اب بس کریں انہیں۔۔۔۔ آج گھر جلا ہے۔۔۔۔گھر کا سربراہ جل کر راکھ ہوا ہے۔۔۔، کل کوئی اور جائے گا۔"

اس کا ایک چچازاد رضا محمد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تھکے تھکے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

"آج گھر جلا۔"

شیر داد نے آہستہ کہا تھا۔۔۔۔

"کل جوان کا رحمت شاہ مرا یہ اس کا جواب تھا۔۔۔۔۔؟"

عبداللہ خان مہمند نے وہاں آتے غصے سے کہا تھا۔۔۔۔

"اب ہم اس کا ایسا جواب دیں گے کہ ان کی نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔۔"

ان کے لہجے میں ابھی بھی افسوس نہیں تھا۔۔۔بس دشمنی کی آگ تھی۔۔۔جو بہت زور سے بھڑک رہی تھی۔۔۔

"بس بابا۔۔۔۔اب مزید نہیں۔۔۔۔اب نہیں۔۔۔"

شیر داد سرخ آنکھوں کے ساتھ پلٹا تھا۔۔۔اور باپ کو تنبیہی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

"تو کیا ہم ہار مان لیں۔۔۔۔؟؟"

انہیں بیٹے کی یہ بات بالکل پسند نہیں تھی۔۔۔وہ ان کی طرح شر پسند نہیں تھا۔۔۔

وہ امن کی بات کرتا تھا۔۔۔جو اس کے بابا جان اور قبیلے کے بہت سارے لوگوں کو بزدلی کی بات لگتی تھی۔۔۔۔

"نہیں ہار نہیں مان رہا بابا جان۔۔۔جرگے کا فیصلہ مانوں گا۔۔۔اگر بہتر ہوا تو۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں آگ تھی۔۔۔مگر لہجے میں ضبط کی گرہیں۔۔۔

اس نے آج اپنا دوست کھویا تھا۔۔۔یہ درد بہت زیادہ تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ان سب واقعات کے درمیان خاجستہ ہسپتال جاتی رہی تھی۔۔۔

نئی گاڑی تھی۔۔۔ دو نئے ڈرائیور بھی تھے۔۔ شیر داد نے کہا تھا ایک ڈرائیور سے کام نہیں چلے گا۔۔۔ پہلے سے دو ہوں گے اور ساتھ ایک محافظ بھی۔۔۔

تین گاڑیاں اس کے تحفظ میں ساتھ جاتی تھیں۔۔۔ ساتھ دو خواتین ملازمین بھی تھیں۔۔۔۔

خاجستہ نے اعتراض نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے گھر والوں اور خاص کر اس کے بھائی کو اس کی فکر تھی۔۔۔

وہ ہر وقت اس کے ساتھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔ مگر اس کی جانب سے مطمین تھا کیونکہ اس کے سارے آدمی اکرم کی طرح بہت وفادار تھے۔۔۔

وہ اپنی جان تو دے سکتے تھے۔۔۔ مگر اپنی بی بی کو کچھ نہیں ہونے دے سکتے تھے۔۔۔

اکرم چاچا کے جانے کے بعد وہ راستے میں وہی موڑ دیکھتی تھی جہاں سب کچھ ہوا تھا اور اس کا دل بھاری ہو جاتا تھا۔۔۔

ہسپتال میں کام میں ڈوبی رہتی تھی۔ مریض آتے تھے، وہ دیکھتی تھی۔۔ان کا دکھ اور تکلیف بانٹتی تھی۔۔۔یہ کام اسے اپنی پناہ گاہ لگتی تھی۔۔۔۔

آج اس لڑکی کو جسے گھر والوں کی زبردستی شادی کرنے کی وجہ سے لایا گیا تھا۔۔۔اسے خاجستہ کے وارڈ سے رخصت کیا جارہا تھا۔۔۔

وہ خاجستہ سے ملنے آئی تھی۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحبہ، آپ نے اس دن جو کہا۔۔۔"

خاجستہ نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"آپ نے ماں باپ کی بات کہی تھی۔۔۔میں نے بہت سوچا۔"

لڑکی کی آنکھیں نم تھیں مگر اس میں کوئی اور بات تھی جو پہلے نہیں تھی۔ایک ہلکی سی روشنی۔۔۔۔

"میں جینا چاہتی ہوں اب۔"

خاجستہ نے اسے دیکھا تھا۔۔۔اور ہولے سے مسکرائی تھی۔۔۔

"یہی کافی ہے۔"

اس نے آہستہ سے کہا تھا۔۔۔۔

"باقی سب بعد میں سوچنا۔۔۔"

اس کی بات پر اس لڑکی نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔۔اور وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔اپنی زندگی کے ایک نئے سفر کے لیے۔۔۔۔

خاجستہ دیر تک کھڑکی کے پاس کھڑی رہی۔۔۔۔

جینا چاہنا کافی ہے۔۔۔۔

کاش کبھی وہ بھی یہ سبق اپنی وادی کے مردوں کو سکھا سکتی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وادی تورغر کی پرانی مسجد کے صحن میں جرگہ بلایا گیا تھا۔۔۔۔

یہ مسجد پہاڑ کے دامن میں ایسی جگہ بنی تھی جہاں سے پوری وادی نظر آتی تھی۔ پرانے پتھروں سے بنی، اونچا مینار، اور صحن میں وہ پرانا چنار کا درخت جو کہتے تھے دو سو سال پرانا ہے۔۔۔

اس درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں پشتونوں نے صدیوں سے اپنے جھگڑے سلجھائے تھے۔۔۔

آج صبح سے لوگ آنے لگے تھے۔۔۔ یہ جرگہ ان کی وادی کی اب تک کی تاریخ کا سب سے بڑا جرگہ تھا۔۔

علاقے کے چار بڑے بزرگ آئے تھے جن میں سر فہرست مولوی سلیمان تھے، اسی سال کے نورانی چہرے والے بزرگ جن کی بات

پوری وادی میں مانی جاتی تھی۔ ان کے ساتھ حاجی نذیر خان، ملا رستم اور بزرگ شاہ والی بھی تھے۔۔۔۔

یہ چاروں نہ نورزئی تھے نہ مہمند۔۔۔۔ ان کا اپنا قبیلہ الگ تھا مگر وادی میں ان کی حیثیت ثالث کی تھی۔۔۔۔

صحن میں دو طرف بیٹھنے کا انتظام تھا۔۔۔۔۔

ایک طرف نورزئی قبیلے کے لوگ آئیں گے، دوسری طرف مہمند قبیلے کے۔۔۔۔

نورزئیوں کا قافلہ پہلے پہنچا تھا۔۔۔۔

سب سے آگے خان گل نورزئی کی گاڑی تھی۔۔۔ بارعب شخصیت سفید لباس میں ملبوس۔۔ سر پر سفید پگڑی، اور چہرے پر وہ وقار جو سالوں کی عزت سے آتا تھا۔۔ وہ آہستہ قدم رکھتے اندر آئے اور بزرگوں سے ملے تھے۔۔۔۔

ان کے پیچھے نوریان خان نورزئی تھا۔۔۔

آج وہ سرمئی رنگ کے پٹھانی لباس میں تھا، گہری خاکستری چادر کندھوں پر۔۔۔۔

لمبا قد۔۔۔چوڑے کندھے۔۔۔چال میں وہ خاص پختہ اعتماد جو پہاڑوں پر پلے ہوئے آدمی میں ہوتا تھا۔۔۔شہد رنگ آنکھیں آج مزید سرد تھیں۔۔۔۔

چہرے پر داڑھی کا ہلکا سایہ اور جبڑے کی مضبوط لکیر جو تناؤ میں مزید نمایاں ہو جاتی تھیں۔۔۔۔

اس کے پیچھے افضل اور دو اور قریبی آدمی تھے۔۔۔اور پھر قبیلے کے باقی معزز لوگ۔۔۔۔۔اس کے چچا

نوریان کا ایک چچا خیر محمد نورزئی بھی تھے۔۔۔پچاس سال کا تجربہ کار آدمی جو نوریان کے باپ کی وفات کے بعد اس کا قریبی مشیر بن

گئے تھے۔۔۔وہ سمجھدار تھے اور اپنے بھتیجے کو اچھی طرح جانتے

تھے۔۔۔

باقی کسی کو بھی ساتھ نہیں لایا گیا تھا۔۔قبیلے کے جذباتی نوجوانوں

کو جرگے میں نہیں لایا گیا تھا۔۔۔

نوریان نے صحن میں داخل ہوتے بزرگوں کو سلام کیا۔پھر ایک

طرف بیٹھ گیا تھا۔۔

اس کی پیٹھ سیدھی تھی۔۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہاتھ گھٹنوں پر،

اور نظریں اس دروازے پر جہاں سے مہمند قبیلے کا قافلہ آنا

تھا۔۔۔

مہمند قبیلہ پندرہ منٹ بعد آیا تھا۔۔۔

عبداللہ خان مہمند آگے تھے۔۔۔ ساٹھ سال کے مضبوط آدمی، سر پر سیاہ پگڑی، چہرے پر گہری تھکان جو مہینوں کی بے چینی سے آتی ہے۔ مگر قدم مضبوط تھے۔۔۔۔

ان کے ساتھ ان کا بھائی قمر خان مہمند تھا جو چچا تھا۔۔۔ مضبوط آدمی، مگر چہرے پر کچھ زیادہ ہی غصہ تھا آج۔۔۔۔

اور پھر شیر داد خان مہمند آیا تھا۔۔۔

سیاہ لباس، کریم رنگ کی چادر، لمبا قد۔۔۔

جیسے قبیلے کا رنگ اپنے وجود میں سموئے ہو۔اس کے چہرے پر وہی سختی تھی جو اس کی پہچان تھی مگر آج آنکھوں میں ایک کشمکش بھی تھی۔۔۔وہ یہاں آنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔یہ صاف نظر آتا تھا۔۔۔

مگر آیا تھا۔

اس کے پیچھے رضا محمد اور باقی آدمی تھے۔۔۔

شیر داد نے صحن میں داخل ہوتے بزرگوں کو سلام کیا۔اور پھر اس کی نظر سامنے گئی۔

نوریان خان نورزئی کی آنکھوں سے اس کی آنکھیں ملی تھیں۔۔۔

دونوں کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے رکیں۔ نہ جھکیں، نہ ہٹیں۔

صرف ٹکرائی تھیں۔۔۔ دو پہاڑوں کا ٹکرانا ایسا ہی ہوتا تھا۔۔۔

پھر دونوں نے اپنی اپنی طرف نگاہیں پھیر لیں اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ

گئے تھے۔۔۔۔

صحن میں وہ بھاری خاموشی آئی جو بڑے فیصلوں سے پہلے آتی

تھی۔۔۔

مولوی سلیمان نے بسم اللہ کے بعد قرآن پاک کی آیات تلاوت

کیں۔ ان کی آواز میں ایک ایسی سکون بخش گہرائی تھی جو صحن کی

فضا کو کچھ دیر کے لیے ہلکی کر گئی۔۔۔

پھر انہوں نے بات شروع کی تھی۔۔۔۔

"ہم سب یہاں اس لیے جمع ہیں کیونکہ اس وادی کا دل دکھ رہا ہے۔۔۔ یہ مسلسل بارہ سالوں سے اپنے کی لوگوں کے خون سے لرز رہی ہے۔۔۔

بارہ سال سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔۔۔ اس وادی کی مٹی نے اس عرصے میں کتنا خون پیا ہے، گنتی ممکن نہیں۔ ہر گھر میں ایک قبر ہے۔۔۔ ہر عورت کے ماتھے پر ایک غم ہے۔ ہر بچے کے ذہن میں ایک خوف ہے۔۔۔ اللہ نے ہمیں یہ زمین دی ہے، یہ پہاڑ دیے ہیں، یہ ندیاں دی ہیں۔ کیا یہ سب قبروں کے لیے ہیں؟"

صحن میں خاموشی تھی۔۔۔۔ صرف ان کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔

"ہم آج یہاں اس لیے نہیں بیٹھے کہ کسے قصوروار ٹھہرائیں۔ ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں کہ راستہ نکالیں۔ اللہ کا حکم ہے صلح کا، پشتون روایت کا تقاضا ہے عقلمندی کا۔"

انہوں نے دونوں قبیلوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔ پھر دونوں طرف سے بات شروع ہوئی تھی۔۔۔۔

"مولوی صاحب ہم آپ کی بات مانتے ہیں۔۔۔ صلح کا راستہ ہم نے کبھی بند نہیں کیا۔۔۔ مگر یہ بھی بتائیں کہ جو ہوا ہے اس کا حساب کیا

ہو گا؟ باقی سب کے علاوہ اگر پہلے بات رحمت شاہ کی کی جائے تو وہ بزرگ آدمی تھے، انہوں نے کیا کیا تھا؟ ان کو اتنی بے دردی سے کیوں مارا گیا۔۔۔؟؟"

خان گل نورزئی نے پہلے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔

"خان گل صاحب ہم نے رحمت شاہ کو نہیں مارا۔ یہ الزام ہم پر نہ لگائیں۔۔۔۔"

عبداللہ خان مہمند نے تحمل سے جواب دیا تھا۔۔۔

"تو کس نے مارا؟"

خان گل کی آواز بھاری ہوئی تھی۔۔۔

"وہ ہم نہیں جانتے۔۔۔ مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارا گھر جلایا گیا۔"

عبداللہ خان نے واضح کہا تھا۔۔۔

"وہ گھر ہم نے نہیں جلایا۔۔۔"

قمر خان مہمند بول پڑے تھے۔۔۔ آواز میں غصہ واضح تھا۔

"یہ انکار بہت آسان ہے۔۔۔ جب کام ہوتا ہے تو آدمی نورزئی ہوتا ہے، جب الزام آتا ہے تو کہتے ہیں ہم نے نہیں کیا۔۔۔"

نوریان کی آنکھوں میں ایک چمک آئی۔۔۔۔اس نے منہ نہیں کھولا مگر اس کا جبڑا تن گیا تھا۔۔۔

"قمر خان الزام لگانے سے پہلے ثبوت لانا ضروری ہے۔"

خیر محمد نورزئی نے آہستہ سے کہا تھا۔۔۔

"ثبوت؟ ثبوت ہماری وادی میں نہیں ملتا، یہاں لاشیں ملتی ہیں۔"

قمر خان کا لہجہ تیکھا تھا۔۔۔۔

"ہم یہاں الزام لگانے نہیں آئے۔۔۔۔"

مولوی سلیمان نے ہاتھ اٹھاتے مزید بحث کو روکا تھا۔۔۔وہ نہیں

چاہتے تھے کہ یہ بحث بڑھے اور نوریان خان نورزئی اور شیر داد

خان مہمند میدان میں آئیں۔۔۔

کیونکہ ان کی بحث کو روکنا پھر ممکن نہیں رہنا تھا۔۔۔وہ دونوں اپنے

اپنے قبیلوں کے ستون مانے جاتے تھے۔۔۔

مضبوط اور سخت۔۔۔۔

صحن میں پھر خاموشی آئی تھی۔۔۔۔

مگر یہ خاموشی پہلے والی خاموشی سے مختلف تھی۔اس میں کچھ پگھل

رہا تھا، آہستہ آہستہ۔۔۔۔۔

نوریان اب تک خاموش رہا تھا۔۔۔

مگر جب قمر خان نے دوسری بار نورزئیوں کا نام لے کر بات کہی تو

وہ بولا تھا۔۔

اپنے قبیلے کا نام اسے ہر شے سے زیادہ عزیز تھا۔۔۔

اس کی آواز نہ اونچی تھی نہ پست۔۔۔ مگر اس میں ایک ایسی

گہرائی تھی جو صحن کے ہر کونے میں پہنچی تھی۔۔۔

اور وہاں بیٹھے ہر فرد کی سماعتوں تک۔۔۔

"قمر خان صاحب آپ کی بات سنی۔۔۔۔اب میری بات سنیں

خاموشی کے ساتھ۔۔۔۔۔

بارہ سال میں ہم نے اپنے بہت سے لوگ کھوئے ہیں۔میرے بابا

اور چچا گئے، میرے بھائی، میرے ماموں۔۔۔ان کی

نسلیں۔۔۔۔میرے قبیلے کے قیمتی لوگ۔۔۔۔یہ سب بھی میرا

خون ہے۔۔۔۔

میں یہاں اس لیے نہیں آیا کہ آپ سے ماتم میں برابری کروں۔

میں اس لیے آیا ہوں کیونکہ میرے دادا نے کہا کہ آؤ۔اور جب

بزرگ کہیں تو اس حکم کو ماننا ہم پر فرض ہو جاتا ہے۔۔۔۔"

وہ بات کرتے کرتے رکا تھا۔۔۔

جب وہ بات کر رہا تھا تو ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

"مگر یہ بھی کہوں گا۔۔۔ صلح کا مطلب یہ نہیں کہ جو ہوا وہ بھول جائیں۔ صلح کا مطلب ہے کہ آگے کا راستہ طے کریں۔۔۔"

اس کی بات کی تائید میں صحن میں کئی سر ہلے تھے۔۔۔

شیر داد نے نوریان کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر کوئی بدلاؤ نہیں آیا مگر کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔

"نوریان خان نورزئی نے ٹھیک کہا کہ صلح کا مطلب بھولنا نہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی شیر داد بول پڑا تھا۔۔۔

اس کی آواز میں بھی وہی سختی تھی جو نوریان کی آواز میں تھی، مگر

اس کے ساتھ ایک تیکھا پن بھی تھا۔

"مگر صلح کا یہ بھی مطلب نہیں کہ جو ہوا اس کا حساب نہ ہو۔۔۔

ہمارا بھی خون بہا ہے۔۔۔ ہم نے اپنے گھر کی فرد کھوئے ہیں۔۔۔

جوان سالہ مردوں کو قبر میں اتارا ہے۔۔۔

ہمارے گھر جلے ہیں۔۔۔ اگر صلح ہونی ہے تو دونوں طرف سے

حساب بند ہونا چاہیے۔۔۔"

نوریان نے اسے دیکھا تھا۔۔۔ ایک لمحے کے لیے۔۔۔

دو آدمی جو ایک دوسرے کو برسوں سے دشمن مانتے تھے آج پہلی بار آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔اور عجیب بات یہ تھی کہ دونوں کی باتوں میں ایک ڈھانچہ مشترک تھا۔۔۔

غصہ تھا، درد تھا، مگر ساتھ میں ایک سمجھداری بھی تھی۔۔۔

گھنٹہ بھر کی باتوں کے بعد، جس میں کئی بار تلخ جملے آئے اور کئی بار بزرگوں نے بیچ میں آکر بات کو سنبھالا، مولوی سلیمان نے اپنا فیصلہ پیش کیا۔۔۔

"آپ سب سے گزارش ہے ایک بار تحمل سے جرگے کی بات سنیں۔"

صحن میں مکمل خاموشی چھاگئی تھی۔۔۔۔

"ہم نے بارہ سال کی دشمنی کا سارا حساب دیکھا ہے۔۔۔ دونوں

طرف نقصان ہے۔۔۔ دونوں طرف درد ہے۔ کوئی جیتنے والا نہیں،

کوئی ہارنے والا نہیں۔۔۔۔۔ صرف قبریں ہیں دونوں

طرف۔۔۔۔"

انہوں نے ایک لمحے کے لیے رک کر دونوں طرف دیکھا تھا۔۔۔

"جرگے کا فیصلہ ہے کہ اس دشمنی کو ختم کرنے کا ایک ہی پکا راستہ

ہے۔۔۔۔ وہ راستہ ہے رشتہ۔۔۔۔

خون کو خون سے نہیں، رشتے سے جوڑا جاتا ہے۔۔۔۔"

وہ بول رہے تھے اور دونوں جانب بیٹھے لوگوں کے چہرے بدل رہے تھے۔۔۔

یہ کونسا فیصلہ ہونے جارہا تھا۔۔۔

"جرگے کا فیصلہ ہے کہ نورزئی اور مہمند خاندان کے درمیان ایک خوشگوار رشتہ قائم ہو۔۔۔۔"

ان کی بات پر نوریان خان نورزئی اور شیر داد خان مہمند نے بیک وقت مولوی صاحب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جن کی نظریں پہلے ہی ان دونوں پر تھیں۔۔۔۔ اس فیصلے کی توقع کسی کو نہیں تھی۔۔

یہ بہت بڑا فیصلہ تھا۔۔۔ جو خاندان اتنے سالوں سے خون کی ہولی کھیلتے آرہے تھے۔۔۔ ان کے درمیان بھلا کونسا خوشگوار تعلق قائم ہو سکتا تھا۔۔۔

اسی لمحے مولوی صاحب نے پانی کا گلاس حلق سے اتارتے خشک ہوتے گلے کو تر کیا تھا۔۔۔ اور دوبارہ بولنا شروع کیا تھا۔۔۔

یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے ان کی زبان لرز رہی تھی۔۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ دونوں خاندانوں کا کیا ری ایکشن آنے والا تھا۔۔۔

کہیں یہ ان کے آخری الفاظ تو میں ثابت ہونے والے تھے۔۔۔

"نوریان خان نورزئی مہمند خاندان کی لڑکی کو اپنے نکاح میں لائیں۔۔۔۔اور شیر داد خان مہمند نورزئی خاندان کی لڑکی کو اپنے نکاح میں لائیں۔۔۔۔"

یہ الفاظ تھے یا کوئی پگھلا ہوا سیسہ۔۔۔۔جو ان سب کے کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔۔۔۔

"یعنی کے نوریان خان نورزئی کی بہن کو شیر داد خان مہمند کے نکاح میں دیا جائے اور شیر داد خان مہمند کی بہن کو نوریان خان نورزئی نے نکاح میں دے کر دونوں خاندانوں کو ایسے خوشگوار بندھن میں

باندھ دیا جائے کہ یہ خون خرابہ اور دشمنی سرے سے ختم ہو

جائے۔۔۔"

ان الفاظ نے صحن میں جیسے ایک پتھر پھینک دیا تھا۔۔۔پہلے لمحہ

بھر کی خاموشی تھی۔۔۔

پھر دونوں طرف سے ہلچل ہوئی تھی۔۔۔

نوریان خان نورزئی کا چہرہ ایک لمحے میں بدلا تھا۔۔۔

وہ سختی جو ہمیشہ رہتی تھی وہ مزید سخت ہوئی تھی۔۔۔اس کی شہد

رنگ آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔۔۔ سرد اور تیز۔۔۔۔

اس کے چہرے پر ناگواریت بھرے تاثرات پھیل گئے تھے۔۔۔

جسے اس نے چھپانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔

وہ آگے جھکا۔

"مولوی صاحب۔"

اس کی آواز میں کوئی بے ادبی نہیں تھی مگر اس میں صاف انکار تھا۔۔۔۔اس کی آنکھوں نے نکلتی چنگاریاں وہاں سب نے دیکھی تھیں۔۔۔

وہ کتنے ضبط سے بیٹھا تھا۔۔۔اس بات کا اندازہ اسے کو دیکھ کر لگایا جاسکتا تھا۔۔۔۔

"جرگے کا احترام ہے۔۔۔۔ مگر میری بہن کی بات ہے۔۔۔یہ فیصلہ میں قبول نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔"

اس کا لہجہ صاف اور دوٹوک تھا۔۔۔وہ اپنے قبیلے کا سردار تھا۔۔۔۔ فیصلہ کرنے میں کبھی بھی دیر نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

اس کی بھاری آواز خاموشی کو توڑ گئی تھی۔۔۔۔

دوسری جانب بیٹھے شیر داد خان مہمند کے تاثرات بھی کچھ مختلف نہیں تھے۔۔۔۔

وہ بھی ان لفظوں سے جل اٹھا تھا۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں آتش فشاں بھڑک اٹھا تھا۔۔۔

کنپٹی کی رگیں تن آئی تھیں۔۔۔۔

"نوریان بیٹے۔۔۔"

مولوی سلیمان نے نوریان کی بات کے جواب میں آہستہ سے اسے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔۔

"مولوی صاحب میری بہن دُرانہ کو میں نے پالا ہے۔۔۔۔اس کی ذرا سی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا میں۔۔۔۔

وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اور میری ذمہ داری ہے۔۔۔۔اسے میں اس گھر میں نہیں دے سکتا جس گھر کے آدمیوں کے ہاتھ میرے لوگوں کے خون سے رنگے ہیں۔۔۔۔"

اس کی آواز پر سکون تھی مگر اس پر سکون لہجے میں اتنا وزن تھا کہ

ہوا بھاری ہو گئی تھی۔۔۔

شیر داد نے یہ سنا اور اس کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آئی

تھی۔۔۔۔

"اس فیصلے کے بارے میں میرے خیالات بھی کچھ ایسے ہی

ہیں۔۔۔۔ اگر صلح صفائی ان شرائط پر ہونی تھی تو ہمیں پہلے بتا دیتے

ہم یہاں آتے ہی نہیں۔۔۔۔۔"

اس کی آواز میں طنز تھا مگر اس سے آگے ایک سچائی بھی تھی۔

"میری بہن خاجستہ کے بارے میں ایسا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے آپ۔۔۔نہ میں قبیلے کے عام مردوں جیسا ہوں کہ خون بہا میں اپنی بہن قربان کر دوں۔۔۔

نہ میں اپنی بہن کو باقی مردوں جیسے بھیڑ بکریوں کی طرح کسی کے ساتھ بھی باندھ دوں گا۔۔۔وہ پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی ہے۔۔۔ اس کو ایسے قربان نہیں کیا جائے گا۔۔۔"

شیر داد نے بھی مضبوط لہجے میں اپنی بات کہی تھی۔۔۔اس کے جبڑے تنے ہوئے تھے۔۔۔ گردن کی گلٹی واضح ہو رہی تھی۔۔۔۔

نوریان نے شیر داد کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس لمحے ان دونوں کے درمیان جو بات ہوئی وہ الفاظ میں نہیں تھی۔ آنکھوں میں تھی۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور دونوں جانتے تھے کہ وہ ایک ہی جگہ کھڑے ہیں۔۔۔ اپنی اپنی بہن کے حفاظتی حصار میں۔۔۔۔

"ہم اس بات پر متفق ہیں کہ یہ فیصلہ قبول نہیں۔۔۔ کیوں شیر داد خان مہمند۔۔۔"

نوریان خان نورزئی کو بھی اس کی سوچ پسند آئی تھی۔۔۔

شیر داد نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا اور پھر سر ہلایا تھا۔۔

"اس ایک بات پر ہاں۔"

دونوں شاید زندگی میں پہلی بار کسی ایک فیصلے پر متفق ہوئے تھے۔۔

دونوں جانب سے سختی کے ساتھ یہ فیصلہ رد کر دیا گیا تھا۔۔۔

مولوی سلیمان نے بے بسی کے عالم میں ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔۔ پھر خان گل نورزئی اور عبداللہ خان مہمند کی طرف۔۔۔۔

خان گل کے چہرے پر ایک بھاری اداسی تھی۔۔۔عبداللہ خان مہمند گہری سوچ میں تھے۔۔۔۔

یہ جرگہ۔۔۔بارہ سال بعد ممکن ہوا تھا۔۔۔اگر آج کچھ بھی طے نہ پاتا۔۔۔تو پھر نجانے کتنی اور جانیں قربان ہو جاتیں اسی خون ریزی میں۔۔۔۔

یہ آسان فیصلہ بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

"نوریان بیٹے۔۔۔۔"

انہوں نے دھیرے سے اسے پکارا تھا۔۔۔۔

نوریان نے اپنے دادا کی آواز سنی اور اس کے اندر کچھ ہلا تھا۔۔۔

وہ بس یہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ کبھی اپنے دادا کے خلاف نہیں گیا تھا۔۔۔وہ اس کے سب کچھ تھے۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دادا اسے کسی آزمائش میں ڈالیں۔۔۔

"آؤ ادھر۔۔۔"

انہوں نے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے اسے اپنے پاس آنے کو کہا تھا۔۔۔

وہاں اس وقت سب لوگ ہی عجیب سی کیفیت کا شکار تھے۔۔۔

ایسے فیصلے ان کی جرگوں میں پہلے بھی ہوتے تھے۔۔۔خون بہا میں بیٹیاں دی جاتی تھیں۔۔۔۔

مگر پہلے نہ کبھی خون بہا میں ان دونوں خاندانوں کی بیٹیاں دی گئی تھیں۔۔۔نہ ان کا خون باقیوں کی طرح بہا تھا۔۔۔۔

اس معاملے کی سنگینیت بہت زیادہ تھی۔۔۔

نوریان اٹھا اور اپنے دادا کے پاس آیا تھا۔۔۔خان گل نے اس کا ہاتھ تھاما۔وہ ہاتھ جو کبھی انہوں نے اس چھوٹے بچے کا تھاما تھا جب اس کا باپ گیا تھا۔۔۔۔

جب وہ یتیم ہوا تھا۔۔۔اسی دشمنی کے ہاتھوں۔۔۔۔

"بیٹا میں جانتا ہوں تم کیا محسوس کر رہے ہو۔۔۔۔دُرانہ تمہاری بہن ہے۔۔۔۔تمہاری آنکھ ہے۔۔۔۔مگر اس وقت صرف مجھے سنو۔۔۔۔"

انہوں نے نوریان کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔۔ان کا اپنا ہاتھ کانپ رہا تھا۔۔۔۔

نوریان کی نظریں ان کے ہاتھ کی کپکپاہٹ پر تھیں۔۔۔۔

"میں نے اس وادی میں اسی سال گزارے ہیں۔۔۔۔میں نے جھگڑے دیکھے ہیں، صلحیں دیکھی ہیں۔۔۔۔۔اور میں نے یہ بھی

دیکھا ہے کہ جب دشمنی بہت گہری ہو جائے تو صرف رشتے کی مٹی اسے ڈھانپتی ہے۔۔۔۔

تم اپنی بہن کو بچانا چاہتے ہو، یہ درست ہے۔۔۔۔ مگر بیٹا، تم اپنی بہن کو بچاتے ہوئے اس قبیلے کو کھو دو گے جس کا وہ حصہ ہے۔۔۔۔"

نوریان کے ماتھے پر ایک لکیر آئی تھیں۔۔۔ اس کا دل جلنے لگا تھا۔۔ اب اس کے سامنے صرف جرگے کا فیصلہ نہیں تھا۔۔

جیسے وہ ایک سیکنڈ میں رد کر دے۔۔۔

اس فیصلے کے ساتھ اس کے دادا کی رائے اور مرضی بھی جڑ چکی تھی۔۔۔

"دادا جان۔۔۔۔"

اس نے جلتی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"نوریان یہ جرگے کا فیصلہ نہیں بدلے گا؟؟؟ تمہیں اس قبیلے کے سردار ہونے کا فرض پہلے نبھانا ہے اور بھائی ہونے کا بعد میں۔۔۔

یہ عہدہ سنبھالتے ہوئے تم نے اس بات کا حلف اٹھایا تھا۔۔۔اب تمہیں کسی بھی قیمت پر یہ نبھانا ہوگا۔۔۔"

خان گل نے پہلی بار انتہائی سخت نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

جس کی آنکھیں اس وقت بالکل لہو رنگ تھیں۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا پہلے دن سے کہ سرداری میں ایسی آزمائشیں بھی آتی ہیں۔۔۔

مگر جب اس کی آنکھوں کے سامنے درانہ کی معصوم صورت آتی تھی تو اس کا دل بند ہونے لگتا تھا۔۔۔۔

"شیر داد خان بھی اپنی بہن دینا نہیں چاہتا۔۔۔۔ یہ ایک جیسا درد ہے۔ اور یہ دونوں لڑکیاں۔۔۔۔۔ ان کے بارے میں ایک بات

اور سوچو۔ کیا ان لڑکیوں کی زندگی اس وادی میں اس دشمنی کے ساتھ محفوظ ہے ؟؟؟؟"

نوریان خاموش رہا تھا۔۔۔اس کی مٹھیاں سختی سے بھینچی ہوئی تھیں۔۔۔

دل درد سے بھرنے لگا تھا۔۔۔

دوسری طرف عبداللہ خان مہمند نے شیر داد کو پاس بلایا تھا۔۔۔

شیر داد نے آنا نہیں چاہا مگر اس کے ابا جان کا ایک اشارہ ایسا تھا جسے وہ کبھی رد نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"ابا جان یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"

ان کے بولنے سے پہلے ہی شیر داد نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔۔

"شیر داد۔۔۔"

عبداللہ خان نے اپنے بیٹے کو نام سے پکارا جو انھوں نے بہت کم کیا تھا۔۔۔

"تم یہاں صرف جذباتی ہو کر نہیں سوچ سکتے۔۔۔ ہمیں قبیلے کا بھی سوچنا ہو گا۔۔ تمہاری اسی جذباتیت کی وجہ سے میں ابھی تک تمہیں یہ سرداری نہیں سونپ رہا۔۔

یہاں دل سے نہیں دماغ سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔"

شیر داد نے جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔وہ بس ضبط سے ہونٹ بھینچے کھڑا ان کی بات سن رہا تھا۔۔۔۔

"میں جانتا ہوں تمہارا درد۔۔۔۔خاجستہ میری بھی بیٹی ہے، تمہاری اکیلی نہیں ہے۔۔۔۔ مگر بیٹا ایک بات سوچو۔۔۔۔۔جو لڑکی اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر روز شہر جاتی ہے، جو اکرم کی لاش کے ساتھ بیٹھی رہی اور ٹوٹی نہیں، وہ کمزور نہیں ہے۔ خاجستہ کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔۔۔۔

میری بیٹی بہت مضبوط ہے۔۔۔۔وہ ہر طرح کی صورتحال کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔۔۔۔۔"

وہ بول رہے تھے اور خیر داد صرف سن رہا تھا۔۔۔۔

باقی سب لوگ خاموشی سے آس پاس کھڑے تھے۔۔۔۔

"اور شیر داد، یہ بھی سوچو۔۔۔۔نوریان خان نے کل اسے بچایا تھا۔ اپنے دشمن کی بیٹی کو۔۔۔۔عورتوں کو وہ بھی اس دشمنی میں نہیں دھکیلتا۔۔۔جیسے ہم نہیں کرتے۔۔۔

صرف ہماری بیٹی وہاں نہیں جائے گی۔۔۔ان کی بیٹی بھی ہمارے

پاس آئے گی۔۔۔۔تو وہ ہماری بیٹی کو اگر تکلیف دیں گے تو اس کا

حساب ان کی بیٹی کو دینا پڑے گا۔۔۔۔"

عبداللہ خان مہمند کے انداز میں کسی قسم کی رعایت نہیں تھی۔۔۔

ان کی بات سن کر شیر داد کے جبڑے تن گئے تھے۔۔۔اگر یہ فیصلہ

ہو جاتا تو آنے والے وقت میں سب سے زیادہ آزمائش کا شکار اسی

نے ہونا تھا۔۔

وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔۔

صحن میں دونوں طرف مشاورت ہوتی رہی۔۔۔۔بزرگوں نے دیکھتے رہے تھے اور انتظار کرتے رہے تھے۔۔۔

"ان دونوں جوانوں میں جوش سے زیادہ عقل ہے۔۔۔۔ دوسروں کی رائے لینے کے بجائے وہ اپنے معاملات کا سوچ رہے ہیں۔۔۔"

مولوی سلیمان نے حاجی نذیر خان سے آہستہ کہا تھا۔۔

یہ فیصلہ کرنا اور اسے سب کے سامنے رکھنا ان کے لیے بھی آسان نہیں تھا۔۔۔

"مگر کیا لگتا ہے مانیں گے؟"

حاجی نذیر خان نے پوچھا تھا۔۔۔ نگاہیں دونوں قبیلوں کے گروہوں پر تھیں۔۔۔

"جب دادا کہے گا تو نوریان مانے گا۔۔۔۔ اور جب باپ کہے گا تو شیر داد مانے گا۔۔۔ ان کی یہی خوبی ہے۔۔۔ یہ نہ صرف ذہین ہیں۔۔۔ مگر فرمانبردار بھی ہیں۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک دونوں قبیلے قائم ہیں۔۔۔"

مولوی سلیمان کو ان دونوں کو دیکھ کر خوشی ہو رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد نوریان اپنی جگہ پر واپس آیا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر کوئی جذبہ نہیں تھا مگر کچھ تھا جو پہلے نہیں تھا۔۔۔

ایک قبولیت کا بوجھ۔۔۔۔۔۔

کندھوں پر بھی جیسے بہت بھاری بوجھ آن ٹھہرا تھا۔۔۔۔

اس نے مولوی سلیمان کو دیکھا تھا۔۔۔۔ سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر واپس آرہے تھے۔۔۔

سب کچھ نہ کچھ بول رہے تھے۔۔۔ مگر وہ بالکل خاموش تھا۔۔۔۔

"مولوی صاحب جرگے کا فیصلہ سنا۔۔۔ میں اپنے دادا کی بات مانتا ہوں اور جرگے کا احترام کرتا ہوں۔۔۔ مگر ایک شرط ہے۔۔۔"

اس کی آواز بہت بھاری تھی۔۔۔۔ جس کا بھاری پن اور گھمبیرتا اپنی نشست پر آن بیٹھتے شیر داد خان نے بھی نوٹ کی تھی۔۔۔۔

"فرمائیں سردار صاحب۔۔۔۔"

مولوی صاحب نے مؤدبانہ انداز میں کہا تھا۔۔۔

"دُرانہ سے پوچھا جائے گا۔۔۔ اگر وہ ہاں کہے تو میں انکاری نہیں ہوں۔۔۔۔"

اس نے دو ٹوک بات کی تھی۔۔۔۔۔

"بہتر فیصلہ ہے۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔"

مولوی صاحب نے ہولے سے مسکراتے جواب دیا تھا۔۔۔

پھر سب نے شیر داد کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

شیر داد نے ایک لمبا سانس لیا۔۔۔ اس کے ہاتھ مٹھی بنے اور کھلے تھے۔۔۔۔

اس کا فیصلہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔۔۔

"خاجستہ سے پوچھا جائے گا۔"

اس نے بھاری آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

"اگر وہ ہاں کہے تو۔۔۔"

وہ رکا تھا۔۔۔ ماتھے پر شکنوں کا جال بنا ہوا تھا۔۔۔

"تو میں انکاری نہیں ہوں گا۔"

صحن میں ایک لمبا سانس بھر اگیا تھا۔۔۔ جیسے وادی نے سانس لیا

ہو۔۔۔

جرگے کے بعد جب دونوں طرف کے لوگ اٹھ رہے تھے تو

نوریان باہر نکلتے نکلتے رکا تھا۔۔۔۔

وہ مڑا اور شیر داد کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

شیر داد بھی اٹھ رہا تھا۔ اس کی نظریں اتفاق سے نوریان پر پڑی تھیں۔۔۔

دونوں کچھ نہیں بولے تھے۔۔۔۔

مگر اس خاموشی میں کچھ تھا جو الفاظ سے زیادہ بھاری تھا۔۔۔

غصے اور نفرت کی چنگاریاں بھڑک رہی تھیں۔۔۔ وہ دونوں بہت عرصے سے آمنے سامنے نہیں آئے تھے۔۔

ان کا ٹکراؤ دونوں قبیلوں پر بھاری پڑ سکتا تھا۔۔ اسی وجہ سے آج بھی دونوں کو حلف اٹھا کر آئے تھے کہ وہ کوئی جذباتی حرکت نہیں کریں گے۔۔

نہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔۔۔

ان نگاہوں کے اس ٹکراؤ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ یہ خوشگوار تعلق نہیں چاہتے تھے۔۔۔

نہ وہ بنا سکتے تھے نہ بنانا چاہتے تھے۔۔

یہ نگاہ آج بھی ایک دشمن کی نفرت بھری نگاہ ہی تھی۔۔ جو اتنی جلدی نہیں بدل سکتی تھی۔۔۔

ان دونوں کے کندھوں پر بہت سارے پیاروں کی جنازوں کا بوجھ تھا۔۔۔۔اس بوجھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

نوریان نے نخوت سے نگاہ پھیر لی اور چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

شیر داد دیر تک وہاں کھڑا رہا تھا۔۔۔۔اس کے چہرے پر بھی ناگواری بھرے تاثرات تھے۔۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

اس شام نورزئی حویلی میں خبر پہنچی تو زنان خانے میں ایک عجیب کیفیت چھا گئی۔

زرغونہ بی بی نے یہ بات سنی اور آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔ ساتھ ہی ان کا دل بھی بند ہونے لگا تھا۔۔۔ ہر بار مردوں کی دشمنی کا خمیازہ عورتوں کو کیوں بھگتنا پڑتا تھا۔۔۔۔

ان کا دل نہیں مان رہا تھا۔۔۔ وہ بھلا کیسے اپنی بیٹی دشمنوں کے حوالے کر سکتی تھیں۔۔۔

دشمن بھی کوئی عام دشمن نہیں تھا۔۔۔ مہمند خاندان کے لوگوں نے کبھی بھی نورزئی خاندان والوں پر گولی چلانے سے پہلے سوچا بھی کبھی نہیں تھا۔۔۔

"جو اللہ کو منظور۔"

دادی جان نے تسبیح کے دانے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔زرغونہ نے

خاموش نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ اب تک اپنی زندگی میں اتنا کچھ سہہ چکی تھیں کہ اب بڑے

بڑے فیصلے بھی ان کے لیے معمولی حیثیت ہی رکھتے تھے۔۔۔

گلالئی نے پہلے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔

وہ صبح سے روتی رہی تھیں۔۔۔ان کو برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ

جس خاندان کی وجہ سے ان کا شوہر اور بیٹا چھنا تھا۔۔۔

اس خاندان کے ساتھ صلح کیسے ہو سکتی تھی۔۔۔مگر اب۔۔۔یہ

فیصلہ سن کر انہوں نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔۔۔

درانہ انہیں بہت زیادہ عزیز تھی۔۔۔ان کی آنکھوں میں آنسو

آئے تھے۔۔۔

مگر نجانے کیوں اس وقت ان کی آنکھوں میں عجیب ہی تاثرات

چل رہے تھے۔۔۔۔

"دُرانہ کو بتایا؟"

انہوں نے آہستہ سے پوچھا تھا۔۔۔

"ابھی نہیں۔"

زرغونہ بیگم نے جواب دیا تھا۔۔۔ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس خبر کو درانہ تک کیسے پہنچائیں۔۔۔

ان کا دل رکنے لگا تھا۔۔

صفینہ بھابھی نے رحیمہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔رحیمہ کے چہرے پر بے چینی بھرے تاثرات تھے۔۔۔۔

وہ دیکھ چکی تھی اس دن اس شخص کو۔۔۔اور درانہ کی اس کے لیے نفرت بھی۔۔۔۔ نجانے یہ کیسا ملاپ ہونے جارہا تھا۔۔۔ اس سے دشمنی ختم ہونی تھی یا مزید بڑھ جانی تھی۔۔۔

دُرانہ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔اسے ابھی پتہ نہیں تھا۔۔۔

مگر جب پتہ چلتا تو کیا اس کا انکار مانا جاتا وہاں۔۔کیا اس کا بھائی اس کے حق میں اپنے گل خان بابا سے بھی لڑنے والا تھا۔۔

کسی کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

مہمند حویلی میں مہروز بیگم نے خبر سنی تو خاموشی سے کچھ دیر بے حس و حرکت بیٹھی رہی تھیں۔۔۔

حویلی کی باقی خواتین بھی اس فیصلے پر ششدر رہ گئی تھیں۔۔اس خاندان کی سب سے زیادہ پڑھے لکھی اور قابل بیٹی کو ایسے قربان کیا جائے گا۔۔

کبھی کسی نے نہیں سوچا تھا۔۔۔ خاندان کی کوئی بھی لڑکی اس بات کے لیے منتخب ہو سکتی تھی۔۔ پھر صرف خاجستہ کا نام کیوں لیا گیا تھا۔۔۔

مہروز بیگم کا دل نہیں مان رہا تھا۔۔۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ اگر جرگے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو ان کے لاکھ انکار سے بھی کچھ نہیں بدل سکتا تھا۔۔۔۔

خاجستہ کے کمرے کے باہر کھڑی ہو کر انھوں نے سوچا۔۔۔

اندر ان کی بیٹی تھی۔۔۔وہ بیٹی جو ہر روز پہاڑی راستوں سے گزرتی تھی۔۔۔جو مریضوں کو بچاتی تھی۔۔۔جو اپنی آنکھوں کے سامنے اکرم چاچا کو کھو کر بھی ٹوٹی نہیں تھی۔۔۔۔

خاجستہ کیا کہے گی جب اسے پتہ چلے گا؟

اس کی ماں جانتی تھی کہ اس کی بیٹی نے نوریان خان نورزئی کا نام سنا ہے۔اور جانتی تھی کہ اس نام سے خاجستہ کا دل کیسے جلتا ہے۔۔۔۔

مگر مہروز بیگم یہ بھی جانتی تھیں کہ اس وادی میں جینا ہے تو رشتوں کی ضرورت ہے،نہ کہ دشمنیوں کی۔۔۔۔

انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

خاجستہ کے آواز دینے پر وہ اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔ان کی سرخ آنکھیں دیکھ وہ سمجھ گئی تھی کہ کچھ بہت بڑا ہوا تھا۔۔۔۔

آج جرگے کی وجہ سے ہی وہ ہاسپٹل نہیں گئی تھی۔۔۔

مہروز بیگم نے بولنا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی ماں کو سنا تھا۔۔۔سب سنا تھا۔۔۔بالکل خاموشی سے۔۔۔

جب مہروز بیگم نے بات ختم کی تو کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔۔جو سانسوں کو بھاری کر رہی تھی۔۔۔

"نوریان خان نورزئی۔"

پھر خاجستہ نے آہستہ سے پوچھا تھا۔۔۔

"ہاں بیٹا۔"

خاجستہ کی نگاہ سامنے دیوار پر گئی۔وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔دل جلنے لگا تھا۔۔۔جس انسان کو اس نے ہمیشہ دشمن مان کر نفرت کی تھی اس سے۔۔۔

اب اچانک سے اس کے ساتھ اتنا بڑا رشتہ۔۔۔اس کے چہرے کی رنگت بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

"بیٹا تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا۔یہ جرگے نے کہا ہے۔"

مہروز بیگم نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے ہونٹوں سے لگاتے نرمی سے کہا تھا۔۔۔مگر وہ جانتی تھی کہ اپنی بیٹی کے نازک کندھوں پر وہ بہت بڑا بوجھ ڈال چکی تھیں۔۔۔۔

یہ فیصلہ اس شرط پر کیا گیا تھا کہ دشمنی ختم کر دی جائے گی۔۔۔

بہت سارے باپ، بھائی اور بیٹوں کی جانیں بچ جائیں گی۔۔۔ وہ یہ سب جاننے کے باوجود کیسے انکار کر سکتی تھی۔۔ وہ اس موقع پر خود غرض بن کر اپنے بارے میں کیسے سوچ سکتی تھی۔۔۔

دشمنی کا اتنا بھاری بوجھ اس کے کندھوں پر ڈال دیا گیا تھا۔۔۔

"ابھی مجھے وقت دیں مورے۔۔۔"

اس کی آواز بہت مشکل سے نکلی تھی۔۔۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے۔۔۔ جو وہ اس وقت ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مہروز بیگم نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور تھکے تھکے قدموں کے ساتھ وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔۔

خاجستہ اکیلی بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔

اس کے ذہن میں بہت کچھ گھوم رہا تھا۔

چچا ثمر خان کا چہرہ۔۔۔۔ان کے تین بچے۔۔۔۔۔اکرم چاچا کی بجھتی آنکھیں۔۔۔۔۔

اور اس کے ساتھ وہ پہاڑی، وہ سفید لباس والا آدمی جو دو سو میٹر کی دوری پر کھڑا تھا اور جس نے نیچے اپنے دشمن کی بیٹی کو بچانے کا حکم دیا تھا۔۔۔۔

"اس وادی میں عورت کی عزت کی ذمہ داری ہر اس آدمی پر ہے جو خود کو مرد کہتا ہے، قبیلہ دیکھ کر نہیں۔"

یہ الفاظ افضل نے کہے تھے۔۔۔ مگر وہ کسی اور کے تھے۔

خاجستہ نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ آگے کیا ہو گا۔۔۔ مگر وہ یہ جانتی تھی کہ کچھ سوالوں کے جواب ڈھونڈنے ہوتے ہیں، سوالوں سے بھاگنے سے نہیں ملتے۔۔۔۔۔

کبھی کبھی اپنے دل کو مار کر کچھ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔۔۔وہ بچپن سے سردار کی بیٹی کے نام سے جانی جاتی تھی۔۔۔ ہر جگہ اسے عزت ملی تھی۔۔۔

آج اسی عزت کا حساب چکانا تھا۔۔۔ آج اس سردار کی بیٹی کی

آزمائش کا وقت آ پہنچا تھا۔۔۔۔۔

مگر جب بھی وہ آگے آنے والے وقت کا سوچتی تھی۔۔۔ اس کی

آنکھوں کے آگے اندھیرے چھانے لگتے تھے۔۔۔۔۔

اگلی صبح جب دُرانہ کو پتہ چلا تو وہ بنا کچھ بولے اکیلی باغ میں چلی گئی

تھی۔۔۔

بالکل ساکت اور گم صُم۔۔۔ کسی مجسمے کی طرح۔۔۔

شاید وہ پہلے سے جانتی تھی کہ کچھ ایسا ہی ہونا تھا۔۔۔

وہاں حوض کے کنارے بیٹھ کر اس نے دیر تک پانی دیکھا۔

شیر داد خان مہمند۔۔۔۔

وہ آدمی جو اس باغ کے باہر سے گزرا تھا اور واپس چلا گیا تھا۔۔۔۔

دُرانہ نے وہ لمحہ بہت بار سوچا تھا۔۔ اس نے خود کو ڈانٹا بھی تھا اسے سوچنے کے لیے۔ مگر وہ لمحہ گیا نہیں تھا۔

وہ اس بارے میں نہیں سوچنا چاہتی تھی۔

مگر آج سوچنا پڑا۔۔۔

کیا صرف راستہ نہ دینے کا اتنا بھاری حساب چکانا تھا اسے۔۔۔

بھائی کے گھر کے فیصلے پر اس کا کوئی اختیار نہیں تھا۔۔ مگر بھائی نے کہا تھا کہ وہ اس سے پوچھیں گے۔۔۔

دُرانہ نے پانی میں انگلی ڈالی اور لہریں بنائیں۔۔۔۔

اس کا جواب کیا تھا؟

وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ابھی نہیں جانتی تھی۔۔۔

مگر وہ یہ جانتی تھی کہ اس وادی میں ہر دن کوئی نہ کوئی جاتا ہے۔ کوئی نہ کوئی رو رہا ہے۔ اور یہ رونا کبھی بند نہیں ہوتا جب تک اندر سے کچھ نہ بدلے۔۔۔۔

اسے نہیں پتہ تھا کہ آگے کیا ہو گا۔۔۔

حالات نے ابھی دوسرا قدم اٹھایا تھا۔۔۔

مگر یہ قدم پہلے سے بھاری تھا۔ اور اس کی گونج پوری وادی میں تھی۔۔۔

پہاڑوں نے سنی۔۔۔

ندی نے سنی۔۔۔۔

اور وہ دو حویلیاں جو ایک دوسرے کو دشمن جانتی تھیں۔

انہوں نے بھی سنی تھی۔۔۔ عرصے بعد دونوں جانب گہری خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔

نوریان کے کمرے میں روشنی تھی اور اس کی آنکھوں میں آگ۔۔۔

وہ کرسی پر نہیں بیٹھا تھا۔۔۔ بیٹھنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔۔۔ جب اندر طوفان ہو۔۔۔

وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا، قدم بھاری تھے اور ذہن اس سے بھی زیادہ بھاری تھا۔۔۔

آج جرگے میں جو ہوا تھا وہ اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس نے مان لی تھی۔۔۔۔ دادا کی بات پر مان لی تھی۔۔۔۔ مگر ماننے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ دل نے بھی مان لیا ہو۔۔۔

دل ابھی بھی جل رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے میز پر رکھے پانی کا گلاس اٹھایا، پانی پیا، اور واپس رکھ دیا۔۔۔ پھر کھڑکی کے پاس آگیا تھا۔۔۔

باہر وادی اندھیرے میں ڈوبی تھی۔۔۔ دور دور تک گھروں کی روشنیاں بجھ چکی تھیں۔۔ مگر اس اندھیرے میں بھی وہ جانتا تھا کہ مہمند حویلی کہاں ہے۔۔۔

وہی حویلی جس کے آدمیوں کے ہاتھوں اس کے لوگ مرے تھے۔۔۔

اور اب اسی حویلی کی لڑکی کو وہ اپنے گھر لانے والا تھا۔۔

نوریان کے جبڑے کی پٹھیاں سخت ہوئی تھیں۔۔۔

"نوریان بیٹے، یہ وادی مزید خون نہیں سہہ سکتی۔"

دادا کے الفاظ کانوں میں گونجے تھے۔۔۔

وہ جانتا تھا دادا غلط نہیں تھے۔۔۔وہ جانتا تھا یہ فیصلہ ضروری تھا۔۔ مگر ضروری فیصلے ہمیشہ آسان نہیں ہوتے تھے۔۔۔

کبھی کبھی وہ سب سے زیادہ کڑوے ہوتے تھے۔۔۔

وہ اپنی ہی کشمکش میں ڈوبا ہوا تھا۔۔جب دروازے پر دستک سنائی دی تھی۔۔۔

تیز بے صبری والی دستک جو صرف ایک ہی انسان دیتا تھا۔۔۔

"افضل اندر آؤ۔"

اس کی گھمبیر بھاری آواز گونجی تھی۔۔۔۔

افضل عجلت میں اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔اس کا چہرہ بھی کشیدہ تھا۔۔۔۔وہ اپنے خان صاحب کو برسوں سے جانتا تھا اور آج کا دن آسان نہیں تھا۔۔۔۔نہ اس کے لیے نہ نوریان کے لیے۔۔۔۔۔

"خان صاحب قبیلے کے کچھ لوگ باہر جمع ہیں۔۔۔۔انہوں نے جرگے کا فیصلہ سنا ہے۔وہ۔۔۔"

افضل نے تشویش کے عالم میں بتایا تھا۔۔۔۔

"کیا کہہ رہے ہیں؟"

اس کے خاموش ہو جانے پر نوریان نے اسے سوالیہ نگاہوں سے گھورا تھا۔۔۔

"کہہ رہے ہیں کہ خان صاحب نے ہمیں بیچ دیا ہے۔۔"

افضل ایک لمحے کے لیے رکا تھا۔۔۔

کمرے میں بالکل خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

نوریان نے افضل کو دیکھا تھا۔۔۔۔جو سر جھکائے ایسے مجرموں کی طرح کھڑا تھا۔۔

جیسے یہ جرم اس نے سرزد کیا ہو۔۔۔

اس کی شہد رنگ آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔۔۔وہ خطرناک چمک جو کم آتی تھی مگر جب آتی تھی تو سامنے والا سمجھ جاتا تھا۔۔۔

"کس نے کہا؟"

دوٹوک سرد لہجہ۔۔۔۔افضل کو اس کی آنکھوں سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

"سرور خان کا بیٹا جمیل۔۔۔ کہہ رہا ہے کہ یہ صلح نہیں، یہ ہمارے مردوں کی بے عزتی ہے۔۔۔"

نوریان نے چادر کندھوں پر ڈالی اور دروازے کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں خان صاحب؟"

فضل نے تشویش کے عالم میں پوچھا تھا۔۔۔

"باہر۔"

نوریان نے دروازہ عبور کرتے جواب دیا تھا۔۔۔

"مگر۔۔۔"

افضل نے اسے روکنے کے لیے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔نوریان نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔۔ایک نگاہ۔۔۔۔

اس کی ایک سرد نگاہ کافی تھی۔۔۔افضل خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

حویلی کے بڑے سے صحن میں پندرہ بیس آدمی تھے۔

۔۔۔رات کے وقت مشعلیں جل رہی تھیں۔۔۔۔ان میں سے اکثر قبیلے کے جوان تھے،غصے میں، آپس میں بات کر رہے تھے۔۔۔۔

نوریان نکلا تو سب خاموش ہوئے تھے۔۔۔۔

جمیل آگے تھا۔ تیس سال کا مضبوط آدمی، آنکھوں میں

غصہ۔۔۔اس کا باپ سرور خان دو سال پہلے اسی دشمنی میں مارا گیا

تھا۔۔۔

"خان صاحب۔۔۔۔"

اس نے آگے بڑھتے کہا تھا۔۔۔اس کی آواز میں احترام تھا مگر

ساتھ میں تلخی بھی۔۔۔۔

"ہم نے سنا ہے کہ جرگے نے فیصلہ دیا کہ مہمندوں کی لڑکی آپ

کے گھر آئے گی۔۔۔اور آپ کی بہن ان کے گھر جائے گی۔۔۔کیا

یہ سچ ہے؟"

وہ پہلے اپنے خان سے تصدیق چاہتے تھے۔۔۔

"ہاں۔"

ایک لفظ۔ سیدھا، بغیر کسی وضاحت کے۔۔۔۔ وہ جانتا کہ اسے

اپنے لوگوں کو کیسے سنبھالنا تھا۔۔

"خان صاحب، میرا باپ۔۔۔"

جمیل نے گہری سانس لی تھی۔۔۔ وہ گستاخی نہیں کرنا چاہتا تھا

اپنے خان سے۔۔

جو ان کے لیے ان کا سائبان رہا۔۔۔

"مجھے پتہ ہے تمہارا باپ کیسے گیا۔"

نوریان نے اسے بیچ میں روکا۔ آواز نرم نہیں تھی مگر ظالم بھی نہیں تھی۔۔۔

"اور میرے قبیلے کے کتنے آدمی گئے، یہ بھی مجھے پتہ ہے۔ ان کی فہرست میرے ذہن میں ہر رات ہوتی ہے۔ ہر رات جمیل، ہر ایک نام۔۔۔"

وہ جب بولا تو اس کی آواز بہت بھاری تھی۔۔۔

جمیل خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ وہاں کھڑے کسی بھی انسان کے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا۔۔۔

"مگر یہ بھی بتاؤ۔۔۔"

نوریان نے آگے قدم بڑھایا تھا۔۔۔

"کب ختم ہو گا یہ سلسلہ۔۔۔ اور کیسے؟ تمہارے بعد تمہارا بیٹا لڑے گا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا۔ یہ وادی قبرستان بن جائے گی اور تم کہو گے ہم نے غیرت رکھی؟"

نوریان خان نورزئی کا لہجہ تلخ ہوا تھا۔۔۔ وہ اس وقت جس آزمائش سے گزر رہا تھا یہ وہی جانتے تھے۔۔۔

جمیل کی آنکھیں جلیں مگر وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

"میں نے یہ فیصلہ خوشی سے نہیں مانا۔"

نوریان نے سب کو دیکھتے کہا تھا۔ آواز بلند اور واضح تھی۔۔۔

"میری بہن ہے، میرا خون ہے۔ مگر میرا قبیلہ بھی میرا خون ہے۔

اور اگر میرے قبیلے کو بچانے کے لیے یہ قیمت چکانی ہے تو میں

چکاؤں گا۔۔۔ یہ فیصلہ بدلنے والا نہیں ہے۔۔۔"

وہاں جمع لوگوں میں سے کوئی نہیں بولا تھا۔۔۔ کسی کے پاس بولنے

کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔۔

قربانی تو وہ شخص دے رہا تھا۔۔۔ اپنے خون کی اپنی بہن کی۔۔۔

سب لوگوں کو شدت سے اس بات کا احساس ہوا تھا۔۔۔

نوریان واپس اندر چلا گیا تھا۔۔۔

افضل نے جمیل کو دیکھا تھا۔۔۔۔باقی سب پلٹ گئے تھے۔۔۔وہ ابھی بھی وہیں کھڑا تھا۔۔۔جمیل کے چہرے پر ابھی بھی تلخی تھی مگر وہ آنکھیں جھکائے کھڑا تھا۔۔۔۔

نوریان کمرے میں واپس آیا تو دروازے کے باہر دُرانہ کھڑی تھی۔۔۔۔

نوریان نے بوجھل سانس بھرتے سرخ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

سرداری کا بوجھ بہت بھاری ہوتا ہے۔۔۔ آج پہلی بار درانہ کو اپنے

بھائی کے مضبوط کندھے جھکے ہوئے لگے تھے۔۔۔۔

جو وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

دونوں کچھ نہیں بولے اور اندر چلے گئے تھے۔۔۔

دُرانہ سامنے بیٹھ گئی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر رات کی تھکان تھی

مگر آنکھوں میں جو آگ تھی وہ تھکی نہیں تھی۔۔۔

"لالہ۔۔۔۔"

دُرانہ کی آواز سرد تھی، وہ سردی جو جب آتی ہے تو گرمجوشی سے
زیادہ کاٹتی ہے۔

"جمیل نے جو کہا بے عزتی والی بات۔۔۔ کیا آپ بھی ایسا سوچتے
ہیں۔۔۔؟"

درانہ کے سوال پر اس نے دورانہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور نفی
میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

"میں سوچتا ہوں کہ غیرت اور بے وقوفی میں فرق ہوتا ہے۔"
وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"مجھے یہ رشتہ نہیں کرنا لالہ۔۔۔"

یہ فیصلہ سناتے درانہ کا چہرہ سخت ہوا تھا۔۔۔

نوریان کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔خاموشی کے ساتھ اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"میں ڈری ہوئی نہیں ہوں، میں کمزور نہیں ہوں۔۔۔مگر میں اس گھر میں نہیں جانا چاہتی جہاں کے آدمیوں نے ہمارا خون بہایا ہے۔۔۔۔جہاں میں ہر روز یہی سوچوں گی کہ جن کے ساتھ بیٹھی ہوں ان کے ہاتھ۔۔۔"

اس کی آواز رکی تھی۔۔۔۔

"ان کے ہاتھ میرے اپنوں کے خون سے رنگے ہیں۔۔۔"

آنکھوں اور لہجے میں نمی کا احساس گھلنے لگا تھا۔۔۔

نوریان اپنی جگہ سے ہلا نہیں تھا۔۔۔بہن کی ادھوری بات کو اس نے مکمل ہونے دیا تھا۔۔۔ہوائیں۔۔۔خاموشی میں۔۔۔

"دُرانہ۔"

اس کی آواز میں عجیب کیفیت تھی۔۔۔نہ سختی تھی نہ نرمی۔۔۔ بس ایک بوجھل پن تھا۔۔۔

"میں نے آج تمہارے لیے نہیں مانا۔۔۔میں نے اپنے قبیلے کے لیے مانا ہے۔۔۔ان لوگوں کے لیے جو ہر رات اپنے بچوں کو گھر آنے کا انتظار کرتے ہیں اور صبح کو لاش اٹھاتے ہیں۔۔۔"

دُرانہ نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

"لالہ۔۔۔۔"

اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔وہ نوریان کے قدموں میں آن بیٹھی تھی۔۔۔

اسے ساری خبریں مل چکی تھیں کہ اس کا بھائی اس کی خاطر سب سے لڑ کر آیا تھا۔۔۔۔

"سنو مجھے۔"

اس نے اپنی بہن کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے تھے۔۔۔وہ ہاتھ جو ابھی کانپ رہے تھے۔۔۔

"اگر تم نہیں چاہتی تو میں انکار کر دوں گا۔۔۔ تم پر کوئی زبردستی یا سختی نہیں کرے گا۔۔۔جب تک میں زندہ ہوں۔۔۔"

دُرانہ نے آنکھیں کھولیں تو بھائی کا چہرہ اس کے سامنے تھا۔۔۔وہی چہرہ جو ہمیشہ پتھر کی طرح مضبوط رہتا تھا۔۔۔

مگر آج کچھ حد تک درد کا احساس بھی تھا۔۔۔

"میں کمزور نہیں پڑنا چاہتی لالہ۔۔۔نہ آپ کو اپنی وجہ سے کمزور کرنا چاہتی ہوں۔۔۔میں نہیں چاہتی لوگ کہیں کی نوریان خان نورزئی جیسے بہادر شخص کی بہن ڈرپوک ہے۔۔۔"

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح بہہ رہے تھے۔۔۔

اپنے آپ کو دشمنی کے اوپر قربان کرنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔

"میں جانتا ہوں تم ڈری ہوئی نہیں ہو۔۔۔میری بہن ڈرتی نہیں۔۔۔مگر دُرانہ۔۔۔میں نے تمہاری رائے مانگی تھی جرگے

میں۔۔۔اس لیے کہ تم پر کوئی زور زبردستی نہ ہو۔۔۔ تمہارے

انکار پر یہ رشتہ روک دوں گا میں۔۔۔۔۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اسے کسی کو ڈر نہیں تھا۔۔۔یہ بات درانہ جانتی تھی۔۔۔

دُرانہ کی ابرو تن گئی تھیں۔۔۔

"دشمنی سے اوپر مجھے رکھ رہے ہیں آپ۔۔۔؟کیوں۔۔؟؟"

وہ اس کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے بولی تھی۔۔۔۔

"اس لیے کہ تم میری بہن ہو۔۔۔"

نوریان کی آواز بہت دھیمی ہوئی تھی۔۔۔اس دھیمے پن میں اتنا درد تھا کہ درانہ کا دل بھر آیا تھا۔۔۔

"اور کوئی بھی فیصلہ جو تمہاری زندگی سے جڑا ہو وہ تمہیں بتائے بغیر نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔"

دُرانہ کے گلے میں گانٹھ آئی تھی۔۔۔

"مجھے یہ فیصلہ منظور ہے لالہ۔۔۔میں اس شادی کے لیے تیار ہوں۔۔۔مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں کی مزید لاشیں نہیں دیکھنی لالہ۔۔۔

یتیمی بھری زندگی گزارنا بہت اذیت ناک ہے۔۔۔چاہے وہ سردار گھرانے سے ہی کیوں نہ ہو۔۔۔اگر میری اس قربانی سے یہ خون کی ندی رکتی ہے تو مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔"

وہ اب کی بار آنکھوں سے آنسوؤں کو جھٹکتے مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔۔

نوریان نے گہرا سانس خارج کیا تھا اور فخریہ انداز میں بہن کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ یہی فیصلہ کرے گی۔۔۔

"اگر اس گھر میں زرا سی بھی تکلیف پہنچی تمہیں تو وہاں سے لے آؤں گا تمہیں۔۔۔ چاہے جنگ ہو جائے، چاہے صلح ٹوٹ جائے۔۔۔ تم پہلے ہو، سب بعد میں۔۔۔ یہ بات یاد رہے تمہیں۔۔۔"

دُرانہ کی آنکھوں سے آنسو رکتے نہیں تھے۔۔۔ اس نے اپنے بھائی کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما تھا اور دیر تک کچھ نہیں بولی۔۔۔

پھر آہستہ سے اس کا سر نوریان کے کندھے پر آ ٹکا تھا۔۔۔ جیسے بچپن میں کیا کرتی تھی۔۔۔

"لالہ۔۔۔مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔۔۔آپ کی سلامتی

میرے لیے سب سے پہلے ہے۔۔۔"

وہ بہت بار یہ بات کہہ چکی تھی۔۔۔ایک بار پھر یہ جملہ سنتے وہ

ہولے سے مسکرادیا تھا۔۔۔

دُرانہ کو اپنے سر پر اس کا مضبوط تحفظ بھرا ہاتھ محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ آسودگی سے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اگلے دن شام کو مہمند حویلی کے بڑے کمرے میں عبداللہ خان مہمند

اور شیر داد دونوں خاجستہ کے پاس بیٹھے تھے۔۔۔

خاجستہ نے سر اوپر نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ہاتھ گود میں رکھے بیٹھی تھی۔۔۔چہرے پر وہی سرخی جو غصے اور درد کے ملنے سے آتی ہے۔۔۔

"بیٹا۔۔۔"

عبداللہ خان نے پہلے بات کی تھی۔۔۔ان کی آواز میں ہمیشہ کی سختی نہیں تھی آج۔۔۔ایک باپ کی مجبوری تھی۔۔۔

"تم پوچھنا چاہتی ہو کیوں تم۔۔۔کیوں کسی اور کو نہیں۔۔۔"

خاجستہ نے سر اٹھا کر باپ کو دیکھا تھا۔۔۔آنکھوں میں ہاں تھی۔۔۔

"کیونکہ تم سب سے زیادہ مضبوط ہو۔۔۔"

عبداللہ خان نے سیدھا جواب دیا تھا۔۔۔نہ لگاوٹ نہ بناوٹ۔۔۔

"کسی کمزور کو وہاں بھیج دیتا تو وہ ٹوٹ جاتی۔۔۔تم ایک ایسے گھر میں جاؤ گی جہاں ہر کوئی تمہارے قبیلے کا نام سن کر جلتا ہے۔۔۔وہاں مضبوط آدمی کی ضرورت ہے۔۔۔اور تم میری بیٹی ہو۔۔۔"

خاجستہ کے ہونٹ کانپے تھے۔۔۔اس نے ضبط کیا۔۔۔

"اور اگر انہوں نے تکلیف دی مجھے۔۔۔۔"

شیر داد نے پہلی بار بولا تھا۔۔۔اس کی آواز میں برف تھی۔۔۔

"خاجستہ۔۔۔"

اس نے بہن کو نام سے پکارا تھا۔۔۔جو وہ بہت کم کرتا تھا۔۔۔

"ان کی بہن ہمارے گھر میں ہو گی۔۔۔وہ جانتے ہیں یہ بات۔۔۔

اور نوریان خان نورزئی کے بارے میں جو بھی سنا ہے کبھی بھی۔۔۔

اس میں ایک بات کبھی نہیں سنی کہ وہ عورتوں پر ہاتھ اٹھاتا ہو یا

انہیں تکلیف دیتا ہو۔۔۔"

خاجستہ نے بھائی کو دیکھا۔۔۔

"تم مجھے تسلی دے رہے ہو یا سچ بول رہے ہو؟"

خاجستہ کا چہرا بے تاثر تھا۔۔۔

"میں کبھی تسلی نہیں دیتا۔۔۔"

شیر داد کا جواب مختصر اور سیدھا تھا۔۔۔

خاجستہ خاموش ہوئی تھی۔۔۔ دیر تک۔۔۔ اس کے ذہن میں وادی کے سال بھر کے مناظر گھوم رہے تھے۔۔۔ لاشیں۔۔۔ رونا۔۔۔ اکرم چاچا۔۔۔ چچا ثمر خان۔۔۔

اور پھر پہاڑی پر وہ آدمی۔۔۔

"یہ وادی میں عورت کی عزت کی ذمہ داری ہر اس آدمی پر ہے جو خود کو مرد کہتا ہے۔۔۔"

یہ الفاظ اسے یاد تھے۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"

اس کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ شاید ہوا نے بھی مشکل سے سنی ہو۔۔۔

مگر کمرے میں سب نے سنی تھی۔۔۔

عبد اللہ خان نے آنکھیں بند کیں اور کھولی تھیں۔۔۔ شیر داد نے ایک لمبا سانس لیا تھا جس میں سکون کم اور درد زیادہ تھا۔۔۔

"میری بیٹی کبھی خود کو اکیلے مت سمجھنا۔۔۔ تم وہاں بھی ہمارے تحفظ کی چادر میں رہو گی۔۔ اگر ان لوگوں نے تمہیں زرا سی تکلیف بھی دی تو اس کا حساب ان کی بیٹی دے گی۔۔۔"

عبد اللہ خان مہمند بول رہے تھے۔۔۔ اور ان کے الفاظ وہاں سب نے سنے تھے اور زور و شور سے سر ہلایا تھا۔۔۔

خاجستہ نے صرف ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ بنا کچھ بولے۔۔۔

شیر داد خان مہمند فون آنے پر باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"وہ دشمن ہیں ہمارے۔۔۔ ہماری نسلوں کے دشمن۔۔۔ میری ایک بات یاد رکھنا ہمیشہ کہ وہ کبھی تمہارے اپنے نہیں بن سکتے۔۔۔۔

تم ان کے ساتھ جتنی بھی وفادار رہو۔۔۔ ادھر سے تمہاری پیٹھ پر وار کیا جائے گا۔۔۔ جو سہہ نہیں پاؤ گی تم۔۔ اس لیے ان کے لیے کبھی اپنے دل کے دروازے نہ کھولنا۔۔۔

وہ صرف تمہارے دشمن اور تمہاری نفرت کے قابل ہی ہیں۔۔۔ وہاں دل لگانے کی غلطی مت کرنا۔۔۔ تمہارا سب سے بڑا دشمن نوریان خان نورزئی ہے۔۔۔

جیسے ہی اس کا خاتمہ ہو گا۔۔ سوچ لینا ہماری آدھی جیت وہیں پر ہو گئی۔۔"

اس وقت کمرے میں صرف وہی دونوں گے۔۔۔ عبداللہ خان مہمند اپنی بیٹی کو گھر بسانے کا نہیں۔۔۔ گھر اجاڑنے کی نصیحت کر رہے تھے۔۔۔

اور وہ بھی ان دشمنیوں میں اتنی الجھ چکی تھی۔۔۔ اس کا دل ان لوگوں کی وجہ سے اس قدر نفرت سے بھرا ہوا تھا کہ وہ بھی ان کی ہر بات پر اثبات میں سر ہلاتے وہی سب کرنے کو تیار تھی۔۔۔۔

جو وہ اسے کرنے کو کہہ رہے تھے۔۔۔ یہ باتیں ان دنوں باپ بیٹی

کے درمیان رازدارانہ طریقے سے ہوئی تھیں۔۔۔۔

جس کے بارے میں ان دونوں کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

شیر داد خان مہمند بھی نہیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

تین دن بعد جرگے کے بزرگوں کی طرف سے نکاح کی تاریخ طے

ہوئی تھی۔۔۔

دونوں قبیلوں کے درمیان ایک غیر جانبدار جگہ پر۔۔۔ایک پرانا مشترکہ ڈیرہ جو وادی کے بیچوں بیچ تھا اور جو دونوں قبیلوں کے درمیان ایک بفر زون کی حیثیت رکھتا تھا۔۔۔

اس دن وادی تورغر میں ایک عجیب سا سناٹا تھا۔۔۔

نہ شادی کا شور تھا نہ جشن تھا۔۔۔نہ ڈھول تھا نہ شہنائی۔۔۔

بس دو قبیلے تھے جو ایک دوسرے کی آنکھوں میں ابھی تک نفرت رکھتے تھے مگر ایک ہی صحن میں آکر بیٹھ گئے تھے۔۔۔

ڈیرے کا بڑا کمرہ خاص طور پر سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔دونوں اطراف دیواروں کے ساتھ صوفے لگوائے گئے تھے۔۔۔۔

ایک طرف نورزئی قبیلے کے مرد بیٹھے تھے اور دوسری طرف مہمند قبیلے کے۔۔۔ دونوں جانب کے درمیان مولوی سلیمان اور باقی بزرگ تھے۔۔۔

نوریان خان نورزئی پہلے آیا۔

سفید کلف لگے لباس پر گہرے سلیٹی رنگ کا واسکٹ۔۔۔ سر پر سفید پگڑی جو آج پہلی بار باندھی تھی اس طرح، رسمی انداز میں ۔۔۔ یہ وہاں کی سب سے بڑی روایت مانی جاتی تھی۔۔۔۔

جسے فالو کرنا بہت ضروری تھا ان کے لیے۔۔۔۔ چہرے پر ہلکی بڑھی شیو اور جبڑے سختی سے تنے ہوئے تھے۔۔۔

شہد رنگ آنکھیں آج سرد تھیں، پہاڑ کی برف جیسی سرد۔

وہ آیا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ سیدھی پیٹھ، آگے کو جھکاؤ نہیں، ہاتھ گھٹنوں پر۔۔۔۔۔

وہ یہاں موجود تھا۔۔۔ اپنے لوگوں کے لیے اپنے قبیلے کے لیے۔۔۔ ورنہ یہاں ہونے میں اس کی کوئی دلی خوشی نہیں تھی۔۔۔

افضل اس کے پیچھے تھا۔ خاموش، محتاط۔۔۔

پھر خان گل نورزئی آئے، آہستہ قدموں سے۔۔۔۔ انہوں نے نوریان کو دیکھا۔ نوریان نے انہیں دیکھا۔ دونوں کے درمیان ایک بات گزری جو الفاظ میں نہیں تھی۔

دادا نے آہستہ سے سر ہلایا۔۔ نوریان نے نگاہ پھیر لی تھیں۔۔

پانچ منٹ بعد شیر داد خان مہمند آیا۔

کالے رنگ کا لباس، کالی پگڑی، کریم رنگ کی چادر۔۔۔۔ وہ چال جس میں پہاڑ ملتے ہیں۔۔۔

وہ چہرہ جس پر آج کوئی تاثر نہیں تھا، بالکل خالی، جیسے کسی نے اندر کی تمام آگ کو باہر نہیں آنے دیا ہو مگر اندر وہ آگ پوری طرح جل رہی تھی۔۔۔۔

اس کے ساتھ عبداللہ خان مہمند تھے، قمر چچا تھے، اور پیچھے قبیلے کے لوگ۔۔۔۔

شیر داد نے صحن میں داخل ہوتے سامنے دیکھا۔۔۔۔ نوریان خان نورزئی وہاں بیٹھا تھا۔۔۔۔ دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔

اس لمحے میں جو تھا اسے صرف وہی محسوس کر سکتے تھے جو خود وہاں تھے۔۔۔۔

بارہ سال کی دشمنی، خون کی یادیں، مرے ہوئے لوگوں کے چہرے، اور اس سب کے باوجود آج یہاں بیٹھنا تھا۔۔۔

جرگے والی نگاہیں نہیں تھیں یہ۔۔۔ اس بار کچھ مختلف تھا۔۔۔ جیسے دو آدمی ایک ہی آزمائش سے گزر رہے ہوں اور پہلی بار ایک دوسرے کی آزمائش کا اندازہ کر رہے ہوں۔۔۔

نوریان نے نگاہ نہیں جھکائی تھیں۔۔۔ شیر داد نے بھی نہیں جھکائی تھیں۔۔۔

دونوں نے ایک ہی وقت میں نظریں پھیریں۔۔۔۔ نہ کوئی جیتا، نہ کوئی ہارا۔

شیر داد اپنی جگہ بیٹھ گیا۔۔۔

کمرے میں وہ بھاری خاموشی آگئی جو پہاڑوں میں طوفان سے پہلے آتی تھی۔۔۔۔

اور اسی کمرے کی اندرونی دیوار کے پیچھے ایک چھوٹا سا حجرہ تھا جہاں دونوں لڑکیاں اپنی اپنی ماؤں اور رشتہ دار خواتین کے ساتھ تھیں۔۔۔

خاجستہ کو ان کی بھابھی رمشا نے تیار کیا تھا۔۔۔

سرخ اور سنہری رنگ کا پٹھانی سوٹ۔۔۔ بھاری کڑھائی۔۔۔ سر پر سرخ دوپٹہ جو ماتھے پر ٹکی سونے کی سیٹی سے جڑا تھا۔۔۔

وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔۔۔ وہ بہت زیادہ تیاری نہیں کی گئی تھی۔۔۔ مگر وہ اتنے سے سنگھار میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔

مہروز بیگم اس کے سامنے بیٹھی تھیں۔۔۔ ہاتھوں میں خاجستہ کے ہاتھ تھامے۔۔۔ ان کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔۔۔ مگر آنسو بہانے کا وقت گزر چکا تھا۔

"مورے۔۔۔"

خاجستہ نے آہستہ سے کہا تھا۔۔۔

"کچھ مت کہو۔۔۔"

مہروز بیگم نے اس کی بات روک دی تھی۔۔۔ان کی آواز لرز رہی تھی۔۔۔

"بس مجھے دیکھنے دو ایک بار۔۔۔"

انہوں نے بیٹی کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیا تھا۔۔۔وہ گلابی سفید رنگت۔۔۔وہ بڑی بڑی سرخ آنکھیں جن میں اس وقت نمی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہے۔۔۔کاش تمہارا مقدر بھی اتنا ہی خوبصورت ہوتا۔۔۔تم ایسے دشمنی کی بھینٹ نہ چڑھتی۔۔۔۔"

مہروز بیگم نے اس کا چہرا چومتے ممتا سے چور لہجے میں کہا تھا۔۔۔ ان کی اکلوتی لاڈلی بیٹی ان کی جان تھی۔۔۔

وہ اس شادی کے حق میں بالکل نہیں تھیں۔۔ مگر حالات اور قوانین نے انہیں بھی بے بس کر دیا تھا۔۔۔

خاجستہ کے ہونٹ کانپے تھے۔۔۔

"اللہ تمہیں اپنی امان میں رکھے میری بچی۔۔۔"

مہروز بیگم نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔ مزید کچھ نہیں بولی تھیں۔۔۔ کیا بولتیں۔۔۔۔۔ کچھ دردوں کے سامنے ماں کی ممتا بھی خاموش ہو جاتی تھی۔۔۔

دوسرے حجرے میں دُرانہ خاموش بیٹھی تھی۔۔۔

اس کی والدہ ذرغونہ بیگم نے اسے تیار کیا تھا۔۔۔نیلے اور سونے کے رنگ کا لباس۔۔۔بالوں میں چاندی کے زیور۔۔۔چہرے پر ہلکا سا رنگ۔۔۔

معصوم اور دلکشی بھرا روپ۔۔۔۔

وہ گڑیا کی طرح بیٹھی تھی۔۔۔بالکل ساکت۔۔۔

ذرغونہ بیگم نے ہاتھ اٹھا کر بیٹی کی پیشانی پر لگایا تھا۔۔۔

اس کو کل سے بہت سخت بخار تھا۔۔۔ اپنے پیاروں کو چھوڑ کر دشمنوں کے بیچ رہنے کا تصور ہی جان لیوا تھا۔۔۔

گلالئی پھوپھو کونے میں بیٹھی تھیں۔۔۔ دُرانہ نے ان کی جانب دیکھا۔۔۔ ان کی آنکھوں میں ابھی بھی آگ تھی مگر ان کے لبوں پر ایک عجیب سا اظہار آیا تھا۔۔۔

"دُرانہ۔۔۔"

وہ اٹھ کر اپنی چند لمحوں کی مہمان بھتیجی کے پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔۔

"میں چاہتی تھی کہ یہ نہ ہو۔۔۔ تم جانتی ہو۔۔۔ مگر۔۔۔"

وہ رکیں تھیں۔۔۔

"اس وادی میں ہر بیوی اور ہر ماں یہی دعا کرتی ہے کہ خون بند ہو جائے۔۔۔ اور آج اس دشمنی کو روکنے کے لیے عملاً قربانی تم دے رہی ہو۔۔۔۔

میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے۔۔۔ مگر میں نہیں چاہتی کہ کسی اور ماں کا بیٹا جائے۔۔۔ چاہے وہ مہمند ہو یا نورزئی۔۔۔۔۔ مگر جب یاد آتا ہے کہ عبداللہ خان مہمند نے میری آنکھوں کے سامنے میرے شوہر اور معصوم بیٹے کو گولیوں سے بھون دیا تھا۔۔۔

بنا کسی قصور کے۔۔۔ تو چل چاہتا ہے میں بھی یہ منظر دیکھوں۔۔۔

میرے دل کو سکون اسی دن ملے گا۔۔۔

تم اکثر مجھ سے پوچھتی تھی کہ ایسا کیا کروتم کہ میرے چہرے پر

مسکراہٹ آجائے۔۔۔

تو اس کو جواب میں تمہیں آج دیتی ہوں۔۔۔ عبداللہ خان مہمند کی

آنکھوں کے سامنے اس کا بیٹا گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے۔۔۔

وعدہ کرو۔۔۔ وعدہ کرو مجھ سے۔۔۔ میرے درد کو حساب لو گی؟

نا تم۔۔۔۔"

یہ الفاظ ادا کرنے میں انہیں بہت محنت لگی تھی۔۔۔شاید زندگی

کے سب سے مشکل الفاظ تھے ان کے لیے۔۔۔

درانہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی تھی۔۔۔۔کیا ان نفرتوں کے ساتھ

وہ نئ زندگی کی شروعات کر سکتی تھی۔۔۔

گلالئ اب بری طرح سے سسکی پڑی تھی۔۔۔

دُرانہ نے انہیں گلے لگایا تھا۔۔۔دونوں کے آنسو مل گئے تھے۔۔۔

مگر دل و دماغ میں اس وقت الگ ہی کچھ چل رہا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نکاح کا وقت ہوا تھا۔۔۔ مولوی سلیمان نے پہلے قرآن کی تلاوت کی۔۔۔ ان کی آواز میں وہی سکون تھا جو بڑے طوفانوں کے بعد آتا تھا۔۔۔

کمرے میں بیٹھے سب مردوں کے چہرے سخت تھے۔۔۔ مگر آنکھوں میں کوئی ایک جذبہ نہیں تھا۔۔۔ نفرت تھی۔۔۔ بے چینی تھی۔۔۔ اور اس سب کے پیچھے کہیں بہت گہرائی میں ایک ایسی چیز جسے ابھی امید نہیں کہہ سکتے تھے مگر جو امید سے پہلے کی چیز تھی۔۔۔

نوریان خان نورزئی نے ایک لمحے کے لیے اس دروازے کو دیکھا جس کے پیچھے اس کی بہن تھی۔۔۔

پھر نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔

پہلا نکاح شیر داد خان مہمند اور دُرانہ نورزئی کا پڑھا جانا تھا۔

"دُرانہ بیٹی کی طرف سے وکیل کون ہے؟"

مولوی سلیمان نے پوچھا تھا۔۔۔ جس پر نوریان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔

اس کے کھڑے ہونے پر وہاں بیٹھے سبھی افراد نے گہرا سانس بھرا

تھا۔۔۔۔

"میں ہوں۔۔۔نوریان خان نورزئی۔۔۔۔دُرانہ نورزئی کا بھائی

اور وکیل۔"

آواز پر سکون تھی مگر اس پر سکون لہجے کے نیچے ایک دریا تھا جو بہہ

رہا تھا۔

شیر داد بھی کھڑا ہوا۔

دونوں ایک دوسرے کے سامنے تھے۔۔۔درمیان میں مولوی

سلیمان۔۔۔۔

"شیر داد خان مہمند ولد عبد اللہ خان مہمند، دُرانہ نورزئی ولد خان محمد نورزئی کو باعوض پانچ لاکھ حق مہر کے ساتھ آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔۔ کیا آپ کو قبول کرتے ہے؟"

مولوی صاحب کے الفاظ اس بڑے سے کمرے میں چھائی خاموشی کی وجہ سے ہر طرف گونج رہے تھے۔۔۔

مولوی سلیمان نے شیر داد سے پوچھا تھا۔۔۔ درانہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ رکھی تھیں۔۔۔

شیر داد نے ایک لمحہ لیا تھا۔۔۔

وہ لمحہ جس میں شاید اس نے پوری زندگی سوچی۔ اپنے مرے ہوئے لوگ یاد کیے۔ اپنی وادی یاد کی۔۔۔ اپنے پیارے یاد کیے تھے۔۔۔

"قبول ہے۔"

کچھ لمحوں بعد اس کی بھاری گھمبیر آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔

دو لفظ۔۔۔۔

اتنے بھاری دو لفظ جیسے پہاڑ گر پڑا ہو۔۔۔۔۔ کمرے کا ماحول بوجھل ہونے لگا تھا۔۔۔ اتنے بڑے سے کمرے میں۔۔۔ دو قبیلوں کے بہت سارے لوگ بیٹھے تھے۔۔۔

مگر وہاں ایسے سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔ جیسے کوئی موجود ہی نہ ہو۔۔۔۔

مولوی سلیمان نے اب کی بار نوریان کو دیکھا تھا۔۔۔

"نوریان خان نورزئی کیا آپ اپنی بہن دُرانہ نورزئی کو شیر داد خان مہمند کے نکاح میں دیتے ہیں؟ کیا آپ کو منظور ہے۔۔۔"

نوریان کے جبڑے کی سختی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کی شہد رنگ آنکھیں سامنے دیکھ رہی تھیں، شیر داد کو نہیں، کسی اور کو۔۔۔۔

شاید اپنے باپ کو جو قبر میں تھے۔۔۔ شاید اپنے ان آدمیوں کو جو اسی دشمنی میں گئے تھے۔۔۔

افضل نے محسوس کیا کہ اس کے خان صاحب کا کندھا ایک لمحے کے لیے سخت ہوا تھا۔۔۔

مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے خان صاحب بڑے ضبط کے مالک تھے۔۔۔ بہت کچھ برداشت کیا تھا اور آگے مزید کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔۔۔

"جی منظور ہے۔"

نوریان کی آواز میں عجیب سا بھاری پن تھا۔۔۔

اندر بیٹھی خواتین تک بھی یہ الفاظ پہنچ رہے تھے۔۔۔ درانہ کا چہرا

آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔

اس سے بھی سائن کروانے اس کا بھائی آیا تھا۔۔۔

آنکھیں موندتے ضبط کی انتہا پر پہنچتے اس نے یہ تین الفاظ کہے

تھے۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔"

"قبول ہے۔۔۔"

"قبول ہے۔۔۔"

اسے ایسے محسوس ہوا تھا۔۔۔ جیسے اس نے اپنے آپ کو اپنے لیے

بھی پرایا کر دیا ہو۔۔۔۔

پھر اس نے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔ ذرغونہ بیگم کی طرف

دیکھا۔۔۔ اپنی ماں کی آنکھوں میں۔۔۔

اور پھر پاس بیٹھے بھائی کو۔۔۔۔ جس نے اس کے گرد اپنے مضبوط

بازو کا حصار قائم کر رکھا تھا۔۔۔۔

اس لمحے اس کے چوڑے سینے سے لگ کر وہ خوب روئی تھی۔۔۔

اس کی سسکیوں کی آوازیں باہر تک آئی تھیں۔۔۔

شیر داد خان مہمند کی سماعتوں سے بھی ٹکرائی تھیں۔۔۔وہ لب بھینچے بیٹھا رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد نوریان واپس آیا تھا۔۔۔نکاح مکمل ہوتے ہی وہاں مولوی صاحب کی جانب سے دونوں قبیلوں کو مبارک باد دی گئی تھی۔۔۔

مگر کسی بھی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔اس نکاح کے خوشی دونوں قبیلوں میں نہیں تھی۔۔۔

مولوی سلیمان نے وہاں کی روایت کے مطابق رسم کی تھی۔۔۔

نوریان اور شیر داد دونوں کے ہاتھ ایک سفید کپڑے میں لے کر اس کی گرڑھا لگا دی تھی۔۔۔۔

دونوں کے ہاتھ ایک کپڑے میں تھے مگر دونوں کی مٹھیاں بند تھیں۔۔۔۔

چند لمحوں کے بعد رسم کے مطابق دونوں نے ہاتھ نکال لیے تھے اس کپڑے سے۔۔۔ مگر اس پر لگی گرڑھا ابھی بھی باقی تھی۔۔۔۔ یہ کپڑا ادرانہ تک پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔

یہ گڑھا اس وقت تک بندھی رہنی تھی۔۔جب تک یہ نکاح قائم تھا۔۔۔

درانہ کتنی ہی دیر اس گڑھا کو دیکھے گئی تھی۔۔۔۔جس میں اس کے بھائی اور شوہر نے باندھ دیا تھا اسے۔۔۔۔۔

پھر دوسرے نکاح کی باری آئی تھی۔۔۔

نوریان خان نورزئی اور خاجستہ مہمند کا نکاح۔۔۔

"خاجستہ بیٹی کی طرف سے وکیل کون ہے؟"

مولوی سلیمان کے پوچھنے پر شیر داد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

تھا۔۔۔

"میں شیر داد خان مہمند۔۔۔۔خاجستہ مہمند کا بھائی اور وکیل۔"

نوریان بھی کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

اب وہ پھر سے ایک دوسرے کے سامنے تھے۔۔۔۔

پہلی بار اتنے قریب۔۔۔۔

نوریان نے شیر داد کو دیکھا تھا۔۔۔شیر داد نے نوریان کو دیکھا

تھا۔۔۔

دونوں کے چہروں پر جو تھا اسے دنیا کے الفاظ بیان نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔۔نہ نفرت، نہ غصہ، نہ مجبوری۔۔۔یہ سب ملا کر بھی جو بنتا ہے وہ اس لمحے کا احاطہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

یہ لمحہ بہت طاقتور تھا۔۔۔۔۔

"نوریان خان نورزئی ولد خان محمد نورزئی خاجستہ مہمند ولد عبد اللہ خان مہمند کو باعوض پانچ لاکھ حق مہر کے آپ کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔۔کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔؟"

مولوی سلیمان نے نوریان سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

نوریان کی آنکھیں شیر داد پر تھیں جب اس نے کہا تھا۔۔۔۔

"قبول ہے۔"

اور شیر داد کی آنکھیں نوریان پر تھیں جب مولوی سلیمان نے پوچھا۔

"شیر داد خان مہمند آپ کی بہن خاجستہ مہمند کو نوریان خان نورزئی کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔۔ کیا آپ کو منظور ہے۔۔؟"

شیر داد کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے وہ آیا جو کبھی نہیں آنا چاہیے تھا۔ وہ درد جو مرد چھپاتے ہیں، جو چہرے پر نہیں آنا چاہتے۔۔۔۔ مگر وہ اس لمحے آگیا تھا۔۔۔۔

ایک لمحے کے لیے۔۔۔

بس ایک لمحے کے لیے۔۔۔۔

پھر اس نے اپنے جبڑے کو مضبوط کیا اور کہا تھا۔۔۔۔۔

"منظور ہے۔۔۔۔"

شیر داد کی ضبط بھری آواز گونجی تھی۔۔۔۔ پھر وہ دوسری جانب

اپنی بہن کے پاس گیا تھا۔۔۔اس سے سائن کروانے۔۔۔

اس کے سامنے بھی وہی الفاظ دوہرائے گئے تھے۔۔۔۔

خاجستہ نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

اس لمحے میں اس کی پوری زندگی گزری تھی۔۔۔ بچپن۔۔۔

پہاڑ۔۔۔ ہسپتال۔۔۔ اکرم چاچا۔۔۔ چچا ثمر خان۔۔۔

اور وہ ایک لمحہ۔۔۔ وادی کی شام میں پہاڑ پر کھڑا وہ آدمی جس نے نگاہ پھیر لی تھی۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔"

اس کی آواز بہت آہستہ تھی مگر صاف تھی۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔"

"قبول ہے۔۔۔"

مہروز بیگم کی سسکی دب گئی تھی۔۔۔

شیر داد نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔وہ مٹھیاں بھینچے ایسے ہی بے حس و حرکت بیٹھی رہی تھی۔۔۔

اسے اس پل اپنا آپ بھی پرایا لگ رہا تھا۔۔۔۔

شیر داد باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

مولوی سلیمان نے ایک بار پھر رسم کے مطابق دونوں کے ہاتھ کپڑے میں لیے تھے۔۔۔۔اس بار دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

مگر دونوں کے ذہنوں میں ایک ہی بات تھی۔۔۔۔

یہ ہاتھ جو اس کپڑے میں ملے ہیں، ان ہاتھوں کے درمیان ابھی

بھی دیوار ہے۔۔۔۔ رسمی دیوار نہیں، دلوں کی دیوار۔ خون کی

دیوار۔۔۔۔

دونوں نکاح ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ مولوی سلیمان نے دعا کروائی

تھی۔۔۔۔

ہاتھ اٹھے، دعا پڑھی گئی، آمین کہا گیا۔۔۔۔

پھر وہی خاموشی چھا گئی تھی جو پہلے سے تھی۔۔۔۔

نوریان اور شیر داد دونوں نے

دونوں نے مصافحہ کرنا تھا۔یہ رسم تھی۔۔۔۔ آج وہ اس ہر کام کے لیے مجبور تھے۔۔۔جو وہ زندگی میں کبھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔

دونوں آگے بڑھے تھے۔۔۔۔ہاتھ ملایا تھا۔۔۔۔

وہ مصافحہ جو دنیا کا سب سے بھاری مصافحہ تھا۔نہ گرمجوشی تھی اس میں،نہ خوشی تھی،نہ محبت تھی۔۔۔۔بس ایک ضرورت تھی۔۔۔۔

اور اس ضرورت میں بھی دونوں کی مٹھیاں بند تھیں۔۔۔۔

نوریان نے ہاتھ چھوڑتے وقت شیر داد کی آنکھوں میں دیکھا اور آہستہ سے، اتنی آہستہ سے کہا تھا کہ صرف شیر داد سن سکے۔۔۔

"دُرانہ نورزئی ہے۔۔۔ مہمند نہیں بنے گی۔۔۔"

شیر داد کی آنکھوں میں وہ آیا جو اس کی سیاہ آنکھیں ہمیشہ چھپاتی تھیں۔۔۔

اس نے بھی اتنی ہی آہستہ سے جواب دیا تھا نوریان کی شہد رنگ آنکھوں کو گھورتے ہوئے۔۔۔

"خاجستہ مہمند ہے۔۔۔ نورزئی نہیں بنے گی۔۔۔"

یہ ایک خاموش معاہدہ تھا۔۔۔ جو دونوں کے بیچ ہوا تھا۔۔۔ اور ایک سلگتی ہوئی چنگاری دونوں کے بیچ چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔

جو شادی اس دشمنی کی راکھ کو پھر سے بھڑکانے والی تھی۔۔۔۔

ایک لمحہ تھا یہ۔۔۔۔ پھر دونوں الگ ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

دشمنوں کے درمیان پھول نہیں کھلتے۔۔۔ یہ سب جانتے تھے۔۔۔

مگر وادی تورغر کے اس ڈیرے میں آج جو نکاح ہوئے تھے وہ پھول نہیں تھے۔۔۔۔ پتھر تھا۔۔۔ دو پتھروں کے درمیان پھینکا گیا پتھر جو شاید دونوں کو توڑ دے یا شاید پل بن جائے۔۔۔

یہ ابھی کسی کو نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رخصتی کا وقت تھا۔۔۔

خاجستہ سب سے مل کر کمرے میں کھڑی تھی۔۔۔اس کے پاؤں نہیں اٹھ رہے تھے۔۔۔

شیر داد نے آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔کچھ نہیں بولا۔۔۔بس ہاتھ رکھا۔۔۔

خاجستہ نے اپنے بھائی کو دیکھا۔۔۔اس کے چہرے پر وہی سختی تھی جو ہمیشہ تھی۔۔۔مگر آنکھیں۔۔۔

وہ آنکھیں ناقابلِ یقین حد تک سرخ تھیں۔۔۔

"لالہ۔۔۔"

خاجستہ کی آواز ٹوٹی تھی۔۔۔

"خود کو کبھی اکیلے مت سمجھنا۔۔۔"

شیر داد نے صرف یہی کہا تھا۔۔۔ مگر اس ایک لفظ میں لاکھ باتیں تھیں۔۔۔ جاؤ مضبوط رہو۔۔۔ ٹوٹنا نہیں۔۔۔ میں یہاں ہوں۔۔۔ اور تمہارے لیے ہمیشہ رہوں گا۔۔۔

خاجستہ نے ایک لمحے کے لیے اپنے بھائی کے کندھے کو چھوا اور آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

شیر داد وہیں کھڑا رہا۔۔۔اس نے بہن کو جاتے دیکھا۔۔۔ گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔۔۔

اس کے جبڑے تن گئے تھے۔۔۔ آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔۔

مگر وہ وہاں سے نہیں ہٹا تھا جب تک گاڑی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی۔۔۔

دوسری طرف نوریان اپنی بہن کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

دُرانہ تیار تھی۔۔۔اس نے اپنے بھائی کو دیکھا۔۔۔

دُرانہ کے آنسو روکنے سے نہیں رک رہے تھے۔۔۔اس نے انگوٹھی ہاتھ میں لی تھی۔

"لالہ۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

پہلی بار دُرانہ نے یہ بات کہی تھی۔۔۔پہلی بار مانی تھی۔۔۔۔۔۔

نوریان نے اپنی بہن کو سینے سے لگایا تھا۔۔۔دونوں بازوؤں کا حصار۔۔۔

"ڈر لگنا ٹھیک ہے۔۔۔ مگر ڈر کے سامنے جھکنا نہیں۔۔۔ تم نورزئی ہو۔۔۔"

دُرانہ نے آنکھیں صاف کیں۔۔۔ اور سر اٹھایا۔۔۔

اس کا بھائی اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ان آنکھوں میں۔۔۔ وہ شہد رنگ آنکھیں۔۔۔ جن میں اس وقت نہ آگ تھی نہ سردی۔۔۔ بس ایک بھائی تھا جو اپنی بہن کو جاتے دیکھ رہا تھا اور اسے روک نہیں سکتا تھا۔۔۔

دُرانہ نے ایک قدم بڑھایا۔۔۔ پھر رکی۔۔۔

"لالہ آپ کا ساتھ ہمیشہ رہے گا نا میرے ساتھ۔۔۔"

کانپتے لہجے میں اس نے اپنے بھائی کا یقین مانگا تھا۔۔۔

"ہمیشہ۔۔۔۔جب تک یہ سانسیں باقی ہیں۔۔ تمہیں کسی تکلیف کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ تم نے اس قبیلے کی خاطر خود کو قربان کیا ہے۔۔۔

میں تمہاری خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دوں گا۔۔ یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔۔"

نوریان نے ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔۔۔ وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔۔

قدرت کے کھیل سے انجان کہ وہ کیا کیا کھیل کھیلنے والی تھی ان

چاروں کے ساتھ۔۔۔۔

بھائی کے اس یقین پر دُرانہ ہولے سے مسکرائی تھی۔۔۔ آنسوؤں

میں بھیگی مسکراہٹ تھی۔۔۔

نوریان کا دل ڈوب گیا تھا۔۔۔۔

نوریان اس کی جاتی گاڑی کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔ دیر تک۔۔۔

جب گاڑی اوجھل ہوئی تو اس نے ایک لمبا سانس لیا تھا۔۔۔

پہاڑوں نے دیکھا تھا یہ لمحہ۔۔۔

ندی نے بھی۔۔۔

وادی تورغر نے بھی۔۔۔

بارہ سال بعد آج اس وادی میں کچھ بدلا تھا۔۔۔

بدلا تھا کہ نہیں۔۔۔ یہ ابھی کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

مگر پتھر ہل گیا تھا۔۔۔

اور جب پتھر ہلتا ہے تو پانی بہنے کی راہ بنتی ہے۔۔۔ چاہے آہستہ ہی سہی۔۔۔۔

اس بات کا یقین وہاں موجود سبھی لوگوں کو تھا۔۔۔۔

سب خوشگوار وقت کے منتظر تھے۔۔۔ لیکن کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ آنے والا وقت اپنے ساتھ کیا لے کر آنے والا تھا۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

نورزئی حویلی کے بڑے دروازے پر جب گاڑی رکی تو شام کی آخری روشنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر سمٹ رہی تھی۔۔۔

سرخ اور سنہری روشنی۔۔۔ جیسے آسمان نے اس لمحے کو خاص رنگ دینا چاہا ہو۔۔۔

خاجستہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔۔۔۔ اکیلی، تنہا۔۔۔۔۔ جیسے بھیجی گئی تھی۔۔۔ گاڑی پورچ میں رک چکی تھی۔۔۔

مگر وہ باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔ڈرائیور نے دروازہ کھولا تھا مگر اس نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا تھا۔۔۔

ایک لمحہ۔۔۔

وہ ایک لمحہ جو برسوں جیسا بھاری تھا۔۔۔

اس نے درزیدہ نگاہوں سے سامنے دیکھا تھا۔۔۔

نورزئی حویلی۔۔۔

پتھر کی اونچی دیواریں جو ٹوٹ بھی جائیں تو جھکیں نہ۔۔۔ لکڑی کا بھاری دروازہ جس پر لوہے کے بڑے بڑے سلاخیں لگی تھیں۔۔۔۔

دروازے کے دونوں طرف پہرے دار کھڑے تھے، ہتھیار کندھوں پر، آنکھیں سامنے۔۔۔

یہ اس کا گھر نہیں تھا۔۔۔

یہ کبھی اس کا گھر نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

خاجستہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔۔ سرخ اور سنہری لباس میں وہ اس سرد اور سخت حویلی کی طرف آئی تھی۔۔۔اس کے سر پر سرخ دوپٹہ تھا۔۔۔

کچھ لمحوں بعد وہ گاڑی سے اتری تھی۔۔۔

مگر قدم رکے ہوئے تھے۔۔۔

جیسے زمین نے تھام لیا ہو۔۔۔ جیسے واپس لوٹنے کا آخری موقع مل رہا ہو۔۔۔

پھر اس نے دانت بھینچے تھے اور آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

مہمند خاندان کی بیٹی ڈرتی نہیں تھی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔

اس نے اندر داخل ہوتے خود کو مضبوط ظاہر کیا تھا۔۔۔

زنان خانے کے دروازے کے باہر اس کے لیے ملازمین کھڑی تھیں۔۔۔

"آئیں بی بی جی۔۔۔۔"

خاجستہ ان کی معیت میں اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

جہاں اس وقت گھر کی سبھی عورتیں جمع تھیں۔۔۔

زر غونہ بیگم سب سے آگے۔۔۔ان کے چہرے پر تھکان تھی،

آنکھوں میں وہ سوگواریت صاف نظر آرہی تھی۔۔۔جو کسی اپنے

کے جانے کے بعد آتی ہے۔۔۔

آج ان کی بیٹی دُرانہ گئی تھی اور اس کی جگہ یہ اجنبی چہرہ آیا تھا۔۔۔

رحیمہ اور شبنم دروازے کے پاس تھیں۔۔۔ان کی آنکھوں میں

تجسس تھا مگر گرمجوشی نہیں تھی۔۔۔

اور کونے میں۔۔۔

گلالئی پھوپھو۔۔۔

وہ ایک کرسی پر بیٹھی تھیں۔۔۔ سیاہ لباس، سیاہ دوپٹہ، اور آنکھوں میں وہ آگ جو بجھنے کا نام نہیں لیتی تھی۔۔۔

وہ خاجستہ کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ اوپر سے نیچے تک۔۔۔ ایک بار۔۔۔ پھر دوسری بار۔۔۔

جیسے کسی دشمن کو ناپ رہی ہوں۔۔۔

ان کی آنکھوں کی ناگواری اور آگ بڑھ گئی تھی اس لڑکی کا دو آتشہ حسن دیکھ کر۔۔۔

وہ کسی بھی مرد کا ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔۔۔ مگر انہیں پورا یقین تھا اپنے بھتیجے پر۔۔۔ کہ وہ جتنی نفرت کرتا تھا اس قبیلے سے۔۔۔

کبھی وہ اس لڑکی کے حسن کے آگے جھکنے والا نہیں تھا۔۔۔اس سوچ کے ساتھ ان کی آنکھوں کی نفرت بھری چمک مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

خاجستہ نے بھی انہیں دیکھا تھا۔۔۔اور سمجھ گئی تھی کہ یہاں کا سب سے مشکل چہرہ یہی ہے۔۔۔

زرغونہ بیگم آگے بڑھی تھیں۔۔۔

"آؤ بیٹی۔۔۔"

ان کی آواز میں کوئی احساس نہیں تھا۔۔۔۔۔جیسے بہت مشکل سے تکلف کو گرمجوشی میں بدلنے کی کوشش کی گئی ہو۔۔

"اسلام و علیکم۔۔۔"

خاجستہ نے ہولے سے سلام کیا تھا۔۔۔۔مختصر، سپاٹ۔۔۔

وہ اندر آئی تھی اور ایک طرف بیٹھ گئی تھی۔۔۔

اسے وہاں موجود سبھی عورتوں کی نظریں خود سے چمٹی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔۔

کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔وہ خاموشی جس میں نفرت بھی تھی، اجنبیت بھی، اور کہیں بہت گہرائی میں ایک بے چارگی بھی۔۔۔

"خاجستہ بیٹی کا سامان اوپر والے کمرے میں رکھ دو۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے ملازمین کو ہدایت کی تھی۔۔۔خاجستہ سے وہاں کسی نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔نہ اس نے ایسی کوئی کوشش کی تھی۔۔۔

وہ ملازمہ کے ساتھ آگے بڑھنے لگی تھی۔۔۔جب اسی وقت گلالئی پھوپھو کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

"زرغونہ بھابھی۔۔۔۔"

ان کی آواز تیز تھی۔۔۔اتنی تیز کہ کمرے میں موجود سب ایک لمحے کے لیے رک گئے تھے۔۔۔

زرغونہ بیگم نے ان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"گلالئی۔۔۔"

انہوں نے تنبیہی نگاہوں سے گلالئی کو خاموش رہنے کو کہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

گلالئی نے ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ان کی آنکھوں میں وہ آگ بھڑک اٹھی تھی جو برسوں سے جل رہی تھی۔۔۔

اسے نکالنے کا موقع آج ملا تھا۔۔۔

"یہ اس گھر میں نہیں رہے گی۔۔۔"

ان کے الفاظ پر کمرے میں برف جیسی خاموشی چھاگئی تھی۔۔۔

خاجستہ نے گلالئ پھوپو کی طرف دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں سرد تھیں۔۔۔وہ جانتی تھی یہ لمحہ آنا تھا۔۔۔

اس نے پہلے سے سن رکھا تھا اس عورت کے بارے میں۔۔۔جس کا پورا گھرانہ اس کے باپ نے ختم کیا تھا۔۔۔اس عورت کی نفرت کی شدت سب سے زیادہ تھی۔۔۔

ان کی لہو رنگ آنکھیں ان کے اندرونے زخم کو واضح کر رہی تھیں۔۔

"گلالئ ابھی نہیں۔۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے شروع کی تھی مگر گلالئی آج نہیں رکنے والی تھیں۔۔۔

وہ آگے آئی تھیں۔۔۔سیدھا خاجستہ کے سامنے کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

زرغونہ بیگم نے گھبرا کر باقی سب کو دیکھا تھا۔۔۔ان کی ساس ماہ گل بی بی کی طبیعت بھی آج ٹھیک نہیں تھی۔۔

وہ درانہ کا جانا برداشت نہیں کرپائی تھیں۔۔انہیں ابھی کچھ دیر پہلے زرغونہ بیگم دوا دے کر سلا کر آئی تھیں۔۔

"تم مہمند ہو۔۔۔ عبداللہ خان مہمند کی بیٹی۔۔۔ اسی شخص کی بیٹی جس کے آدمیوں نے میرے شوہر کو گولی ماری۔۔۔ جس کے آدمیوں نے میرے بیٹے کو۔۔۔ میرے اکلوتے بیٹے کو۔۔۔"

ان کی آواز ٹوٹ گئی تھی۔۔۔ مگر انہوں نے ضبط کیا تھا۔۔۔ آنکھیں سرخ ہوئی تھیں مگر آنسو نہیں نکلے تھے۔۔۔

خاجستہ خاموشی سے ان کو دیکھے گئی تھی۔۔۔ اس عورت کا درد شاید وہ سمجھ سکتی تھی۔۔۔

کھویا تو انہوں نے بھی بہت کچھ تھا۔۔۔ یہ درد صرف ایک انسان کا نہیں تھا۔۔۔ دو قبیلوں کا تھا۔۔۔۔

"میں سمجھ سکتی ہوں۔۔۔ آپ کی تکلیف۔۔۔"

خاجستہ نے آہستہ سے کہا تھا۔۔۔ باقی سب اس وقت سانسیں روکے کھڑی تھیں۔۔

سب کے دل اداس تھے درانہ کے لیے۔۔۔ اس صلح پر کسی کا دل راضی نہیں تھا۔۔۔ مگر کوئی مزید خون بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"نہیں سمجھ سکتی۔۔۔"

گلالئی نے فوری نفی میں سر ہلاتے جواب دیا تھا۔۔۔ ان کی آواز تلخ تھی۔۔۔

"تمہیں کیا پتہ ہے تکلیف کیا ہوتی ہے۔۔۔ تمہارے سامنے تمہارا باپ مرا ہے؟ تمہارے سامنے تمہارا بھائی مرا ہے؟ نہیں۔۔۔ نہیں مرا۔۔۔

میں نے دیکھا ہے یہ سب۔۔۔۔ میں نے برداشت کی ہے یہ تکلیف۔۔۔۔ تمہارے خاندان کے ہاتھوں۔۔۔۔ تمہارے باپ نے مارا تھا اور چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔"

گلالئی نے بہت سفاک الفاظ استعمال کیے تھے اس کے باپ اور بھائی کے لیے۔۔۔۔

"آپ میرے باپ اور بھائی کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتیں۔۔۔"

خاجستہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔۔۔۔اس کی آنکھیں لال ہوئی تھی۔۔۔

زرغونہ بیگم نے آگے آنا چاہا تھا۔۔۔مگر گلالئ وہاں سے ہٹنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔۔

"بول سکتی ہوں۔۔۔میں جو چاہے بول سکتی ہوں۔۔یہ میری حویلی ہے۔۔۔تمہاری اس حویلی میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔۔۔۔تم یہاں فرضی نکاح کے تحت آئی ہو۔۔۔۔۔"

گلالئ کی آواز اب اور تیز ہوئی تھی۔۔۔

"دشمنی ختم کرنے کے نام پر کیا گیا فرضی نکاح۔۔۔ میرا بھتیجا نوریان خان نورزئی ہے۔۔۔وہ تم جیسی دشمن کی بیٹی کو کبھی اپنی بیوی نہیں مانے گا۔۔۔نہ کبھی مانا ہے نہ مانے گا۔۔۔ نفرت کرتا ہے وہ تم سے۔۔۔ نفرت کرتے ہیں ہم سب تم سے۔۔۔"

گلالئ کے الفاظ پورے ہال کمرے میں گونج رہے تھے۔۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس دشمن کی بیٹی کا منہ نوچ لے۔۔

"گلالئ بس کریں۔۔۔"

ذر غونہ بیگم نے کہا تھا۔۔۔ان کی آواز میں تھکان تھی۔۔۔وہ آج کے دن ایسا کوئی ہنگامہ نہیں چاہتی تھیں۔۔۔

مگر گلالئی رکنے والی نہیں تھیں۔۔۔

"کیوں بس کروں بھابھی؟کیوں؟میرا بیٹا واپس آئے گا کیا؟میرا شوہر آئے گا کیا؟یہ لڑکی اس گھر میں بیٹھ کر کیا کرے گی۔۔۔ جاسوسی کرے گی؟ہمارے راز جمع کرے گی؟

ہمارے کمزور لمحے ڈھونڈے گی؟اسے گھر میں رکھنا اپنے سینے پر سانپ پالنا ہے۔۔۔دشمن کی بیٹی ہے۔۔۔دشمن ہی رہے گی۔۔۔

اس کے خون میں مہمند ہے اور مہمند کبھی نورزئی کا بھلا نہیں چاہ سکتا۔۔۔

مجھ نے نوریان کو کہا تھا۔۔۔ میں پھر کہہ رہی ہوں۔۔۔ مجھے اس کا وجود برداشت نہیں ہے اس حویلی میں۔۔"

خاجستہ نے ان کی باتیں سنی تھیں۔۔۔ ایک ایک لفظ۔۔۔

اس کے اندر کچھ جل رہا تھا۔۔۔ وہ آگ جو چچا ثمر خان کے جانے کے بعد سے جل رہی تھی۔۔۔

وہ آگ جو اکرم چاچا کی آنکھوں کی بجھتی روشنی دیکھ کر مزید بھڑکی تھی۔۔۔

وہ یہاں شوق سے نہیں آئی تھی۔۔۔اسے بھی یہ نکاح نہیں کرنا تھا۔۔۔اسے بھی یہ گھر نہیں چاہیے تھا۔۔۔

مگر آج گلالئی کے یہ الفاظ۔۔۔

یہ ان کے خاندان کی بے عزتی تھی۔۔۔اس کے باپ عبداللہ خان مہمند کی بے عزتی تھی۔۔۔اس کے بھائی شیر داد خان مہمند کی بے عزتی تھی۔۔۔

اور خاجستہ مہمند خاندان کی بیٹی خاموش نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

وہ آگے بڑھی تھی۔۔۔

آہستہ آہستہ۔۔۔ مگر مضبوطی سے۔۔۔

وہاں کھڑی سبھی خواتین یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔۔۔ آسیہ چچی اور عادلہ نے بھی آگے بڑھنا چاہا تھا۔ مگر اس وقت ان سب کو خود ہی گلالئی پھوپو سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

جو اس وقت ان کی جنونی حالت ہو چکی تھی۔۔۔

"میں بھی یہاں شوق سے نہیں آئی۔۔۔"

اس کی آواز سرد تھی مگر اس سردی میں آگ تھی۔۔۔

وہ بولی تھی۔۔۔ ایک ایک لفظ چبا کر۔۔۔

"نہ مجھے آپ کے بھتیجے سے کوئی رشتہ بنانا تھا۔۔۔نہ بنانا ہے۔۔۔یہ جرگے کا فیصلہ تھا اور اس فیصلے نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔۔۔

میری اپنی مرضی سے میں کبھی بھی اس گھر کی دہلیز نہ پھلانگتی۔۔۔"

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے بے خوفی سے بولی تھی۔۔

گلالئی کی آنکھوں میں آگ اور بھڑکی تھی۔۔۔

وہاں کھڑی سبھی خواتین نے بڑی حیرت بھرے انداز میں اس لڑکی کی جرأت دیکھی تھی۔۔

اسے اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ پہلے ہی دن کو سے الجھ رہی تھی۔۔۔

شاید یہ آج پہلے دن کی اکڑ دکھا رہی تھی وہ۔۔۔

"تم۔۔۔"

انہوں نے اس پر انگلی اٹھاتے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔۔

"ابھی میری بات پوری ہونے دیں۔۔۔"

خاجستہ نے انہیں بیچ میں روکا تھا۔۔۔

اس کی آواز اونچی نہیں ہوئی تھی مگر اس میں ایسا کچھ تھا جس نے گلالئی کو ایک لمحے کے لیے روک دیا تھا۔۔۔

"آپ کے گھر والوں نے ہمارے گھر کے لوگوں کو بھی مارا ہے۔۔۔

میرے چچا ثمر خان کو مارا ہے۔۔۔ میرے اکرم چاچا کو مارا ہے۔۔۔

ان کے بھی گھر تھے، بچے تھے، بیویاں تھیں۔۔۔ آپ کا درد سمجھتی

ہوں لیکن ہمارا درد آپ کے درد سے کم نہیں ہے۔۔۔۔ دشمنی

دونوں طرف ہے۔۔۔ لاشیں دونوں طرف ہیں۔۔۔"

خاجستہ ابھی بھی سنبھل کر بات کر رہی تھی۔۔۔ وہ ایک سمجھدار

لڑکی تھی۔۔۔ صلح کی خاطر یہاں بھیجی گئی تھی۔۔

کوئی نیا فساد کھڑا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ اس لیے بہت مشکل سے

خود پر ضبط کرتے ابھی بھی نرمی سے ہی جواب دیا تھا۔۔۔

"خاموش رہو۔۔۔"

گلالئی کی آواز پھٹ گئی تھی۔۔۔

"میرے سامنے میرے خاندان کے خلاف ایک لفظ نہیں کہوں گی۔۔۔ ایک لفظ نہیں۔۔۔"

خاجستہ کی آنکھیں چمکی تھیں۔۔۔

"اور میرے سامنے میرے خاندان کے خلاف آپ بھی ایک لفظ نہیں کہیں گی۔۔۔ یہ طے ہے۔۔۔"

کمرے میں سانسیں رک گئی تھیں۔۔۔

عادلہ اور آسیہ بیگم جو آگے بڑھ رہی تھیں۔۔۔وہیں رک گئی تھیں۔۔

اس لڑکی میں کچھ تو خاص تھا۔۔ مہمند خاندان کی بیٹی تھی۔۔۔ ڈری سہمی اور رونے دھونے والی تو ہو نہیں سکتی تھی۔۔۔

وہ اپنے قبیلے کی سب سے زیادہ بڑھی لکھی لڑکی اور ڈاکٹر تھی۔۔ اس کے اعتماد سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔

رحیمہ اور شبنم ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ ذرغونہ بیگم کے ہاتھ ہوا میں تھے، وہ آگے بڑھنا چاہتی تھیں مگر دونوں کے درمیان کی یہ آگ انہیں جگہ نہیں دے رہی تھی۔۔۔

گلالئ کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

"بے شرم لڑکی۔۔۔ میرے گھر میں مجھ سے بات کرتی ہے۔۔۔

دشمن کی بیٹی ہو کر۔۔۔

میں اسی خاندان کو تباہ کرنے کی دعا لے کر اٹھی ہوں جس کی تم چشم

وچراغ ہو۔۔۔ اور تم مجھے۔۔۔"

گلالئ تو غصے سے بپھر گئ تھیں۔۔۔ وہ خاجستہ پر ہاتھ اٹھا دیتیں جب

زرغونہ بیگم بیچ میں آئ تھیں۔۔۔

"گلالئ کافی ہو گیا۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے پہلی بار تیز آواز میں کہا تھا۔۔۔

مگر گلالئی کے اندر برسوں کا بند درد آج کھل گیا تھا۔۔۔ انہیں روکنا ممکن نہیں تھا۔۔۔

وہ خاجستہ کی طرف آئی تھیں۔۔۔

"میں اس گھر میں تمہیں برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ میرا بھتیجا نوریان خان نورزئی اس قبیلے کا سردار ہے۔۔۔۔

اور میں چاہتی ہوں کہ وہ تمہیں آج ہی واپس بھیج دے۔۔۔ نکاح ہو یا نہ ہو۔۔۔ مجھے پرواہ نہیں۔۔۔ تم اس گھر میں نہیں رہ سکتی۔۔۔

تم اس گھر کی بہو نہیں ہو۔۔۔ تم کچھ نہیں ہو۔۔۔"

یہ الفاظ خنجر کی طرح تھے۔۔۔

خاجستہ کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔۔ مگر وہ رونے والی نہیں تھی۔۔۔ ابھی نہیں۔۔۔ ان کے سامنے نہیں۔۔۔

"آپ نے جو کہنا تھا کہہ لیا۔۔۔"

خاجستہ کی آواز سرد تھی۔۔۔ سرد اور ٹوٹی ہوئی مگر کھڑی۔۔۔

"اب میری بات سنیں۔۔۔ میں مہمند خاندان کی بیٹی ہوں۔۔۔ اور مہمند خاندان کی بیٹیاں جھکتی نہیں۔۔۔

نہ آپ کے سامنے نہ کسی کے سامنے۔۔۔ آپ مجھے پسند نہیں کرتیں، یہ میں سمجھتی ہوں۔۔۔

مگر میرے ساتھ جو کیا وہ درست نہیں تھا۔۔ اپنی حد میں رہیں۔۔۔ یہ گستاخ لہجے برداشت نہیں کرتی میں۔۔۔۔۔"

خاجستہ کا ضبط جواب دے گیا تھا اس قدر توہین اور ہتک آمیز رویے پر۔۔۔

گلالئی کا چہرہ مزید سرخ ہوا تھا۔۔ اور پھر وہی ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔

سب کے منہ کھل گئے تھے۔۔اس سے پہلے کوئی روکتا وہ ہو چکا

تھا۔۔۔

گلالئی کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔تیز۔۔۔بہت تیز۔۔۔

خاجستہ کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر پڑنے

والا تھپڑ بہت زور دار تھا۔۔۔

اتنا زور دار کہ خاجستہ کا پاؤں لڑکھڑایا تھا۔۔۔وہ پیچھے کی طرف

گرنے کو تھی۔۔۔

اور اسی لمحے۔۔۔

ہال کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔

نوریان خان نورزئی شور سن کر وہاں آیا تھا۔۔۔اس کے پیچھے خیر محمد چاچا، شہروز اور افضل تھے۔۔۔

اس نے وہ منظر دیکھا تھا۔۔۔

خاجستہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے گرنے والی تھی۔۔۔

نوریان کے قدم اس سے پہلے اٹھے تھے جتنا اس کا ذہن سوچ سکتا تھا۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر خاجستہ کو تھاما تھا۔۔۔

دونوں باہنوں میں۔۔۔اسے نیچے گرنے سے محفوظ کر لیا تھا۔۔۔

خاجستہ کا سر اس کے سینے سے لگا تھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے۔۔۔

بس ایک لمحے کے لیے۔۔۔

اور وہ لمحہ۔۔۔

وہ لمحہ دونوں نے محسوس کیا تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دم سے ایک

دوسرے کے بے پناہ قریب آگئے تھے۔۔

وہاں کھڑے سبھی افراد نے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔وہ حسین دوشیزہ

جو اب نوریان خان نورزئی کی بیوی تھی۔۔۔۔وہ اس پل اس کی

مضبوط پناہوں میں مقید تھی۔۔۔

خاجستہ نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔اور ہوش میں آنے پر

ایک جھٹکے سے خود کو الگ کیا تھا۔۔۔

پیچھے ہٹی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر وہ نوریان کو

نفرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

جیسے یہ سب اسی کی وجہ سے ہوا ہو۔۔۔

نوریان نے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کے گال پر سرخی تھی۔۔۔تھپڑ

کا نشان۔۔۔

اس کے جبڑے سخت ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ مڑا تھا۔۔۔

گلالئی پھر آگے بڑھ رہی تھیں۔۔۔ان کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔۔۔

"گلالئی پھوپھو۔۔۔"

نوریان کی آواز بہت آہستہ تھی۔۔۔ مگر اس آہستگی میں ایسا وزن تھا کہ کمرے میں سب کچھ رک گیا تھا۔۔۔

گلالئی رکی تھیں۔۔۔ مگر ان کی آنکھوں میں آگ تھی۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ مہمند۔۔۔اس کے خاندان نے۔۔۔نوریان تم جانتے ہو انہوں نے کیا کیا ہے ہمارے ساتھ۔۔۔"

وہ نوریان کا بازو پکڑتے اسے بھی خاجستہ سے نفرت کرنے کا کہہ رہی تھیں۔۔

وہ چاہتی تھیں کہ وہ اسے دھکے مار کر گھر سے نکال دے۔۔۔یہی سلوک ہونا چاہیے تھا دشمن کی بیٹی کے ساتھ۔۔۔۔

"جانتا ہوں۔۔۔"

نوریان نے کہا تھا۔۔۔ٹھیک ایک لفظ۔۔۔اس کی آنکھیں اس پل بے انتہا سرخ تھیں۔۔

اسے اپنی پھوپھو سے اس سب کی توقع نہیں تھی۔۔۔اس نے ماں کی جانب شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

اس کا انداز بتا رہا تھا کہ خاجستہ پر اٹھایا جانے والے تھپڑ کی وجہ سے وہ کس قدر غصے میں تھا۔۔

سب ہی اپنی جگہ شرمندگی کا شکار ہوئی تھیں۔۔۔کسی نے گلالئی کو نہیں روکا تھا۔۔۔

"تو پھر۔۔۔پھر بھی۔۔۔۔پھر بھی یہ۔۔"

نوریان نے گلالئی کی طرف دیکھا تھا۔۔۔اس کی شہد رنگ آنکھوں میں وہ بے پناہ سردپن تھا۔۔

"یہ اس گھر میں آئی ہیں۔۔۔اور اس گھر میں کسی پر ہاتھ نہیں اٹھتا۔۔۔کسی پر بھی نہیں۔۔۔"

وہ ان کو وارننگ دیتی نگاہوں سے دیکھتے بولا تھا۔۔۔اس کے چچا اور باقی کزنز بھی وہاں آ چکے تھے۔۔

گل خان بابا اس وقت مردان خانے میں ہی بیٹھے تھے۔۔ان تک بھی ساری خبر پہنچ چکی تھی۔۔

جس پر انہوں نے تاسف کا اظہار ہی کیا تھا۔۔۔گلالئی کا دکھ سب سمجھتے تھے۔۔۔مگر اس کا کوئی حل نہیں تھا یہ سب کرنا۔۔۔

"نوریان تم اس کا۔۔۔"

گلالئی کو نوریان کا خاجستہ کی سائیڈ لینا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

"گلالئی پھوپھو۔۔۔"

نوریان کی آواز مزید آہستہ ہوئی تھی۔۔۔اور اس آہستگی میں ایک سرخ لکیر تھی جسے پار کرنا ممکن نہیں تھا۔۔۔

"میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔۔۔مگر یہ بات یاد رکھیں کہ جرگے کا فیصلہ میں نے مانا تھا۔۔۔

اور جو فیصلہ میں نے مانا ہے اس کی ذمہ داری بھی میری ہے۔۔۔"

گلالئی کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔۔

خاجستہ نے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا۔۔۔وہ خاموش کھڑی تھی۔۔۔

اس شخص سے اس کی اتنی بے تکلفی نہیں تھی کہ وہ شکوہ کرتی۔۔۔

وہ اس کے لیے اب بھی صرف ایک دشمن تھا۔۔۔

"نوریان تم اپنی بیوہ پھوپھو پر اس لڑکی کو ترجیح دی ہے۔۔۔۔۔۔"

وہ اس سے دور ہوتے روتے ہوئے خفا لہجے میں بولی تھیں۔۔۔

"میں کسی کو ترجیح نہیں دے رہا۔۔۔اصول کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

آپ کو تکلیف دینا میرا ارادہ نہیں۔۔۔مگر جو ہوا وہ درست نہیں

تھا۔۔۔"

اس کا لہجہ اب بھی بے انتہا سرد تھا۔۔۔

وہ مڑا تھا اور اپنی ماں کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"مورے خاجستہ کو اوپر میرے کمرے میں چھوڑ آئیں۔۔۔۔"

اس نے میرے کمرے پر زور دیتے کہا تھا۔۔۔۔

جو سنتے خاجستہ کا

زرغونہ بیگم نے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔۔ پھر خاجستہ کو۔۔۔

انہوں نے سر ہلایا تھا۔۔۔

خاجستہ نے نوریان کو دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر اس سے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں نفرت تھی۔۔۔

وہ نفرت جو ان سب کی وجہ سے تھی، اس گھر کی وجہ سے تھی، اس پوری صورتحال کی وجہ سے تھی۔۔۔

نوریان نے اس کی آنکھوں کی نفرت دیکھی تھی۔۔۔

کوئی تاثر نہیں آیا تھا اس کے چہرے پر۔۔۔

وہ مڑ گیا تھا اور باہر نکل گیا تھا۔۔۔

اس کے خطرناک تیور دیکھ سب لوگ ہی اپنی اپنی جگہ سمٹ گئے تھے۔۔۔وہ بہت زیادہ غصے میں تھا۔۔۔

سب جانتے تھے کہ اس نے خاجستہ کے سامنے گلالئ کو ہاتھ اٹھانے پر ابھی کچھ نہیں کہا تھا۔۔

اس کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔وہ یہ گستاخی بھولنے والا تھا۔۔۔انہیں اس بات کا جواب دینا تھا۔۔۔

جو وہ خاجستہ کے سامنے پوچھ کر ان کی عزت کم نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔جن کی حالت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

مہمند حویلی کے دروازے پر شام کا وقت تھا جب دُرانہ نورزئی کی گاڑی رکی تھی۔۔۔

چہرا بالکل بے تاثر تھا۔۔۔ آنکھوں کی نم ابھی بھی تازہ تھی۔۔۔

دُرانہ نے گاڑی سے اترتے مہمند حویلی کو دیکھا تھا۔۔۔

پتھر کی دیواریں، بھاری دروازہ، پہرے دار۔۔۔

یہ نورزئی حویلی سے کتنا مختلف تھا؟

اس نے موازنہ کیا تھا۔۔۔ مگر کچھ بھی مختلف نہیں لگا تھا۔۔۔۔

انہی پہاڑوں کی اولاد تھی یہ حویلی بھی۔۔۔ مگر بس ایک شے الگ تھی کہ اس میں اس کا کوئی نہیں تھا۔۔۔

اس نے اپنی مٹھی میں وہ رومال دبایا تھا جو نوریان نے دیا تھا۔۔۔ اس کی چادر کا کنارہ۔۔۔

"تم نورزئی ہو۔۔۔"

ہاں۔۔۔ تھی وہ نورزئی۔۔۔ اور رہے گی۔۔۔

وہ آگے بڑھی تھی۔۔۔ اسے اندر لے جانے کے لیے ملازمہ دروازے پر کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ مہمند حویلی کے اندرونے حصے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔جہاں لمبی قطار میں صوفے رکھے گئے تھے۔۔

جہاں گھر کی خواتین بیٹھی تھیں۔۔۔

ان کے چہروں کی اداسی بھی مختلف نہیں تھی۔۔کیونکہ صرف دشمنوں کی بیٹی گھر نہیں آرہی تھی۔۔۔اس گھر کی بیٹی بھی دشمنوں کے پاس گئی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر سب سے پہلے مہروز بیگم اپنی جگہ سے اٹھی تھیں۔۔۔

شخصیت اور چہرے سے ظاہر ہونے والی مضبوط خاتون جن کی آنکھیں آج سوجی ہوئی تھیں۔۔۔انہوں نے آج اپنی بیٹی خاجستہ کو

دشمن کے گھر بھیجا تھا۔۔۔اور اس کی جگہ دشمن کی بیٹی آئی تھی۔۔۔

یہ درد برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

دُرانہ نے مہروز بیگم کو دیکھا تھا۔۔۔

ان کے انداز کی ناپسندیدگی وہ پہلی نظر میں ہی محسوس کر گئی تھی۔۔

اس کی توقع تو وہ کر کے آئی تھی۔۔۔

مہروز بیگم نے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس نیلے لباس کو، ان معصوم آنکھوں کو، اس نوجوان لڑکی کو جوان کے گھر کی دہلیز پر کھڑی تھی۔۔۔

اور مہروز بیگم کے دل میں دو جذبے آئے تھے ایک ساتھ۔۔۔

ایک رحم۔۔۔ کہ یہ بچی بھی اسی قربانی میں پڑی ہے جس میں ان کی خاجستہ پڑی ہے۔۔۔

اور دوسرا غصہ۔۔۔ نفرت۔۔۔ کہ یہ نورزئی کی بیٹی ہے۔۔۔

غصے نے رحم پر فتح پائی تھی۔۔۔

"آؤ۔۔۔"

ایک لفظ۔۔۔اور اس میں کوئی گرمجوشی نہیں تھی۔۔۔

دُرانہ اندر آئی تھی۔۔۔

کمرے میں اور بھی عورتیں تھیں۔۔۔رمشا بھی ایک طرف تھیں، انہوں نے ہلکی مسکراہٹ دی تھی۔۔۔کچھ رشتہ دار خواتین تھیں۔۔۔

ایک کونے میں عروسہ کھڑی تھی۔۔جسے مہروز بیگم کی مرضی سے شیر داد کے لیے منگ کیا گیا تھا بچپن میں۔۔۔

عروسہ نے دُرانہ کو دیکھا تھا۔۔۔ آنکھوں حسد نہیں تھا۔۔۔ بلکہ ایک سرد نظر تھی جو کہہ رہی تھی کہ تم یہاں مہمان ہو، مالک نہیں۔۔۔

دُرانہ نے اسے دیکھا تھا اور نظر ہٹالی تھی۔۔۔ وہ یہاں کسی کو نہیں جانتی تھی۔۔۔ ان سب چہروں سے ناواقف تھی۔۔۔۔

سب نے کی اس سے مصافحہ کیا تھا۔۔ مگر کسی کے انداز میں کوئی گرمجوشی نہیں تھی۔۔۔ سوائے رمشا کے۔۔۔

جو شیر داد کے چچازاد کزن فراز کی بیوی تھی۔۔ اور کافی ہنس مکھ اور باتونی تھی۔۔

اسے پہلی نظر میں ہی درانہ کافی پسند آئی تھی۔۔۔

"اس کا سامان مہمان کمرے میں رکھ دو۔۔"

مہروز بیگم نے ملازمہ کو حکم جاری کیا تھا۔۔۔

مہمان کمرہ۔۔

دُرانہ نے یہ سنا تھا۔۔ باقی سب بھی اپنی جگہ چونک گئی تھیں۔۔ کیا اسے شیر داد خان مہمند کے کمرے میں نہیں بھیجا جائے گا۔۔۔

دُرانہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔۔ وہ ملازمہ کے پیچھے چل دی تھی۔۔۔

وہاں کسی نے اس سے سیدھے منہ بات نہیں کی تھی۔۔۔اسے عجیب بھی نہیں لگا تھا۔۔۔وہ تو اس سے بھی بدتر رویے کی توقع کر کے آئی تھی۔۔۔

مہروز بیگم نے اسے دیکھا تھا۔۔۔کچھ کہنا چاہا تھا مگر رک گئی تھیں۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔ابھی سب کے سامنے نہیں۔۔۔

مگر وہ اس لڑکی پر اس کی حیثیت واضح ضرور کرنے والی تھیں۔۔۔

اور یہ بھی کہ وہ اپنی بہو کا انتخاب خود کر چکی ہیں۔۔۔

یہ لڑکی ان کی بہو کسی قیمت پر نہیں بن سکتی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

زرغونہ بیگم نے خاجستہ کو اندر لے جا کر بٹھایا تھا۔۔۔

"بیٹی، گلالئی۔۔۔انہوں نے بہت کچھ سہا ہے۔۔۔۔ آج پہلی بار مہمند خاندان کے فرد کو یہاں دیکھ وہ برداشت نہیں کر پائی۔۔۔۔"

ان کا لہجہ معذرت خواہ تھا۔ خاجستہ کو وہ باقی سب کی نسبت بہت زیادہ نرم گو لگی تھیں۔۔۔

خاجستہ خاموش تھی۔۔۔

زرغونہ بیگم نے اس کا گال دیکھا تھا۔۔۔ سرخ تھا ابھی بھی۔۔۔

"کچھ چاہیے؟ پانی؟"

انہوں نے نرمی سے پوچھا تھا۔۔۔

"نہیں شکریہ۔۔۔"

خاجستہ نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔

اس نے کمرے میں نظر دوڑائی تھی۔۔۔

یہ نوریان خان نورزئی کا شاہانہ بیڈروم تھا۔۔۔اس میں اس کی موجودگی کا احساس تھا۔۔۔

ایک سخت اور مضبوط آدمی کا کمرہ۔۔۔

میز پر کچھ کاغذات تھے۔۔۔ایک پرانا نقشہ تھا پہاڑی علاقے کا۔۔۔
دیوار پر شکار کی ایک تصویر تھی۔۔۔

خاجستہ نے گال پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ جلن ابھی بھی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔۔ایک، دو، تین۔۔۔ پھر اس
نے انہیں پونچھ دیا تھا۔۔۔

رونا نہیں تھا۔۔۔

اس نے اپنے باپ کو یاد کیا۔۔۔ شیر داد کو یاد کیا۔۔۔

"مضبوط رہنا تھا اسے یہاں۔۔۔"

اس نے خود کو سمجھایا تھا۔۔۔اور بیڈ کراؤن سے سر ٹکاتے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

وہ نوریان خان نورزئی کی بیوی بن چکی تھی۔۔۔اس کا دل ابھی یہ بات قبول نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

آج پھر وہ شخص اس کی ڈھال بن کر اسے محفوظ کر گیا تھا۔۔۔ایک بار پہلے بھی کیا تھا۔۔۔

کیا وہ واقعی اچھا انسان تھا۔۔۔خاجستہ کی آنکھوں کے بند پردے پر اس شخص کا سایہ خود بخود آن ٹھہرا تھا۔۔۔۔

اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول لی تھیں۔۔۔

وہ چاہے جیسا بھی انسان تھا۔۔۔اس کے لیے صرف ایک دشمن تھا۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں بن سکتا تھا۔۔

اس نے خود کو سمجھایا تھا۔۔۔ مگر اس بار خوف سے آنکھیں نہیں موندی تھیں۔۔۔۔۔

رات کے دس بجے تھے جب نوریان خان نورزئی اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

دن بھر کی مصروفیت کی تھکن تھی اس کے چہرے پر۔۔۔قبیلے کے معاملات، آج کے دن کیے جانے والے دو بھاری فیصلے۔۔۔

تھکان تھی مگر وہ تھکان جو مضبوط آدمیوں کو دکھائی نہیں دیتی،
صرف محسوس ہوتی تھی۔۔۔

اس نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔۔۔ اور دروازے میں ہی رک گیا
تھا۔۔۔

اس کی نظریں بیڈ کی جانب اٹھتیں وہیں ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

وہ بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

ابھی تک وہی سرخ لباس پہن رکھا تھا۔۔۔ دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا
تھا۔۔۔

بال ہلکے سے بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ حسین گداز نقوش سے سجے

چہرے پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔۔

اس دودھیا نازک گال کی سرخی اور انگلیوں کے نشان صاف دکھائی

دے رہے تھے۔۔۔

نوریان نے وہ سرخی دیکھی تھی اور اس کی کنپٹی کی رگ ابھر آئی

تھی۔۔۔۔

گرم نگاہوں کی تپش پر گھبرا کے خاجستہ نے بھی اس جانب دیکھا

تھا۔۔۔

اور فوری طور پر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ جلدی سے دوپٹہ اٹھا کر اس نے اپنے گرد لپیٹا تھا۔۔۔ چہرے کی سرخی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"آپ کو دروازہ ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔۔"

بوکھلاہٹ کے عالم میں اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا تھا۔۔

نوریان نے دروازہ بند کر کے اندر داخل ہوتے۔۔۔ حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"یہ میرا کمرہ ہے۔۔۔"

اس نے اس نازک دوشیزہ کو گھورتے اسے جواب دیا تھا۔۔ سفید رنگ کے لباس میں اس کا وجیہہ کسرتی وجود متاثر کن تھا۔۔۔

خاجستہ نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا تھا۔۔۔۔

"تھا۔۔۔"

خاجستہ نے آہستہ سے کہا تھا مگر اس آہستگی میں پوری ایک چٹان کا وزن تھا۔۔۔

نوریان نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ ایک لمحہ۔۔۔

پھر اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ وہ آج کے دن کوئی بحث نہیں

چاہتا تھا۔۔۔

ویسے بھی اسے کبھی کسی کی کہی بات سے کوئی فرق نہیں پڑا

تھا۔۔۔ وہ اپنی مرضی پوری کرنا جانتا تھا۔۔۔۔

وہ اندر آیا تھا اور الماری کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

خاجستہ اسے دیکھتی رہی تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔۔۔ اس شخص کی موجودگی سے

اس کے دل کی حالت غیر سی ہو رہی تھی۔۔۔ ایک ہی کمرہ، تنہائی

اور۔۔۔اور سامنے کھڑا شخص وہ۔۔۔۔جس وہ اور اس کے خاندان والے اپنا سب سے بڑا مجرم مانتے تھے۔۔۔۔

اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔۔۔۔جو بنتی بھی تھی۔۔۔۔اسے تو یہی لگا تھا کہ شاید اپنی انا اور اکڑ میں یہ شخص آج آئے گا ہی نہیں۔۔۔۔

"آپ اسی کمرے میں رہیں گے کیا۔۔۔۔۔"

خاجستہ نے سر سے پھسلتے دوپٹے کو سنبھالتے بمشکل سے سوال پوچھا تھا۔۔۔۔

نوریان نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

خاجستہ کھڑی تھی۔۔۔سیدھی۔۔۔آنکھوں میں وہ چمک جو مہمند خاندان کی عورتوں کو ورثے میں ملتی ہے۔۔۔

"یہ ہمارا کمرہ ہے اب۔۔۔۔"

نوریان نے دہرایا تھا۔۔۔آہستہ۔۔۔جیسے بنا کہے باور کروا دینا چاہتا ہو کہ وہ اس گھر میں جو حیثیت سے آئی ہے۔۔۔۔وہ اب حق رکھتا ہے اس پر۔۔۔۔

"مم مگر۔۔۔۔۔"

خاجستہ نے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔۔مگر وہ اس کی بات وہیں کاٹ گیا تھا۔۔۔۔

"اور ہم دونوں کو اب یہیں رہنا ہے۔۔۔"

نوریان اب کی بار سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں آیا تھا۔۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں کچھ ہوا تھا۔۔۔ وہ کچھ جو اس نے دبا دیا تھا فوری طور پر۔۔۔

وہ صوفے کی طرف گیا تھا اور بیٹھ گیا تھا۔۔۔

ان دونوں کے درمیان واضح اجنبیت تھی۔۔۔ جسے ختم کرنے کی کوشش دونوں طرف سے نہیں کی گئی تھی۔۔۔

خاجستہ نے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس شخص میں اسے غرور اور طاقت کی جھلک واضح طور پر دکھائی دی تھی۔۔۔

"ملک صاحب میں کل شہر آکر اس معاملے میں آپ سے بات کروں گا۔۔۔"

وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔خاجستہ اسے تکے گئی تھی۔۔۔ مغرور تیکھے نقوش کا مالک وہ شخص اس کے دشمن قبیلے کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ اب اس کا شوہر بھی تھا۔۔۔

خاجستہ کو اس سوچ پر ہی کمرے میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس نے بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔ کیا اب اسے اکیلے اس شخص کے ساتھ اسی کمرے میں رہنا تھا۔۔۔

کیا اسے اس ان چاہے شخص کے ساتھ تعلقات قائم کرنے تھے۔۔۔ اسے دیکھ کر تو یہی لگ رہا تھا۔۔۔ کہ وہ حق چھوڑنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔۔

خاجستہ کو اس خیال کے ساتھ اپنے پورے وجود پر چیونٹیاں چلتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔۔

اس کے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔

اس کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے فون پر مصروف اس شخص

نے اچانک سے نظریں اوپر اٹھائی تھیں۔۔۔

نگاہوں کا تصادم ایکدم اور جاندار ہوا تھا۔۔

خاجستہ کا چہرا تپ اٹھا تھا۔۔اس نے گڑبڑاتے نگاہوں کو زاویہ

بدل دیا تھا۔۔۔

مگر اس کے باوجود وہ اس شخص کی نگاہوں کی تپش خود پر محسوس

کرتی رہی تھی۔۔

خاجستہ نے خفگی سے پہلو بدلہ تھا۔۔جو بات اس شخص نے نوٹ

کی تھی۔۔۔۔

نوریان نے فون رکھ دیا تھا۔۔۔

خاموشی تھی کمرے میں۔۔۔وہ خاموشی جو بھاری ہوتی ہے، سانس لینا مشکل کر دیتی ہے۔۔۔

خاجستہ نے ایک بار اس کی طرف دیکھا تھا، پھر فوری نظریں پھیر لی تھیں۔۔۔

یہ شخص اس کا دشمن تھا۔۔۔اس کے ساتھ ایک کمرے کی بند فضا میں اسے گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کی خاطر اٹھ کر کھڑکی کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔شاید باہر کی ہوا میں کچھ سکون ملے۔۔۔

رات کی وادی تو رغر۔۔۔ پہاڑوں کی سیاہ چوٹیاں، دور ندی کی آواز،

اور ستاروں بھرا آسمان۔۔۔

خوبصورت تھا یہ سب۔۔۔ اور خاجستہ کو اس خوبصورتی سے بھی

نفرت ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ یہ خوبصورتی اس کی اپنی نہیں

تھی۔۔۔

ویسی ہی نفرت جیسی اسے اس شخص سے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

باہر ہوا بہت سرد تھی۔۔۔ چند سیکنڈز میں ہی وہ ٹھنڈ سے کانپنے لگی

تھی۔۔۔

اسے اس وقت بھی اپنی پشت پر اس شخص کی نگاہوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"کھڑکی بند کر دو۔۔۔ ٹھنڈ کی شدت بہت زیادہ ہے یہاں۔۔۔ بیمار پڑ سکتی ہو۔۔۔"

پیچھے سے آواز آئی تھی۔۔۔ خاجستہ نے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔

نوریان صوفے پر بیٹھا تھا، لمبی ٹانگیں سامنے پھیلائی ہوئی تھیں، سر پشتے سے ٹکا ہوا۔۔۔ آنکھیں بند تھیں۔۔۔ اس کو دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے بہت زیادہ تھکا ہوا ہو۔۔۔

یہ ان کی شادی کی پہلی رات تھی۔۔۔ مگر نئی زندگی جیسا کچھ نہیں تھا۔۔ دونوں جانب سے دشمنی کا چہرا واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔

جیسے دونوں جانب سے اس شادی کو قبول نہیں کیا گیا ہو۔۔۔

"مجھے ٹھنڈ پسند ہے۔۔۔۔ اتنی کمزور نہیں ہوں میں۔۔۔"

خاجستہ نے سرد لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

اس کا انداز غصے اور نفرت کو واضح کر رہا تھا۔۔۔ وہ شخص اس کی پشت کو گھور کر رہ گیا تھا۔۔

"مجھے آپ کی ہر گز فکر نہیں ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا آپ کو کچھ ہو اور الزام مجھ پر آئے اور اس کا بھگتان میری بہن کو بھگتنا پڑے۔۔۔۔۔۔"

اس شخص کا انداز بھی کم بے حسی بھرا نہیں تھا۔۔

خاجستہ نے لب بھینچ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"اگر بہن کی اتنی فکر تھی تو اسے قربان نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔"

وہ بھی جل کر بولی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے اسے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔۔اس نے

پلٹ کر دیکھا تھا۔۔

وہ اٹھ کر اس کی جانب آ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بے انتہا سرخ

تھیں۔۔

خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

وہ چلتا ہوا اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔خاجستہ پیچھے ہوتی

بالکل کھڑکی سے جا لگی تھی۔۔

وہ اس کے بالکل قریب تھا۔۔اس کے وجود کی دلفریب مہک نے

خاجستہ کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔۔

اس کے اطراف بازو رکھتے وہ اس کے قریب جھکا تھا۔۔۔

اتنا قریب کہ خاجستہ کو اس کی سانسوں کی گرمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔پشت پر کھڑکی کا ٹھنڈا شیشہ تھا اور سامنے۔۔۔

سامنے نوریان خان نورزئی تھا۔۔۔

وہ لمبا، چوڑا دراز قد۔۔۔اس کے قریب آنے سے خاجستہ کو اپنا قد اور بھی چھوٹا لگا تھا۔۔۔مگر اس نے نظریں نہیں جھکائی تھیں۔۔۔ اوپر اٹھائی تھیں اور سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

شہد رنگ آنکھیں۔۔۔جن میں ابھی آگ تھی۔۔۔

خاجستہ کا دل ایک دم سے اتنے زور سے دھڑکا تھا کہ چہرے کی رنگت تپ اٹھی تھی۔۔۔

"میری بہن کے بارے میں دوبارہ یہ لفظ نہیں کہنا۔۔۔"

آواز اتنی آہستہ تھی کہ سنائی مشکل سے دی تھی۔۔۔ مگر اس آہستگی میں وہ بھاری پن تھا جو اونچی آواز سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔۔۔

خاجستہ کا دل ابھی بھی زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ مگر اس نے اپنی پیٹھ سیدھی رکھی تھی۔۔۔

وہ مزید آگے کو جھکا تھا۔۔اتنا کہ اس کی گرم سانسیں خاجستہ کے
کان کی لوح کو چھو گئی تھیں۔۔۔۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر کھڑکی بند کر دی تھی۔۔۔

"اور میرے بھائی کے بارے میں آپ بھی ایسا نہیں کہیں
گے۔۔۔"

جواب آیا تھا۔۔۔کانپتی نہیں، ٹوٹتی نہیں، سیدھی آواز میں۔۔۔

نوریان نے اسے دیکھا تھا۔۔۔

وہ لڑکی جو کانپتے ہونٹوں کے باوجود آنکھیں نہیں جھکا رہی تھی۔۔۔

جس کے گال پر ابھی بھی گلالئی کے تھپڑ کا نشان تھا اور جو پھر بھی

ڈری نہیں تھی۔۔۔

کچھ ہوا تھا نوریان کی آنکھوں میں۔۔۔

وہ آگ جو آئی تھی، اس میں کچھ اور آملا تھا۔۔۔ جسے وہ نہیں پہچان

سکا تھا۔۔۔ یا شاید پہچاننا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

نوریان نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔

اس کی نظریں خاجستہ کے ساکت مگر پر عزم چہرے پر جمی تھیں۔۔۔۔وہ اتنی قریب تھی کہ نوریان اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں اپنا عکس دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنے بازو جو کھڑکی کے گرد جمار کھے تھے۔۔۔آہستہ سے ہٹائے تھے۔۔۔مگر پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔۔

"اگر میرے ہاتھ میں ہوتا تو اپنی بہن پر اس خاندان کی پرچھائی بھی نہ پڑنے دیتا خاجستہ مہمند۔۔۔"

اس نے اس کا نام پہلی بار لیا تھا،۔۔اور وہ نام اس کے مردانہ لہجے میں کسی گونج کی طرح کمرے میں پھیل گیا تھا۔۔۔۔

"یہ ان کے نصیب کا فیصلہ تھا، جسے میں چاہ کر بھی بدل نہیں سکا۔۔۔ اور نہ اس فیصلے کو۔۔۔۔۔۔۔"

اس کا آخری اشارہ ان دونوں کے رشتے کی جانب تھا۔۔۔

خاجستہ نے تلخی سے ہنستے ہوئے اپنا رخ موڑا تھا۔۔۔ یہ شخص کیا سمجھ رہا تھا کہ وہ بہت خوش ہو کر اس رشتے کے لیے مانی ہے۔۔۔۔

اس کے اندر آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔۔۔ وہ شخص اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔

اس کے نگاہیں بدلنے پر۔۔۔نوریان نے اس کی ٹھوڑی کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھو کر اسے دوبارہ اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

اس کا لمس برف کی طرح ٹھنڈا تھا کہ خاجستہ کو اپنے پورے وجود میں ایک آگ اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔"

وہ غصے سے پھنکاری تھی۔۔۔اس کا پورا وجود لرز اٹھا تھا اس لمس پر۔۔۔اس کے اس ہٹ دھرم انداز پر نوریان کی آنکھوں میں ناگواری آن ٹھہری تھی۔۔۔

"ابھی تو میں نے پکڑا ہی نہیں ہے۔۔۔"

نوریان کے لہجے میں ایک عجیب سی کاٹ تھی۔۔۔اس نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور دو قدم پیچھے ہٹ کر اسے خود میں سانس لینے کی مہلت دی تھی۔۔۔

جس کی رنگت اس نزدیکی پر بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔اسے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔۔۔

"اس گھر کے کچھ اصول ہیں۔۔۔پہلا یہ کہ یہاں میری مرضی چلتی ہے، اور دوسرا یہ کہ یہاں دشمنی دیواروں کے باہر چھوڑ کر آنی پڑتی ہے۔۔۔"

اس کی بھاری آواز پھر سے خاجستہ کی سماعتوں میں گونجی تھی۔۔۔

خاجستہ نے اپنے دوپٹے کو سختی سے مٹھی میں بھینچا تھا۔۔۔وہ خود پر
ضبط کر رہی تھی۔۔۔

اس کے اندر عجیب سی تغیں‌انی تھی۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا
کہ وہ اسی پل اس شخص کی نگاہوں سے کہیں اوجھل ہو جائے۔۔۔

"اصول ان کے لیے ہوتے ہیں جو اپنی مرضی سے آتے ہیں۔میں
یہاں قیدی بن کر آئی ہوں۔"

وہ تنک کر بولی تھی۔۔۔وہ اس شخص کے آگے کمزور نہیں پڑنا چاہتی
تھی۔۔۔

نوریان نے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔۔ پھر خاموشی سے مڑا اور بیڈ کی دوسری جانب پڑے اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

جاتے جاتے وہ رکا تھا۔۔۔ خاجستہ کی خائف نگاہیں اس کی مضبوط چوڑی پشت پر تھیں۔۔۔

"آپ قیدی نہیں ہیں محترمہ، نوریان خان نورزئی کی بیوی ہیں۔۔۔ اور یہ بات جتنی جلدی سمجھ لیں گی۔۔ آپ کے لیے اتنی ہی آسانی ہو گی۔"

اس نے گھمبیر بھاری لہجے میں یہ بات باور کروائی تھی اور اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔خاجستہ کو یہ الفاظ سخت زہریلے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر خاجستہ کے تنے ہوئے اعصاب یکدم ڈھیلے پڑ گئے تھے۔۔۔۔

وہ وہیں کھڑکی کے پاس زمین پر ڈھیر ہو گئی تھی۔۔۔اس کا دل ابھی بھی اس کی پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔۔یہ شخص جتنا خاموش تھا، اتنا ہی خطرناک تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں وہ جو 'کچھ' تھا، وہ نفرت سے زیادہ خوفناک تھا

کیونکہ وہ خاجستہ کو کمزور کر رہا تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب نوریان باہر نکلا تو وہ سادہ شلوار قمیض میں ملبوس

تھا۔۔۔ اس کے گیلے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

خاجستہ صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔۔ اس کا وہیں سونے کا ارادہ

تھا۔۔۔ جو بھانپتے نوریان خان نورزئی کے ماتھے پر شکنوں کا جال

بن گیا تھا۔۔۔

"یہ سب زیب نہیں دیتا ایک میاں بیوی کے رشتے کو۔۔۔ آپ کی

جگہ وہاں پر ہے خاجستہ مہمند۔۔۔ وہاں جا کر سوئیں۔۔۔

ابھی میرا اس رشتے کو آگے بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔ہاں مگر جس دن بن گیا۔۔

اس دن آپ کا یہاں سونا بھی کام نہیں آئے گا۔۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا اتنے کھلے عام یہ باتیں کہتا اسے شرم سے سرخ کر گیا تھا۔۔۔اس شخص میں شاید حیا نامی شے کی کمی تھی۔۔۔۔خاجستہ کی رنگت تو تک اٹھی تھی۔۔۔

اس شخص کی ہر بات اتنی دوٹوک اور پاور فل ہوتی تھی کہ اس کے آگے انکار کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔۔۔

خاجستہ اب بیڈ کے ایک کونے پر سمٹ کر بیٹھی تھی، جیسے خود کو اس کے سائے سے بھی بچانا چاہتی ہو۔۔۔

نوریان نے اسے دیکھا، پھر خاموشی سے بیڈ کی دوسری جانب دراز ہو گیا۔۔

اس نے لیمپ بجھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا، مگر پھر رک گیا تھا۔۔

"آپ کو اندھیرے سے ڈر تو نہیں لگتا؟"

اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا تھا۔۔ خاجستہ ایک پل کے لیے چونکی تھی۔۔ اس شخص کو اتنا خیال تھا سہی اس کا۔۔۔

"مجھے کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔ سوائے اس ذلت کے جو اس

رشتے نے مجھے دی ہے۔۔۔"

خاجستہ نے دیوار کو گھورتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔ وہ اس شخص کو

سیدھے جواب دینے کی چاہ ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔

کیونکہ اسے یہ رشتہ نبھانا ہی نہیں تھا۔۔۔

نوریان نے ایک پل کے لیے اسے دیکھا۔۔۔۔

اس کی شہد رنگ آنکھوں کی ناگواری بتا رہی تھی کہ اسے یہ بات

کتنی بری لگی ہے۔۔۔۔ مگر وہ بنا کچھ بولے ایک جھٹکے سے لیمپ

بجھا دیا تھا۔۔۔ کمرے میں تاریکی پھیل گئی تھی۔۔۔

صرف چاند کی ہلکی سی روشنی کھڑکی کے پردوں سے چھن کر آرہی تھی۔۔۔

خاجستہ نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔اس کا دل عجیب سے خوف سے دھڑک رہا تھا۔۔

اسے معلوم تھا کہ یہ رات تو گزر جائے گی، مگر آنے والے دن اور راتیں اس کے صبر اور اس شخص کی ضد کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز تھیں۔۔۔

وہ نوریان خان کی بیوی بن چکی تھی، مگر مہمندوں کی بیٹی نے ابھی ہار نہیں مانی تھی۔۔۔

خاموشی اتنی گہری تھی کہ خاجستہ کو اپنی دھڑکنیں نوریان کی سانسوں کی ترتیب میں گڈمڈ ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

وہ ساکت لیٹی تھی۔۔۔ مگر اس کا پورا وجود بیدار تھا۔۔۔ اسے لگا تھا کہ نوریان سو چکا ہے، مگر اندھیرے میں اس کی آواز دوبارہ ابھری۔۔۔ اس بار پہلے سے کچھ زیادہ سنجیدہ۔۔۔

خاجستہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔۔۔

"گلالئی پھوپھو نے جو کیا۔۔۔ وہ ناقابلِ قبول ہے۔۔۔ انہیں اس کا حساب مل چکا ہے۔۔۔ آپ کے ساتھ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔"

خاجستہ نے چونک کر کروٹ بدلی۔۔۔اندھیرے میں نوریان کا چہرہ صاف نہیں تھا، مگر اس کے کسرتی وجود کا ہیبت ناک سایہ بیڈ پر واضح تھا۔۔

اس کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ گئی تھی۔۔۔اسے اندھیرے سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔ مگر وہ اپنا کوئی بھی خوف اس شخص کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اس شخص کے کہے الفاظ اسے حیران کر گئے تھے۔۔۔وہ یہ کیسی بات کر رہا تھا۔۔۔

وہ اس کی خاطر اپنی پھوپھو سے الجھ کر آیا تھا۔۔ایک دشمن کی بیٹی کی خاطر۔۔۔وہ اس بات پر یقین نہیں کر پائی تھی۔۔

"حساب؟"

خاجستہ کے لہجے میں طنز ابھرا تھا۔۔اسے اس شخص کی منطق سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

"آپ یہ سب دکھاوے کے لیے کر رہے ہیں۔۔"

وہ دبی دبی آواز میں بولی۔۔۔

"تاکہ میں آپ کی احسان مند ہو جاؤں؟؟ اور آپ کو اپنے دشمن کی جگہ خیر خواہ ماننے لگوں۔۔؟"

نوریان اندھیرے میں ہلکا سا ہنسا، ایک خشک اور بے تاثر ہنسی۔۔۔۔

"آپ کو کیا لگتا ہے نوریان خان کو کسی کو اپنا احسان مند بنانے کی ضرورت ہے؟ میں صرف وہ کر رہا ہوں جو ایک 'شوہر' کو کرنا چاہیے۔۔۔چاہے وہ رشتہ مجبوری کا ہو یا دشمنی کا۔۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر کمبل کا ایک سرا خاجستہ کی طرف کر دیا۔۔۔۔

وہ اتنی ٹھنڈ میں بغیر لحاف کے لیٹی تھی۔۔۔ یہ بات اس شخص نے نوٹ کر لی تھی۔۔۔

"سو جائیں اب۔۔۔ کل صبح سے آپ اس حویلی کے طور طریقے اپنانے ہوں گے۔۔۔ وہاں زبان نہیں، ضبط آپ کا ہتھیار ہونا چاہیے۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز گونجی تھی۔۔

خاجستہ نے کمبل کو چھوا تک نہیں تھا۔۔۔۔ وہ ویسے ہی سمٹی رہی تھی۔۔۔

رات ڈھلتی رہی تھی۔۔۔کمرے کی کھڑکی سے اب چاندنی رخصت ہو رہی تھی اور سردی کی لہر دیواروں سے چھن کر اندر آ رہی تھیں۔۔۔

خاجستہ کو ٹھنڈ لگنے لگی تھی،اس کے دانت بجنے لگے۔اس نے آہستہ سے،بہت احتیاط سے نوریان کی طرف دیکھا۔وہ خاموش لیٹا تھا،شاید سو گیا تھا۔۔

مجبوراًاس نے وہی کمبل آہستہ سے اپنے اوپر کھینچ لیا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس نے کمبل اوڑھا، اسے نوریان کے وجود کی مخصوص خوشبو محسوس ہوئی تھی۔۔۔ایک عجیب سی تپش اس کے پورے بدن میں دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

وہ دشمن تھا، وہ قاتل تھا، وہ نورزئی تھا۔۔۔ مگر اس وقت، اس بھاری خاموشی میں، وہ صرف ایک پناہ گاہ لگ رہا تھا۔ خاجستہ نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر لیں، جیسے خود کو اس سوچ سے روکنا چاہتی ہو۔۔۔

پھر اچانک، اندھیرے میں ایک مضبوط ہاتھ حرکت میں آیا۔

نوریان نے نیند میں یا شاید ہوش و حواس میں، اپنا ایک بازو خاجستہ

کے گرد حائل کر دیا تھا۔۔۔ جیسے اسے سردی سے بچا رہا ہو یا دنیا

سے چھپا رہا ہو۔۔۔

خاجستہ کا سانس حلق میں اٹک گیا۔ اس کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ

اسے لگا نوریان کو سنائی دے جائے گا۔۔۔

وہ اس کے لمس سے دور ہٹنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر اس کے جسم میں

جیسے سکت ختم ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اس آہنی گرفت میں خود کو قید

بھی محسوس کر رہی تھی اور۔۔۔ ایک عجیب سے سکون میں

بھی۔۔۔

جس پر وہ بے یقینی کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

اس کی بھاری ہاتھ خاجستہ کے پیٹ پر پڑا تھا۔۔۔جسے وہ ہلا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔وہ اب مکمل طور پر کمبل میں تھی۔۔۔اسے اب ٹھنڈ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

مگر اس کے چہرے کی رنگت خطرناک حد تک سرخ تھی۔۔۔وہ یہی اندازہ نہیں لگا پائی تھی کہ وہ جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے۔۔۔ہاں مگر اس کی گرم سانسیں اپنے گردن کے قریب محسوس کرتے خاجستہ مارے خوف وحیا کے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔۔

وہ اپنا سانس تک روک گئی تھی۔۔۔۔اسے ابھی تک اس شخص کے مزاج کی سمجھ نہیں تھی۔۔ہاں مگر اس کا رعب پہلے ہی دن اسے

خود پر محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔وہ بنا غصہ دکھائے بھی بہت خطرناک سا لگتا تھا۔۔۔

عجیب رعب دار شخصیت اور رکھ رکھاؤ تھا اس کا۔۔۔

تورغر کی یہ پہلی رات، دشمنی اور چاہت کے مابین ایک ایسی لکیر کھینچ گئی تھی جسے مٹانا اب کسی کے بس میں نہیں تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وادی تورغر کی سنگلاخ چٹانوں پر رات کا سیاہ آنچل پھیل چکا تھا۔ فضا میں موجود خنکی جسموں کو نہیں، روحوں کو جھلسا دینے والی تھی۔

مہمند حویلی کے مردانہ خانے میں شیر داد مہمند اکیلا بیٹھا تھا،

اس کی نظریں سامنے دیوار پر لگی اس پرانی تلوار پر جمی تھیں جو نسلوں کی دشمنی کی گواہ تھی۔

قبیلے کے کچھ بزرگوں سے بات ہوئی تھی، ایک پرانا معاملہ تھا۔۔۔

مگر اس کا ذہن آج یہاں نہیں تھا۔۔۔

اس کا ذہن نورزئی حویلی میں تھا۔۔۔ وہاں اس کی بہن تھی۔۔۔

خاجستہ۔۔۔

وہ نازک سی لڑکی آج نورزئیوں کی حویلی میں تنہا تھی۔ کیا اسے وہاں عزت ملے گی؟ کیا نوریان خان بدلے کی آگ میں اسے کوئی تکلیف

تو نہیں دے گا؟ ان خیالات نے شیر داد کے چہرے پر تناؤ پیدا کر

دیا تھا۔

نجانے اسے وہاں کیسے رکھا جائے گا۔۔۔ کس حال میں ہو گی

وہ۔۔۔

اگر وہاں اس کے ساتھ برا سلوک کیا جا رہا ہو تو۔۔

اس سوچ کے ساتھ ہی اس کی مٹھیاں سختی سے بند ہوئی تھیں۔۔۔

"خاناں بڑی بی بی جی بلا رہی ہیں آپ کو۔۔۔۔"

ملازمہ نے اس کے پاس آتے بتایا تھا۔۔۔جس کے ساتھ ہی اسے بھی ہوش آیا تھا۔۔۔وہ نجانے کتنی دیر سے یہاں بیٹھا تھا۔۔۔

سب لوگ اپنے کمروں میں سونے جا چکے تھے۔۔۔

وہ اٹھا تھا اور زنان خانے کی طرف گیا تھا۔۔۔اس کے دماغ سے اس وقت یہ بات تو نکل ہی چکی تھی کہ آج کوئی لڑکی اس کے نام پر اس گھر میں بھی آئی تھی۔۔۔

مہروز بیگم دروازے پر کھڑی تھیں۔۔۔

زنان خانے کا ماحول سوگوار تھا۔ مہروز بیگم، جن کا رعب پورے قبیلے میں مانا جاتا تھا، آج ایک ڈھیر ہوئی ماں کی صورت دروازے پر کھڑی تھیں۔۔۔۔

ان کی سرخ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کتنی دیر سے آنسو بہا رہی ہیں۔۔۔۔

"مورے۔۔۔"

شیر داد نے آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا تھا۔۔۔

"میری خاجستہ۔۔۔ میری بچی وہاں ہے۔۔۔ ان نورزئیوں کے گھر میں۔۔۔ شیر داد میں کیسے رہوں۔۔۔ میری خاجستہ، شیر داد! وہ ان

بھیڑیوں کے درمیان ہے۔ نوریان اسے زندہ چھوڑے گا؟ وہ تو بدلہ لینا جانتے ہیں۔ میری بچی نے کچھ کھایا بھی ہو گا؟"

اس کے سینے سے لگتے انہوں نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

"مورے وہ ٹھیک ہو گی۔۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہوا ہو گا۔۔۔ ہم نے ان کی بیٹی کو یہاں لا کر ان کے ہاتھ باندھ دیے ہیں۔ وہ خاجستہ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔"

اس نے انہیں دلاسا دیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کا اپنا دل بہت بے چین تھا۔۔۔

"تم نہیں جانتے۔۔۔تم نہیں سمجھتے۔۔۔ماں کا دل کیا ہوتا ہے۔۔۔
میری بیٹی نے کچھ کھایا ہو گا؟سوئی ہو گی؟وہاں اسے کوئی تکلیف تو
نہیں دے رہا؟"

شیر داد خاموش رہا تھا۔۔۔اس نے ان کے گرد مضبوط حصار رکھا
تھا۔۔۔

مہروز بیگم نے رو کر آنکھیں پونچھی تھیں۔۔۔

پھر اچانک ان کے چہرے پر کچھ بدلا تھا۔۔۔وہ سیدھی ہوئی
تھیں۔۔۔

"شیر داد۔۔۔وہ لڑکی۔۔۔وہ نورزئی جو آئی ہے۔۔۔میں نے اسے مہمان کمرے میں رکھا ہے۔۔۔"

شیر داد نے ماں کو دیکھا تھا۔۔۔

"وہ تمہارے کمرے میں نہیں جائے گی۔۔۔"

مہروز بیگم کی آواز میں وہ سختی تھی جو ایک ماں کے دل کے درد سے آتی ہے۔۔۔

"زرینہ جائے گی تمہارے کمرے میں۔۔۔کل ہی تم زرینہ سے نکاح کرو گے۔۔۔اسے اپنی بیوی کا مقام دو گے۔۔۔یہ نورزئی۔۔۔ یہ میری بہو نہیں ہے۔۔۔نہ کبھی ہو گی۔۔۔"

وہ سخت لہجے میں بولی تھیں۔۔۔ان کے انداز میں درانہ کے لیے واضح نفرت تھی۔۔۔

شیر داد نے ان کی بات سنتے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔اس لڑکی کا عکس ایک دم سے آنکھوں میں آن ٹھہرا تھا۔۔۔

وہ لڑکی جو دشمن کی بیٹی اور اب اس کی بیوی تھی۔۔۔

اس لڑکی کے لیے اس کے دل میں معمولی سا احساس بھی نہیں تھا۔۔۔بس یہی بات دماغ میں تھی کہ وہ اس کے نکاح میں تھی۔۔۔

اس کے نام سے اس گھر میں آئی ہے۔۔۔

"مورے۔۔۔"

اس نے انہیں دونوں کندھوں سے تھامتے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔

"نہیں شیر داد۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں اس لڑکی کو قبول نہیں کر سکتی۔۔۔

جن کے خاندان نے ہمارے خاندان کا خون بہایا ہے۔۔۔ تمہارے ماموں گئے، تمہارے کزن گئے۔۔۔ تمہاری بہن گئی ہے آج ان کے گھر۔۔۔ اور میں اس کی بہن کو اپنے گھر میں بہو بنا کر رکھوں؟ یہ نہیں ہو گا۔۔۔

مجھ سے یہ نہیں ہو گا۔۔۔ اتنا بڑا ظرف نہیں ہے مجھ میں۔۔۔"

وہ اس وقت بہت عجیب کیفیت کا شکار تھیں۔۔۔ان کی دونوں

اولادیں ایک ساتھ قربان ہوئی تھیں۔۔۔

"مورے۔۔۔ سنیں ایک بات۔۔۔"

شیر داد نے ماں کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ مضبوطی سے مگر محبت سے۔۔۔

وہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"میری طرف دیکھیں۔۔۔"

مہروز بیگم نے آنکھیں اٹھائی تھیں۔۔۔

شیر داد کا چہرہ سامنے تھا۔۔۔وہی چہرہ جو ہمیشہ سخت رہتا تھا مگر آج

اس میں ایک درد تھا جو چھپ نہیں رہا تھا۔۔۔

"آپ کہتی ہیں کہ وہ لڑکی میرے کمرے میں نہیں جائے گی۔۔۔

اس کی جگہ زرینہ جائے گی۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔مان لیتا ہوں میں یہ

بات۔۔۔"

مہروز بیگم کے چہرے پر ہلکا سا سکون آیا تھا۔۔۔

"مگر مورے۔۔۔اِدھر یہ ہو گا تو اُدھر وہاں کیا ہو گا۔۔۔"

مہروز بیگم کے ماتھے پر شکن آئی تھی۔۔۔

"وہاں۔۔۔؟"

انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے بیٹے کے وجیہہ چہرے کو دیکھا تھا۔

"وہاں نوریان خان نورزئی بھی یہی سوچے گا نا امی؟ کہ میری بہن اس گھر میں کچھ نہیں ہے۔۔۔ تو پھر اس کی بہن بھی اس گھر میں کچھ نہیں ہو گی۔۔۔ کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔"

مہروز بیگم کا رنگ اڑ گیا تھا۔۔۔

"خاجستہ۔۔۔"

ان کے لبوں سے ہولے سے نکلا تھا۔۔۔

"ہاں خاجستہ۔۔۔"

شیر داد کی آواز بھاری تھی۔۔۔

"یہ وٹہ سٹہ ہے۔۔۔ ہم نے ان کی بیٹی رکھی ہے، انہوں نے ہماری رکھی ہے۔۔۔ اگر میں نے ان کی بیٹی کو تکلیف دی تو ادھر خاجستہ کو تکلیف ملے گی۔۔۔ اگر میں نے ان کی بیٹی کی بے عزتی کی تو ادھر۔۔۔"

وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ مہروز بیگم کا دل جیسے رکنے لگا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ سے ڈرتی تھیں ان دشمنیوں سے۔۔۔ آج وہی ہوا تھا جس کا

ہمیشہ سے ڈر رہتا تھا انہیں۔۔۔

ان کے دونوں بچوں کی خوشیاں برباد ہو گئی تھیں۔۔۔

"بس بس۔۔۔"

مہروز بیگم نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔۔۔

ان کی آنکھوں سے پھر آنسو نکلے تھے۔۔۔

شیر داد نے انہیں آہستہ سے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

"امیں جانتا ہوں آپ کا درد کیا ہے۔۔۔میں بھی یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ مگر خاجستہ کی سلامتی میرے لیے سب سے پہلے ہے۔۔۔اگر یہاں ٹھیک رہا تو وہاں خاجستہ ٹھیک رہے گی۔۔۔یہ ہماری مجبوری ہے مورے۔۔۔"

مہروز بیگم دیر تک روتی رہی تھیں۔۔۔

شیر دادا نہیں تھامے بیٹھا رہا تھا۔۔۔

پھر آہستہ سے انہوں نے سر اٹھایا تھا۔۔۔

"شیر داد۔۔۔اس لڑکی کے ساتھ کوئی تعلق مت بنانا۔۔۔نہ دل لگانا اس سے۔۔۔وہ دشمن ہے۔۔۔دشمن ہی رہے گی۔۔۔بس رکھنا ہے اسے، اور کچھ نہیں۔۔۔"

شیر داد نے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔اس نے اس بارے میں کچھ سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔نہ وہ کچھ سوچنا چاہتا تھا۔۔۔

"آپ اب آرام کریں۔۔۔خاجستہ ٹھیک ہو گی وہاں۔۔۔"

ان کی پیشانی پر بوسہ دیتا وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔

مہروز بیگم وہاں بیٹھی رہی تھیں۔۔۔ آنکھیں بند تھیں۔۔۔ انہوں نے شیر داد کو بتادیا تھا کہ درانہ کو انہوں نے اس کے کمرے میں نہیں بھیجا۔۔۔

شیر داد نے ملازمہ کو بلایا تھا۔۔۔

"دُرانہ بی بی کو کہو کہ۔۔۔"

وہ رکا تھا۔۔۔

کہتا کیا؟ کمرے میں آؤ؟ مگر کس کمرے میں؟ اپنے کمرے میں بلانا اس وقت ٹھیک نہیں تھا۔۔۔

"کہو کہ کھانا کھایا؟ اگر نہیں کھایا تو لے کر جاؤ۔۔۔"

ملازمہ سر اثبات میں ہلاتے آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تھی۔۔۔

"خاناں بی بی جی نے کہا ضرورت نہیں۔۔۔"

شیر داد نے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"کھانا لے کر جاؤ اور رکھ آؤ۔۔۔۔۔ مرضی ان کی۔۔۔"

ملازمہ اس کے انداز میں فکر دیکھ مسکراتے ہوئے گئی تھی۔۔۔ اپنے خاناں کو وہ پہلی بار ایسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ الجھا ہوا۔۔۔بے چین اور پریشان۔۔۔۔

رات کے گیارہ بجے شیر داد نے خود مہمان کمرے کے دروازے کے باہر آکر دستک دی تھی۔۔۔

دُرانہ نے آواز سنی تھی۔۔۔

اس نے آنکھیں پونچھی تھیں، سیدھے بیٹھی تھی، پھر پوچھا تھا۔۔۔

"کون ہے؟"

مترنم سی آنسوؤں میں بھیگی دلکش نسوانی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"شیر داد۔۔۔"

بھاری گھمبیر انداز میں لیے جانے والے اس نام پر دُرانہ کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکے تھے۔۔۔

"کیا بات ہے؟"

وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔اس کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔یہ شخص رات کے اس پہر اس کے کمرے میں کیوں آیا تھا۔۔۔

ماں نے مہمان خانے میں بھیج دیا تھا اسے۔۔اور بیٹے کو اچانک سے طلب ہونے لگی تھی اس کی۔۔

"دروازہ کھولو۔۔۔"

کشادہ پیشانی پر شکنوں کے جال بن گئے تھے۔۔ باہر ملازم ابھی جاگ رہے تھے۔۔۔ اسے یوں دروازے پر کھڑے رہنا اچھا میں لگ رہا تھا۔۔۔

"بات ایسے بھی ہو سکتی ہے۔۔۔"

درانہ کھولنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں رکھتی تھین۔۔ باہر خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

"دُرانہ نورزئی۔۔۔"

اس نے نام لیا تھا۔۔۔ سرد لہجے میں۔۔۔ درانہ کی گھبراہٹ بڑھ گئی تھی۔۔۔ یہ شخص اس وقت کیا چاہتا تھا۔۔

اس کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"دروازہ کھولو۔۔۔"

دُرانہ آگے بڑھی تھی۔۔۔ اور کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

شیر داد باہر کھڑا تھا۔۔۔ سیاہ لباس۔۔۔ کندھوں پر چادر۔۔۔ چہرے پر تھکان۔۔۔ مگر آنکھوں میں وہ سرخی جو بے خوابی سے آتی ہے یا غصے سے۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔۔وہ بالکل دروازے کے سامنے ایسے تن کر کھڑی تھی۔۔۔جیسے اسے ہر گز اندر نہیں آنے دے گی۔۔۔

درانہ مہرون رنگ کے سادہ لباس میں تھی، بال بکھرے ہوئے تھے اور چہرہ آنسوؤں سے دھلا ہوا، جیسے چاند بادلوں سے نکل کر سامنے آگیا ہو۔

شیر داد نے ایک لمحہ اس کے حسن کو دیکھا، پھر اپنی نظریں جھکا لی تھیں۔۔۔۔

"کھانا کھالیا؟"

وہ یہ سوال کرے گا درانہ کو امید نہیں تھی۔۔اس نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا وہ اب چلا جائے گا۔۔ مگر اس شخص نے اس کے گلابی چہرے اور بھیگی آنکھوں کو گھورتے اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے تھے۔۔۔

دُرانہ گھبرا کر الٹے قدموں پیچھے ہوئی تھی۔۔۔وہ اسے روکنا چاہتی تھی مگر ان مغرور تیکھے نقوش میں کچھ ایسا تھا کہ وہ نہیں کر پائی تھی۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے اس نے پلٹ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔۔۔

درانہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

اس کے چہرے کی سرخی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"کک کیا کرنے لگے ہیں آپ۔۔۔؟؟"

کیا یہ شخص اس کا شوہر بن کر اپنا دھونس جمانے اور پہلی رات کا حق وصول کرنے آیا تھا۔۔

اس سوچ کے ساتھ ہی وہ لرزنے لگی تھی۔۔۔ جبکہ اس کے کپکپاتے سوال پر شیر داد نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ لباس تبدیل کر چکی تھی۔۔۔ مہرون رنگ کے گرم لباس میں ہم رنگ شاک اوڑھے جسے اس نے کندھوں کے گرد پھیلا رکھا تھا۔۔

نازک دلفریب سراپا۔۔ بے انتہا دودھیا چہرا۔۔۔ معصوم دلکش نقوش۔۔۔ گلابی گدازپن جو اس کے نسوانی حسن کو مزید بڑھا رہا تھا۔۔

سنہری بالوں کی لٹیں اس کے چہرے کے گرد بکھری ہوئی تھیں۔۔ بادلوں سے جھانکتے چاند سے تشبیہ دے رہا تھا وہ حسین مکھڑا۔۔۔

وہ ہر طرح کے میک اپ اور آرائش سے پاک تھی۔۔۔نہ کسی شے کی ضرورت تھی اسے۔۔

وہ قدرتی حسن سے مالامال تھی۔۔اس شخص کی ایک ڈالی گئی سرسری نظر اس رعنائیاں بکھیرتے وجود سے بری طرح الجھ گئی تھی۔۔۔

درانہ کی رنگت تپ اٹھی تھی۔۔۔اس نے جلدی سے اپنا رخ بدل دیا تھا۔۔۔

اس شخص کے دیکھنے کا انداز بہت عجیب سا تھا۔۔۔وہ اندر تک کانپ اٹھی تھی۔۔

کیوں آیا تھا یہ شخص یہاں۔۔۔اس نے اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتے وہاں سے پلٹنا چاہا تھا۔۔

جب وہ اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتا اسے اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔۔

درانہ اس افتاد کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

وہ سیدھی اس شخص کے مضبوط سینے سے جا ٹکرائی تھی۔۔۔

درانہ نے گھبراکر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اسی لمحے شیر داد نے بھی نگاہیں جھکائی تھیں۔۔ان دونوں کے چہرے اس پل ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔۔۔۔

اس شخص کی گہری مقناطیسی نگاہوں درانہ کی نگاہوں کو جکڑ گئی تھیں۔۔ وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔

شیر داد کی گرم سانسیں اس کے چہرے سے ٹکرانے لگی تھیں۔۔

شیر داد نے اس کی ٹھوڑی کو اپنی گرفت میں لیا تھا اور اس کا چہرا تھام کر اونچا کیا تھا۔۔۔

اب وہ اس کے پہلے سے زیادہ بھی قریب تھا۔۔۔

درانہ نے پیچھے ہونا چاہا تھا مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔

اس نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کی تھی مگر شیر داد بازو کو اس کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔

"دُرانہ نورزئی۔۔۔میں اس وقت تمہیں ایک بات سمجھانے آیا ہوں۔۔جو دوبارہ کبھی نہیں کہوں گا میں۔۔۔کیونکہ مجھے اپنی بات دوہرانے کی عادت ہرگز نہیں ہے۔۔۔۔"

اس کے بازو چادر کے اندر سے اپنی کمر پر محسوس کرتے درانہ کا دل بہت زور سے دھڑکا اٹھا تھا۔۔۔

اس نے مزاحمت کرتے اس گرفت کو ہٹانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر وہ گرفت مزید مضبوط ہوگئی تھی۔۔۔۔

دُرانہ نے بے انتہا سرخ پڑتے چہرے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"اس گھر میں جو بھی ہو گا۔۔ وہ باہر نہیں جانا چاہیے۔۔۔ کوئی بھی خبر لیک نہ ہو۔۔۔ میری پوری کوشش ہو گی تمہارے ساتھ اس گھر میں اچھا رویہ رکھا جائے۔۔

لیکن اگر کبھی کچھ ہو جاتا ہے تو وہ باہر نہ جائے۔۔۔ اس گھر کی کوئی بھی بات اگر نورزئی قبیلے تک پہنچی تو یاد رکھنا۔۔۔ تم شیر داد مہمند کا اصلی روپ دیکھو گی۔۔۔۔ ابھی میں تم سے بہت اچھے سے پیش آرہا ہوں۔۔۔ لیکن اگر تم نے کچھ اونچ پنچ کی جس سے وہاں اس گھر میں میری بہن کو تکلیف پہنچی۔۔

تو یاد رکھنا میں بہت برا انسان ہوں۔۔۔ تم پھر ساری زندگی اس

برے انسان سے چھٹکارا نہیں پا سکو گی۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اس کے بہت قریب جھکا اسے سرد و سنگین لہجے میں وارن کرتا

انتہائی معنی خیز دھمکی دے گیا تھا۔۔۔

درانہ کی رنگت مارے شرم کے تپنے لگی تھی۔۔۔

وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی اس شخص کی باتوں کا مفہوم۔۔۔

اس کے وجود کی کپکپاہٹ مقابل بہت اچھے سے محسوس کر سکتا

تھا۔۔۔ ایک اندر تک اتر جانے والی گہری بھرپور نگاہ اس پر ڈالتا وہ

پیچھے ہٹا تھا۔۔۔

درانہ کی رنگت ناقابلِ یقین حد تک تپنے لگی تھی۔۔۔اس شخص نے جیسے ہی آزاد کیا وہ مزید دور جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے اس وقت آگ نکل رہی تھی۔۔۔جو شیر داد نے ضرور محسوس کی تھی۔۔۔

"مسٹر شیر داد خان مہمند آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے کہ میں کتنی نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔۔اور آپ کے اس خاندان سے۔۔۔۔

جسے قتل و غارت کے سوا کچھ آتا ہی نہیں ہے۔۔مجھے دھمکیاں دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔میرا بھائی اور میرے گھر والے آپ کے جیسے ہرگز نہیں ہیں۔۔۔

آپ چاہے مجھے مار بھی دیں میرا بھائی آپ کی بہن پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔۔۔

نہ وہ آپ کے جیسا وحشی ہے۔۔۔۔نوریان خان نورزئی اچھے سے جانتا ہے کہ کون کتنا قصوروار ہے اور کسے کتنی سزا دینی ہے۔۔۔"

درانہ نے اپنی کلائی سہلاتے کہا تھا۔۔۔جسے اس شخص نے اتنی دیر سے بے دردی سے پکڑے رکھا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے کناروں پر نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

شیر داد نے ان جھیل سی گہری آنکھوں میں شبنم کے قطروں کو امڈتے دیکھا تھا۔۔

اور پھر اس سرخ ہوئی کلائی کو۔۔۔ اسے ایک دم سے پیشمانی ہوئی تھی کہ کیا اسے ایسے پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک گیا تھا۔۔ دشمنوں سے ہمدردی نہیں جتائی جاتی تھی۔۔۔

یہ لڑکی اس سے نفرت کا اظہار کر رہی تھی۔۔۔ اس کے دل میں بھی کوئی نرم گوشہ نہیں تھا۔۔

"کل سے تم میرے کمرے میں رہو گی۔۔۔"

وہ جاتے جاتے رکا تھا۔۔۔

"مجھے یہیں رہنا ہے۔۔۔"

اس کی چوڑی پشت کو گھورتے درانہ نے کہا تھا۔۔۔وہ سرد نگاہوں سے اسے گھورتے پلٹا تھا۔۔۔

"یہ میری حویلی ہے یہاں ایسے نخرے نہیں چلیں گے۔۔۔"

طنز کیا گیا تھا۔۔۔دُرانہ کو یہ شخص زہر سے بھی زیادہ برا لگ رہا تھا۔۔۔

"مجھے نخرے دکھانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ میں یہاں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔"

وہ اس کے ساتھ ایک کمرے میں نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔

شیر داد نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میری حویلی میں جو بھی ہے۔۔۔ اس کی ذمہ داری میری ہے۔۔۔ تمہاری اس ضد کے باعث اگر کچھ الٹا سیدھا ہوا تو اس کی زمہ داری پھر تم پر ہی ہو گی۔۔۔"

یہ جملہ سن کر دُرانہ کے چہرے پر کچھ آیا تھا۔۔۔

اس نے شیر داد کو دیکھا تھا۔۔۔اس مضبوط چہرے کو، ان سرخ آنکھوں کو، ان تنے ہوئے کندھوں کو۔۔۔

یہ آدمی بھی آج اتنا ہی درد میں تھا جتنا وہ تھی۔۔۔

اس کی بہن گئی تھی آج۔۔۔اس کی خاجستہ۔۔۔

دُرانہ نے یہ سوچا تھا اور پھر فوری یہ سوچ ہٹا دی تھی۔۔

اس نے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔باہر کچھ لمحے خاموشی تھی۔۔۔

پھر قدموں کی آواز دور ہوئی تھی۔۔۔

دُرانہ نے دروازے کو اندر سے لاک کیا تھا۔۔۔

لاک۔۔۔

مضبوطی سے۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اسے آنے کا ارادہ نہیں تھا۔۔۔ مگر پھر بھی اس نے لاک کیا تھا۔۔۔

شاید یہ لاک دروازے کا نہیں تھا۔۔۔

شاید یہ لاک اس نے اپنے دل پر لگایا تھا۔۔۔

شیر داد واپس اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔ جن میں اس وقت عجیب سا احساس تھا۔

وہ اپنے رشتوں میں انصاف سے چلنے کا عادی تھا۔۔ مگر یہ کیسے رشتے

میں بندھ گیا تھا وہ۔۔۔

جسے وہ نبھانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ دشمن کی بیٹی تھی۔۔ کبھی اس کی

نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

ان کے قبیلوں میں نفرتوں کی آگ بہت گہری ہوتی تھی۔۔۔ اتنی

آسانی سے نہیں مٹتی تھی۔۔۔

مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ اس لڑکی سے اس کا بہت مضبوط رشتہ جڑ

چکا تھا۔۔۔

باہر وادی تورغر کی رات تھی۔۔۔ سرد، گہری۔۔۔

اور اس سرد رات میں ایک لڑکی مہمان کمرے میں بند تھی۔۔۔

اندر سے لاک کیا ہوا کمرہ۔۔۔

اور ایک شخص اپنے خالی شاہانہ کمرے میں تھا۔۔۔ دونوں ایک ہی

چھت کے نیچے تھے۔۔۔

دونوں کے درمیان فاصلہ ایک دروازے کا تھا۔۔۔ مگر وہ فاصلہ

دروازے سے نہیں ماپا جاتا تھا۔۔۔

وہ خون سے ماپا جاتا تھا۔۔۔ بارہ سال کے خون سے۔۔۔

پہاڑوں نے یہ سب دیکھا تھا۔۔۔ دو حویلیاں، چار لوگ۔۔۔

نفرت کی دیواریں ابھی کھڑی تھیں۔۔۔ مضبوط، بے رحم۔۔۔

مگر پہاڑ بھی جانتے تھے کہ پتھر ہمیشہ نہیں رہتے۔۔۔

پانی راستہ نکال لیتا ہے۔۔۔ چاہے کتنی بھی دیر لگے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

صبح کی پہلی کرن نورزئی حویلی کی اونچی دیواروں کو چھو کر اندر اتر آئی تھی۔۔۔

کمرے میں سردی کا احساس ابھی بھی باقی تھا۔ مگر بیڈ پر بیچارگی کی لہر خاجستہ کے وجود میں اتر رہی تھی۔۔۔

خاجستہ نے آنکھیں کھولیں تو بے ساختہ اس کی نگاہیں ساتھ والے تکیے پر ٹھہر گئی تھیں۔۔

نوریان وہاں نہیں تھا۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔رات کا پچھلا پہر اسے ابھی بھی یاد تھا۔۔۔

اس شخص کا وہ سرد، مگر مالکانہ انداز۔۔۔

وہ بازو جو اس کے گرد حائل تھا۔۔ جس نے اسے اپنی قید میں محسوس کروایا تھا۔۔

اس کے چہرے پر رنگوں کی آمیزش ہوئی تھی۔۔۔

اس شخص کے تصور سے ہی دل بہت زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔

اسے اپنا آپ کسی کی جاگیر لگنے لگا تھا۔۔۔اس نے مٹھی بھینچ لی تھی۔۔۔

"خود کو کیا سمجھتا ہے وہ؟"

اس نے دبی آواز میں خود سے کہا تھا۔۔۔

"یہ قربت؟ یہ دھمکیاں؟ یہ احساسِ ملکیت؟ میں اس کے رعب میں نہیں آؤں گی۔۔۔ سردار ہو گا وہ نورزئیوں کے لیے۔۔۔ میں مہمند ہوں۔۔۔

کبھی وہ نہیں کروں بھی جو وہ مجھ سے چاہتا ہے۔۔۔ اسے لگتا ہے میں اس کی بیوی بن کر اس کی جاگیر بن کر اس کے تابع رہوں گی۔۔۔ تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔"

وہ کل رات کی خفت مٹانے کی خاطر اپنے آپ سے ہی الجھ رہی تھی۔۔۔۔

نوریان خان نورزئی کے زرا سے لمس نے اس کے اندر جو طوفان برپا کیا تھا۔۔ وہ اسے ہی دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اس نے خود کو آئینے میں دیکھا تھا۔۔۔

وہی مہمند خاندان کی بیٹی، جس کے اندر کی آگ ابھی سرد نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

اسے یہ احساس ہوا کہ نوریان شاید یہ سمجھ رہا ہے کہ اسے ڈرا دھمکا کر یا اپنی قربت کا عادی بنا کر وہ اسے اپنے مطابق چلائے گا۔۔۔

تو یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی۔۔۔ وہ یہاں دشمنی کے خاتمے کے طور پر بھیجی گئی تھی۔۔۔

مگر اس کے دل سے ابھی اس دشمنی کا خاتمہ نہیں ہو پایا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے بہت سارے قبیلے والوں کی لاشیں اب بھی واضح تھیں۔۔۔

اس کے اپنے۔۔۔جو جینے کی خواہش رکھتے تھے۔۔۔وہ منہ مٹی تلے دے کر قبر میں جا سوئے تھے۔۔۔

وہ کم از کم اس شخص کی راحت کا سماں تو کبھی کسی قیمت پر نہیں بننے والی تھی۔۔۔۔

خاجستہ مہمند کا دل نوریان خان نورزئی کے لیے لوہے کا تھا۔۔۔۔

جسے پگھلانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔

وہ ابھی اسی سوچ میں گم تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔۔۔

"اندر آسکتی ہوں بیٹی؟"

یہ آواز نرم اور مانوس سی تھی۔۔۔ زرغونہ بیگم دروازے میں کھڑی اپنی ہی حویلی کے ایک کمرے میں آنے کے لیے اس کی اجازت طلب کر رہی تھیں۔۔۔

خاجستہ جس کی آنکھیں اس وقت نمی اور نفرت سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔ اس نے فوراً خود کو سنبھالا تھا۔۔۔

"جی آئیں۔۔۔۔"

زرغونہ بیگم اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔۔

ان کے پیچھے موجود ملازمہ کے ہاتھوں میں ناشتے کی ٹرے تھی۔۔۔۔

ان کا چہرہ صبح کی روشنی میں تھکا ہوا مگر پرسکون دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔

وہ گلالئی پھوپھو سے بالکل مختلف تھیں۔۔۔۔ ان کے انداز میں وہ شدت نہیں تھی، بلکہ ایک ٹھہراؤ تھا جو کسی پرانے دکھ کو جھیلنے کے بعد آتا ہے۔۔۔

ان سے بھی کل ان کی اکلوتی بیٹی جدا ہوئی تھی۔۔۔ جس بات کا دکھ ان کی آنکھوں میں واضح دکھائی دیتا تھا۔۔۔

"کیسی ہو بیٹی؟"

وہ پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔۔ اور بہت نرمی بھرے انداز میں اسے پکارا تھا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

خاجستہ نے ان کی جانب سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔

زرغونہ بیگم نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔ جیسے وہ

اس کی خاموشی کے پیچھے چھپے طوفان کو پڑھ رہی ہوں۔۔۔۔

"درانہ چلی گئی۔۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی تھیں۔۔۔

"میرا گھر خالی ہو گیا ہے۔۔۔۔ وہ میری اکلوتی بیٹی تھی۔۔۔۔"

خاجستہ کے دل میں ایک کسک سی اٹھی تھی۔۔۔۔ وہ بھی تو ایک گھر

چھوڑ کر آئی تھی۔۔۔۔

نجانے اس کی ماں کو کیا حال ہو گا۔۔۔۔

"خاجستہ۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ ان کی گرفت بہت نرم تھی۔۔۔

"میں یہاں کسی سرداری کے لہجے میں نہیں۔۔۔ ایک ماں کی حیثیت سے آئی ہوں۔۔۔ میری ایک بیٹی یہاں سے چلی گئی ہے۔۔۔

جس کی جگہ اب تمہاری صورت میں اللہ نے مجھے ایک اور بیٹی دی ہے۔۔۔ میں تمہیں اپنی بیٹی سمجھوں گی۔۔۔"

ان کے لہجے دشمنی یا نفرت کہیں نہیں تھی۔۔۔

خاجستہ نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ کیا کہہ رہی تھیں؟

"تمہیں اب یہیں رہنا ہے۔۔۔۔ہمیشہ کے لیے۔"

ذرغونہ بیگم کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔۔

"اپنے دل کو اس گھر کے لیے، اس گھر کے لوگوں کے لیے صاف کر لو۔۔۔ دشمنیاں انسان کو کچھ نہیں دیتیں۔۔۔ صرف راکھ دیتی ہیں۔۔۔۔

میں بس یہی چاہتی ہوں کہ دونوں قبیلوں کی یہ نفرت ختم ہو جائے۔۔۔مزید ماؤں کی گودیں اجڑنے سے بچ جائیں۔۔۔

جھوٹی انا اور بے جا نفرتوں نے اب تک اس وادی کو بربادی کے سوا کچھ نہیں دیا۔۔۔

ہر دل اذیت سے لبریز ہے۔۔۔۔ کہیں کوئی خوشی اور سکون نہیں ہے۔۔ اس اتنے بڑے فیصلے کے بعد بھی بہت سے دلوں میں ابھی بھی وسعت پیدا نہیں ہو سکی۔۔۔"

انہوں نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

خاجستہ خاموشی سے ان کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔ کیا وہ واقعی اتنی اعلیٰ ظرف تھیں۔۔

یا انہیں اپنے پیاروں کے کھو جانے کا دکھ نہیں تھا۔۔

کوئی اپنے دشمنوں کے لیے دل میں اتنی وسعت کیسے پیدا کر سکتا تھا۔۔۔

"اگر تم نورزئی بن کر رہو گی۔۔ اگر اس گھر کو اپنا گھر مان لو گی۔۔۔ تو تمہارے لیے یہاں رہنا آسان ہو جائے گا۔۔۔

نوریان۔۔۔ میرا بیٹا۔۔۔ تم جو سمجھتی ہو وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔ وہ سخت ہے۔۔۔ مگر بے حس نہیں۔۔۔۔

وہ کبھی بھی تمہیں تمہارے خاندان کا طعنہ نہیں دے گا۔۔۔ وہ صرف اپنی حویلی کے وقار کی حفاظت کر رہا ہے۔۔۔ تھوڑی محبت دو۔۔۔ تھوڑا سمجھو۔۔ یہ گھر تمہارا ہے۔۔۔۔"

خاجستہ نے ناگواری سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔

وہ الفاظ جو ذرغونہ بیگم نے کہے تھے۔۔۔وہ تیر کی طرح اس کے دل میں اتر رہے تھے۔۔۔وہ مہمند تھی۔اس کے باپ کا خون اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔۔"

اس کی آواز میں ایک عجیب سی مضبوطی تھی۔

"آپ کا درد میں سمجھ سکتی ہوں۔۔۔لیکن۔۔۔"

وہ کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"میں مہمند ہوں۔۔۔ عبداللہ خان مہمند کی بیٹی ہوں۔۔۔۔ میرا خون نورزئی نہیں بن سکتا۔۔۔۔ یہ حویلی میرے لیے صرف ایک قید خانہ ہے۔۔ جس کے دروازے مجھے میرے اپنے قبیلے سے دور کر گئے ہیں۔۔۔

جس دن بھی میرے ہاتھ میں فیصلہ کی چابی آئی۔۔۔ میں خود کو اس قید سے آزاد کروالوں گی۔۔۔ اسی نیت سے آئی ہوں میں یہاں۔۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے افسوس سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

خاجستہ کی آنکھوں میں ایک چمک تھی۔۔۔ایک عزم تھا۔۔۔۔

"آپ کا بیٹا۔۔۔"

وہ رکی اور پھر اعتماد سے بولی تھی۔۔۔۔۔

"وہ مجھے اپنائے یا نہ اپنائے۔۔۔۔

مجھے ایسی کوئی چاہ نہیں ہے۔۔۔۔نہ مجھے اس کی محبت چاہیے۔۔۔نہ اس کا گھر۔۔۔۔میں یہاں صرف ایک فیصلے کے تحت آئی ہوں۔۔۔

اپنی مرضی سے نہیں۔۔۔اور میں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں کہ میں اس کی بیوی بن کر رہوں گی۔۔۔"

اس کی باتیں سن کر ذرغونہ بیگم کے چہرے پر ایک اداسی چھاگئی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھیں کہ نفرت کی یہ دیواریں اتنی آسانی سے نہیں گریں گی۔۔۔وہ صرف ایک ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گئی تھیں۔۔۔

"تمہاری مرضی بیٹا۔۔۔لیکن وقت۔۔۔وقت سب کچھ بدل دیتا ہے۔۔۔"

انہوں نے مزید کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔وہ اٹھ کر چلی گئی تھیں۔۔۔

پیچھے ایک خاموش، پُرکشش۔۔۔ مگر سخت گیر لڑکی کو چھوڑ کر جو
ابھی بھی اپنی انا کی جنگ لڑ رہی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

نوریان صبح کے وقت قبیلے کے معاملات میں کافی زیادہ مصروف رہا
تھا۔۔۔

دوپہر کے قریب جا کر وہ فارغ ہوا تھا۔۔۔ مگر حویلی جانے کے
بجائے وہ ڈیرے پر ہی رک گیا تھا۔۔۔

"خان صاحب ضلعی معاملے کا جواب بھیجنا ہے۔۔۔"

افضل نے اس کے پاس آتے کہا تھا۔۔۔

جس کے جواب میں اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

"کل کی خبر ہے کہ شیر داد مہمند نے اپنی حویلی میں دُرانہ بی بی کو مہمان کمرے میں رکھا ہے۔۔۔ مہروز بی بی نے درانہ بی بی کو اپنی بہو کے روپ میں قبول نہیں کیا۔۔

وہ شیر داد مہمند کی دوسری شادی کروانا چاہتی ہیں۔۔۔۔"

افضل نے اس کے پوچھے بغیر ہی اپنی معلومات کے مطابق تفصیل اسے بتادی تھی۔۔

نوریان کی جانب سے کوئی ردعمل نہیں آیا تھا۔۔

مگر افضل نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں موجود چائے کا پیالہ ایک لمحے کے لیے بہت مضبوطی سے تھما گیا تھا۔۔۔

اس کی کنپٹی کی رگ ابھر آئی تھی۔۔۔۔

"میری بہن کے معاملے میں خود میں دیکھ لوں گا۔۔۔ یہ نورزئی حویلی میں مزید کسی کو بھی پتا نہیں چلنی چاہیے۔۔۔"

اس نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے افضل کو ٹوک دیا تھا۔۔۔

افضل چپ ہو گیا تھا۔۔۔ مگر وہ بچپن سے نوریان کے ساتھ رہا تھا۔۔

بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اس وقت اس کی خان کے دماغ میں کیا طوفان برپا ہے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وادی تورغر کی صبح مہمند حویلی میں معمول کے مطابق اتری تھی۔۔۔

سورج کی پہلی کرنیں ابھی پہاڑوں کی اوٹ سے جھانک ہی رہی تھیں کہ شیر داد مہمند اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ حویلی سے نکل چکا تھا۔

اس کا ذہن ان بے شمار معاملات میں الجھا ہوا تھا جو قبیلے کے سردار ہونے کے ناطے اسے نمٹانے تھے۔۔۔

پہلے بھی تقریباً سارے معاملات وہی دیکھتا تھا۔

مگر اب اس کے بابا نے اسے اپنی جگہ سونپ کر مکمل اختیار اسے دے دیا تھا۔۔

وہ صرف ایک عہدہ نہیں۔۔ بہت بڑی زمہ داری تھی۔۔۔

قبیلے کے سنگین معاملات میں الجھے اسے یہ تک یاد نہ رہا تھا۔۔ کہ اس کے گھر میں دشمن قبیلے کی ایک لڑکی، دُرانہ، بھی موجود ہے جو

شاید اس وقت اپنی زندگی کی سب سے مشکل صبح کا سامنا کر رہی تھی۔۔۔

حویلی کے زنان خانے میں سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

مہروز بیگم کے چہرے پر ایک ایسی سفاکی تھی جو پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔۔۔۔

انہیں صبح صبح خبر ملی تھی۔۔۔ کہ نورزئی حویلی میں گلالئی نے ان کی اکلوتی بیٹی خاجستہ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔۔۔۔

یہ خبر ان کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔۔۔

"اسے نیچے لاؤ۔۔۔ابھی۔۔۔ہم اس کو اچھے سے رکھیں اور وہاں میری بیٹی پر تشدد کیا جائے۔۔۔۔"

مہروز بیگم کی گرجتی ہوئی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔۔۔

وہ بہت زیادہ غصے میں تھیں۔۔۔۔

عروسہ جو ایک کونے میں کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

جب سے شیر داد کا نکاح اس لڑکی سے ہوا تھا۔۔۔وہ تب سے کوئلوں پر لوٹ رہی تھی۔۔۔۔

ملازمہ کے بلانے پر کچھ دیر بعد درانہ نیچے آتی دکھائی دی تھی۔۔۔

رات بھر کی بے سکونی اور بے خوابی، آنسوؤں کی نمی اور اب اس انجانے خوف نے اس کے چہرے کی رنگت زرد کر دی تھی۔۔۔

اس نے ایک سادہ سا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔۔۔ اسے دیکھ کر کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ایک دن کی دلہن ہے۔۔۔

جیسے ہی وہ ہال کے وسط میں پہنچی۔۔۔ مہروز بیگم اپنے اندر اٹھتے ابال پر قابو نہ رکھ پاتے۔۔۔

انتہائی غصے بھرے انداز میں آگے بڑھی تھیں۔۔

اس سے پہلے کہ درانہ کچھ سمجھ پاتی۔۔۔ مہروز بیگم اس کے سامنے جا کھڑی ہوتیں ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کر گئ تھیں۔۔

تھپڑ کی شدت اس قدر تھی کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پاتے۔۔۔ لڑکھڑا کر ایک طرف جا گری تھی۔۔۔

مارے توہین اور اذیت کے وہ اپنی جگہ پر سن ہوئی تھی۔۔۔

گال اس بے رحمی پر جلنے لگا تھا۔ اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔

اس نے بے یقینی اور شدید کرب سے اپنا ہاتھ اپنے گال پر رکھا اور سر اٹھا کر مہروز بیگم کو دیکھا تھا۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ آپ۔۔۔"

اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔۔۔وہ ٹھیک سے بول نہیں پائی تھی۔۔۔

آج تک اس کے گھر میں کبھی کسی نے اس سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔۔۔۔اور یہاں پہلے ہی دن ایسی ذلت اور سفاکی۔۔۔۔

اس نے حیرت اور بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔

مہروز بیگم نفرت بھرے انداز میں اس کے سامنے کھڑی اسے گھور رہی تھیں۔۔۔

ان کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔۔۔

"یہ اس تھپڑ کا جواب ہے جو تمہاری اس پھوپھو۔۔۔اس گلالئی نے میری بیٹی کے چہرے پر مارا ہے۔۔۔"

وہ غصے سے دھاڑی تھیں۔۔۔

درانہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔اس میں اس کا کیا قصور تھا۔۔۔

وہ بھی تو ان کی بیٹی کے جیسے ہی قربانی دے کر یہاں آئی تھی۔۔۔۔ وہاں اس کے ساتھ کیا سلوک رکھا جائے۔۔۔اس کی قصوروار وہ کیسے ہو سکتی تھی۔۔۔۔

"یاد رکھو دُرانہ تم یہاں مہمان بن کر نہیں۔۔۔ایک قیدی بن کر

آئی ہو۔ مم۔ اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ وہاں میری بیٹی کے ساتھ غیر

انسانی سلوک کیا جائے گا۔۔۔

اور تم یہاں آرام سکوج سے رہو گی تو یہ تمہاری بھول ہے۔۔۔"

وہاں اس وقت حویلی کی تمام خواتین اور ملازمین موجود تھیں۔۔۔

سب کے سامنے اس کو ایسے بے عزت کیا جارہا تھا۔

بغیر کسی قصور کے۔۔۔

دُرانہ نے آنسوؤں سے بھیگی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھا

تھا۔۔۔۔

اس نے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچ رکھی تھی۔۔۔

اس کا گال بری طرح جل رہا تھا۔۔

مگر وہ مہمندوں کی بہو نہیں۔۔۔نورزئیوں کی بیٹی تھی۔۔۔وہ ابھی
بھی سیدھی کھڑی تھی۔۔۔

بے خوفی کے ساتھ۔۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔"

اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا تھا۔۔۔

"تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔۔۔"

مہروز بیگم نے اسے ٹوک دیا تھا۔۔۔انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے زرینہ کو اپنے قریب بلایا تھا۔۔

زرینہ نے آگے بڑھ کر دُرانہ کی جانب ایک حقارت آمیز نظر ڈالی تھی۔۔۔

"دیکھ رہی ہو اسے؟"

مہروز بیگم نے دُرانہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے زرینہ کی طرف دھکیلا تھا۔۔۔۔

"یہ زرینہ ہے۔۔۔۔ میرے شیر داد کی ہونے والی بیوی۔۔۔۔

میرے بیٹے نے وعدہ کیا ہے مجھ سے کہ حالات کے بہتر ہوتے ہی وہ

زرینہ سے نکاح کرے گا۔۔۔۔۔

تم صرف اس گھر میں ایک بوجھ ہو، ایک ایسی لعنت جو دشمنی ختم

کرنے کے نام پر ہم نے اپنے سر لی ہے۔۔۔۔

تمہاری حیثیت یہاں اس گھر کے نوکروں سے بھی کم ہو گی۔۔۔"

ہال میں موجود دیگر عورتیں، جو یہ منظر دیکھ رہی تھیں، سب کے

چہرے زرد پڑ گئے تھے۔۔۔۔

کچھ نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا تھا۔۔۔

"مہروز بھابھی یہ زیادتی ہے۔۔۔"

مگر مہروز بیگم نے اپنے ہاتھ سے انہیں خاموش کروا دیا تھا۔

"سب چپ رہو۔۔۔۔"

وہ دھاڑی تھیں۔۔۔۔

"یہ میرا اور اس لڑکی کا معاملہ ہے۔۔۔ ہمارے درمیان بولنے کا حق میں کسی کو نہیں دوں گی۔۔۔ شیر داد کو بھی نہیں۔۔۔ اگر کسی نے اس کے حق میں آواز اٹھائی۔۔۔ تو سمجھ لینا وہ بھی میرے خاندان کی دشمن ہے۔۔۔"

دُرانہ کا جسم بخار کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ اسے بھوک نے

نڈھال کر رکھا تھا، رات بھر کی ٹھنڈ اور اب یہ ذلت۔۔۔ اس کا سر

چکرا رہا تھا۔۔۔

"اب کچن میں جاؤ۔۔۔"

مہروز بیگم نے حکم جاری کیا تھا۔۔۔

"پورے گھر کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا، اور رات کا کھانا۔۔۔ سب کچھ

تمہارے ہاتھ کا بنا ہونا چاہیے۔۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ تمہیں کھانے کا

کوئی حق نہیں پہنچتا جب تک تم اپنی یہ ذمہ داری پوری نہ کر

لو۔۔۔۔"

دُرانہ نے ایک نظر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔ مگر وہ کسی رحم کی بھیک نہیں مانگ رہی تھی۔۔۔

وہ خاموشی سے مڑی اور ملازمہ کی معیت میں کچن کی جانب چل دی تھی۔۔۔

اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔۔۔ مگر وہ خود کو گرنے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

جب وہ کچن کے دروازے پر پہنچی، تو اسے پیچھے زرینہ کی کھسر پھسر اور ہنسی سنائی دی۔

"دیکھا؟" زرینہ نے کسی سے کہا۔ "آج پہلا دن ہے، ابھی تو اسے اور ذلت دیکھنی ہے۔"

دُرانہ اپنے آنسو چھپانے کے لیے کچن کے قدرے تاریک کونے میں آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کا بخار بڑھ رہا تھا۔۔۔اس کا گال سوج چکا تھا۔ اور اسے شدت سے اپنے گھر والوں کی یاد آرہی تھی۔۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس چیخ کر رو دے۔۔ مگر وہ جانتی تھی کہ یہ اس کے دشمنوں کا گھر ہے۔۔۔۔۔

یہاں آنسو گرانا اپنی شکست کا اعلان کرنا تھا۔۔۔ اس نے اپنے

دوپٹے کے کونے سے اپنے آنسو پونچھے۔۔۔

وہ نورزئی تھی۔۔۔ وہ اپنی عزت، اپنے بھائی کے وقار کے لیے مر

سکتی تھی۔۔۔ مگر ٹوٹ نہیں سکتی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

تورغر کی پہاڑیوں سے اترتی ٹھنڈی ہوا کھڑکی کے شیشوں سے ٹکرا

کر اندر آرہی تھی۔۔۔۔

خاجستہ شاور لے کر باہر نکلی تھی۔۔۔۔ سردی کی شدت نے اس

کے وجود کو تھرتھرا دیا تھا۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ مگر اس علاقے میں جہاں نورزئی حویلی واقع تھی۔۔۔ وہاں دونوں جانب ندی بہتی تھی۔۔ جس کی وجہ سے ٹھنڈ کی شدت ان کی حویلی کی نسبت بہت زیادہ تھی۔۔۔۔

اس نے بے بی پنک کلر کا سادہ سا سوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔ دودھیا گلابی رنگت اور دلکشی بھرے تیکھے نقوش۔۔۔ اس کے لمبے سیاہ بال گیلے تھے۔۔۔ جن سے پانی کے قطرے اس کی گردن اور کندھوں پر گر کر موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔۔۔۔

وہ ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی۔۔ اس کے لب نیلے پڑ رہے تھے۔۔۔۔

اسے اتنی شدت کی ٹھنڈ کا اندازہ نہیں تھا۔۔

وہ دونوں ہاتھوں کو مسلتی انہیں حرارت پہچانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ آج کا پورا دن اس نے کمرے میں ہی گزارہ تھا۔۔۔ اسے باہر بلوایا گیا تھا۔۔۔ مگر وہ نہیں گئی تھی۔۔۔

اس کا ابھی نیچے جاکر پھر سے ان لوگوں کے منہ لگنے کا موڈ نہیں تھا۔۔۔

اس کا بس چلتا تو وہ نوریان خان نورزئی کو بھی اس کمرے میں گھسنے نہ دیتی۔۔۔ مگر وہ گھمنڈی سردار۔۔۔ اسے اپنی منوانے کی عادت ہو چکی تھی اب۔۔۔۔

اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس شخص کے بارے میں کافی دیر سے سوچ جا رہی ہے۔۔۔جو اسے سر سے لے کر پیر تک سخت ناپسند تھا۔۔۔

جب اسی لمحے دروازہ کھلا اور نوریان خان نورزئی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

سیاہ لباس کے اوپر اس نے کریم کلر کی گرم شال اوڑھ رکھی تھی۔۔ اس کے تاثرات اس وقت انتہائی بگڑے ہوئے تھے۔۔۔خاجستہ پہلی نظر میں ہی بھانپ گئی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے دھیان میں اندر آتا شاید اس پل یہ فراموش کر گیا تھا کہ

اب اس کے کمرے میں ایک اور وجود بھی رہتا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس کی نظریں مرر کے سامنے کھڑی خاجستہ پر پڑیں۔۔۔

اس کے قدم وہیں رک گئے تھے۔۔۔

وہ چند سیکنڈز کے لیے ساکت ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اس وقت بہت

خراب موڈ میں تھا۔۔۔ جرگے میں اسے آج ایک بہت سنگین فیصلہ

کرنا پڑا تھا۔۔۔ وہ جب بھی کسی کو سزا دیتا تھا۔۔۔

اس کا دل بھاری ہو جاتا تھا۔۔۔ وہ اس وقت صرف تنہائی چاہتا تھا۔۔۔ مگر کمرے میں آنے کے بعد اسے احساس ہوا تھا۔۔۔ کہ اس نے یہاں آکر غلطی کر دی ہے۔۔۔

اب یہاں تنہائی میسر نہیں تھی۔۔۔ مگر حیرت انگیز طور پر اسے برا نہیں لگا تھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے اور زندگی میں آئی اس تبدیلی کو قبول کر چکا تھا۔۔۔

اس نے وہاں رکتے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔

خاجستہ کا بھیگا ہوا سراپا، اس کی معصومیت اور وہ تازگی۔۔۔ یہ سب مل کر ایمان متزلزل کرنے کے لیے کافی تھے۔۔۔

اس کی نگاہیں خود پر دیکھ وہ ایک لمحے کے لیے گھبرا گئی تھی۔۔۔

ٹھنڈ سے تو وہ پہلے ہی بے حال تھی۔۔۔اب نوریان خان نورزئی

نامی مصیبت بھی نازل ہو چکی تھی۔۔۔

دور سے بھی نوریان کو اس بھیگے وجود کی کپکپاہٹ محسوس ہو گئی

تھی۔۔۔

وہ لڑکی اس شدید ٹھنڈ میں، کمرے کی ساری کھڑکیاں کھولے۔۔۔

بنا کسی دوپٹہ یا گرم شے کہ۔۔۔۔

دھلی دھلائی کھڑی۔۔۔نم آلود بال اور بھیگے سراپے کے ساتھ تھر

تھر کانپتی۔۔۔۔

اس وقت اس کی ساری توجہ اپنی جانب مبذول کروا گئی تھی۔۔۔

نوریان کے حواس پر ایک پل کے لیے جیسے سکوت طاری ہو گیا۔۔۔

وہ حسین تھی، حد سے زیادہ حسین، اور اس حسین منظر کو دیکھ کر نوریان کی کنپٹی کی رگ ایک دم سے ابھری تھی۔۔۔

اس نے فوراً نظریں ہٹالی تھیں۔۔۔۔

جیسے ابھی اس ساحرہ کے طلسم میں جکڑے جانے کا بالکل بھی کوئی ارادہ نہ۔ ہو۔۔۔

اس نے کسی قسم کا تاثر اپنے چہرے پر نہیں آنے دیا تھا۔۔

بس ایک سرد سی نظر اس پر ڈالی اور کھڑکی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

جہاں سے آتی ٹھنڈی ہوا نے کمرے کو بالکل برف بنا رکھا تھا۔۔خاجستہ جو اس کی آمد پر ایک پل کے لیے بوکھلائی تھی۔۔اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اٹھایا اور شانوں پر اوڑھ لیا تھا۔۔۔

اس کو ٹھنڈ بہت زیادہ لگ رہی تھی۔۔۔مگر اپنے گیلے بالوں کو وہ سمیٹ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

ساری کھڑکیاں بند کرنے کے بعد وہ صوفے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

جواب صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔اس شخص کی موجودگی میں کمرے کا ماحول ویسے ہی بدل جاتا تھا۔۔

خاجستہ کو اس کی گھمبیر تا اور رعب دار شخصیت سے عجیب سی گھبراہٹ محسوس ہوتی تھی۔۔۔

اس شخص نے اسے مخاطب کرنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔

اوپر سے رات کو یہ شخص سوتے میں جو حرکت کر چکا تھا۔۔وہ سوچ سوچ کر خاجستہ پورا دن خفت کا شکار رہی تھی۔۔

یہی سوچ کر کہ وہ حرکت نیند میں ہی سرزد ہوئی تھی یا مکمل ہوش و حواس میں رہتے ہوئے۔۔

مگر وہ جب بھی اس بارے میں سوچتی تھی اس کے چہرے کی رنگت تپنے لگتی تھی۔۔۔

دل کی گھبراہٹ اور بوجھل پن بڑھ جاتا تھا۔۔۔

خاجستہ نے بال ڈرائے کیے تھے۔۔۔ اور ساتھ ساتھ اسے بھی دیکھتی رہی تھی۔۔۔۔

جس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

خاجستہ کو وہ بہت زیادہ مغرور لگا تھا۔۔۔ نجانے خود کو سمجھتا کیا تھا۔۔۔ اس نے نخوت سے نگاہیں موڑ لی تھیں۔۔

وہ موبائل پر مصروف تھا۔۔۔ اور ہاتھ میں سیگریٹ دبا تھا۔۔۔

وہ اسے کسی الجھن میں لگ رہا تھا۔۔

بار بار وہ اپنی کنپٹی مسلتا تھا اور پھر سیگریٹ کا گہرا کش لیتے وہ خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر غصے کی واضح تحریر رقم تھی۔۔۔۔

خاجستہ کافی دیر خود سے الجھنے کے بعد یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اسے اپنا مطالبہ اس شخص کے سامنے رکھنا بھی ہے اور منوانا بھی۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔۔"

وہ ویسے ہی بیٹھا تھا۔۔۔جب خاجستہ بالوں کو کمر پر اکھٹا کرتے۔۔۔ سر پر دوپٹہ سجائے اس کے پاس گئی تھی۔۔۔۔وہ صوفے کے بیٹھا تھا اور خاجستہ اس کے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔۔وہ اس وقت گرین کلر کے بہت ہی خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔۔۔

نوریان نے نگاہیں اٹھا کر خاجستہ کو تکا تھا۔۔ آگے کو ہوتے اس نے اپنا سیگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا تھا۔۔ جبکہ نگاہیں اسی پر تھیں۔۔ جو اپنی ہتھیلیوں کو مسلتی اپنے اندر ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"جی بولیں۔۔۔ کیا بات کرنی ہے آپ کو مجھ سے۔۔؟؟"

اس کے دوپٹے کے ہالے میں سجے حسین چہرے کو تکتے سمعان گردیزی نے پوچھا تھا۔۔۔

وہ اسے بہت عزت سے پکارتا تھا۔۔۔ یہ بات خاجستہ کو اس شخص سے متاثر کرتی تھی۔۔۔۔ وہ اس کے دشمن قبیلے کی لڑکی تھی۔۔۔ اس وقت پوری طرح سے اس کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔

وہ اس کے ساتھ کمرے میں جیسا بھی سلوک کرتا اس حویلی تک خبر نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ یہ سب کسی مجبوری میں نہیں کر رہا تھا۔۔

خاجستہ نے ایک نظر اس کے خوبرو نقوش کو تکا تھا۔۔ اور پھر فوراً نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔۔

"اتنا بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔۔ ابھی مزید کچھ دیر رہوں گی تو اس کا اصل چہرا سامنے آئے گا۔۔۔ اتنا متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔"

اس نے اپنی سوچوں پر خود کو لتاڑا تھا۔۔۔

"آپ بولنا پسند کریں گی محترمہ۔۔۔۔ یا بس دیکھتی رہیں گی۔۔۔"

اس کی آواز پر خاجستہ چونکی تھی اور گڑبڑا گئی تھی۔۔۔۔ اسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ کب سے اسے تکے جا رہی ہے۔۔۔

"مجھے ہاسپٹل دوبارہ سے جوائن کرنا ہے۔۔۔ میری ہاؤس جاب تھوڑی سی رہ گئی ہے۔۔۔ مجھے وہ مکمل کرنی ہے۔۔۔۔"

خاجستہ نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اپنی بات کہہ دی تھی۔۔ وہ جانتی تھی کہ شاید انکار ہی سننے کو ملے۔۔۔ مگر وہ ایک بار کوشش کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کی بات پر نوریان نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو منتظر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ابھی علاقے کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔۔ یہ جو دونوں قبیلوں کے درمیان تعلق قائم ہوا ہے۔۔ اس سے بہت سارے لوگوں کو مسئلہ ہے۔۔۔۔ اندر ہی اندر سازشیں کی جا رہی ہیں۔۔ میں ابھی آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔۔۔"

اس نے بہت ہی سہولت سے انکار کر دیا تھا۔۔۔جو سنتے ہی خاجستہ کو بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"یہ مسئلے تو ہمیشہ سے ہیں۔۔۔ مگر ان کے باوجود میرے بابا اور بھائی نے مجھے کبھی نہیں روکا۔۔۔ہمیشہ میری حفاظت کی۔۔۔مجھے انہوں نے یہاں بھیجنے سے پہلے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ مجھے اس انسان کے ہاتھ سونپ رہے ہیں۔۔جو بہت زیادہ کمزور ہے۔۔۔ حفاظت نہیں کر سکتا میری۔۔"

خاجستہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے کافی اونچی آواز میں بول گئی تھی۔۔۔

نوریان خان نورزئی نے اس گستاخی پر انتہائی سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"اپنا لب ولہجہ درست کریں۔۔۔مجھے ایسے لہجوں کی عادت نہیں ہے۔۔۔"

وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔اس کے سنگین انداز پر خاجستہ تھوڑی پیچھے کو ہوتی گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس کے ہونٹ سختی سے گئے تھے۔۔۔ گہرا سانس لیتے اس نے اپنے غصے پر قابو پاتے اس سے ابھی بھی بہت اچھے سے بات کی تھی۔۔۔

"مجھے بھی پابندیوں کی عادت نہیں ہے۔۔۔"

خاجستہ نے اب کی بار اپنا لہجہ دھیمار کھا تھا۔۔۔ اس شخص کی شخصیت کا رعب ہی ایسا تھا کہ وہ اس پر اثر انداز ہوا تھا۔۔

"میں نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔۔۔ حقائق بتائیں ہیں۔۔۔ ابھی میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔۔"

یہ لڑکی اس کا موڈ بہت بری طرح سے خراب کر چکی تھی۔۔۔وہ اسے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔اسی وجہ سے خود ہی کمرے سے نکل جانا مناسب سمجھا تھا۔۔

مگر وہ ایک دم سے اس کے راستے میں آگئی تھی۔۔اس کا دوپٹہ سر سے ڈھلک کر کندھوں پر آن گرا تھا۔۔۔

نوریان خان نورزئی کی نگاہیں اس کی شفاف چمکتی مانگ پر ٹھہر گئی تھی۔۔۔یہ لڑکی اس کو بری طرح سے ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔ اس نے مٹھیاں بھینچتے گہرا سانس لیتے نظریں اس کی مانگ سے ہٹا لی تھیں۔۔

"آپ مجھے شہر میں ہی رہنے کی اجازت دے دیں۔۔۔ پھر روز آنا جانا بھی نہیں ہو گا۔۔۔ اور سیکورٹی کا بھی ایشو نہیں ہو گا۔۔۔"

خاجستہ نے اپنی طرف سے آئیڈیا دیا تھا۔۔۔ مگر اس کی بات کے جواب میں نوریان نے اسے جن نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔ وہ گڑبڑا گئی تھی۔۔۔

"آپ کو اندازہ ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔؟؟ آپ کا کیا رتبہ ہے اس قبیلے میں آپ کو بالکل بھی احساس نہیں ہے۔۔۔ نورزئی قبیلے کے سردار کی بیوی ہیں اب آپ۔۔۔

نیچے جا کر ایک دن میرے گھر والوں کے بیچ جا کر بیٹھیں آپ کو پتا چلے گا کہ اب آپ کی آگے کیا زمہ داریاں ہیں۔۔۔ اور یہ سب لوگ آپ سے کیا چاہ رہے ہیں۔۔۔ آپ کی ساری خواہشات اور خوشیاں سر آنکھوں پر۔۔۔

مگر میں آپ کی طرح خود غرض ہو کر نہیں سوچ سکتا۔۔۔ میرے لیے مجھ سے بھی پہلے اس قبیلے کی بقا ضروری ہے۔۔۔ جس پر میں کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا۔۔۔"

اس نے خاجستہ کی آنکھوں میں دیکھتے اپنی بات مکمل کی تھی۔۔۔

اور بہت نرمی سے اس کے بازو کو پکڑ کر اسے سائیڈ پر کرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

خاجستہ ساکت سی اپنی جگہ کھڑی تھی۔۔۔۔وہ کیا بول کر گیا تھا؟؟؟ کیا وہ واقعی خود غرض ہو کر سوچ رہی تھی۔۔۔۔

یہ شخص اسے کیسے خود غرض بول سکتا تھا۔۔۔۔جو اپنا سب کچھ قربان کر آئی تھی۔۔

وہ بھی تو اپنے قبیلے والوں سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی۔۔۔۔

مگر وہ اس کے قبیلے اور گھر والوں کے بارے میں کیوں سوچتی۔۔۔۔ یہ تو اس کے کچھ بھی نہیں لگتے تھے۔۔۔۔

خاجستہ مہمند نے خود کو بہت ساری باتوں میں الجھاتے خود کو اس شخص کی باتوں کے احساس سے نکالنا چاہا تھا۔۔۔۔ مگر اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جیسے وہ نظر انداز نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

اس کے ہاتھ کا نرم گرم لمس دیر تک اسے اپنے بازو پر محسوس ہوتا رہا تھا۔۔۔۔

جس پر وہ مزید جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے اب اس سے کوئی بات ہی نہیں کرنی۔۔۔مجھے خود غرض کہہ رہا ہے۔۔۔خود تو جیسے بہت مہان ہے۔۔۔۔ڈرپوک کہیں کا۔۔۔ اپنی بیوی کو تحفظ نہیں دے سکتا۔۔۔"

اس نے خفگی سے کہا تھا۔۔۔مگر پھر وہ منظر فوراً اسے اس کے تصور کے پردے پر آن ٹھہرا تھا۔۔۔۔جب اس کا کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی اس شخص نے اسے بہت خطرناک جگہ پر تحفظ دے کر اس کی جان بچائی تھی۔۔۔۔

تحفظ دینا تو وہ بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔۔وہ اس شخص کو کہی اپنی باتوں پر اندر ہی اندر شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔۔

اس بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگی تھی۔۔۔رات کی آٹھ بج رہے تھے۔۔۔وہ جا چکا تھا۔۔۔جس کا یہی مطلب تھا کہ وہ اب واپس نہیں آنے والا تھا۔۔۔

خاجستہ اپنی جگہ اطمینان محسوس کرتی بیڈ پر نیم دراز ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس کے دل میں وہ ایک الجھن اور کشمکش سی تھی۔۔۔جس سے وہ چاہ کر بھی چھٹکارا نہیں پا سکی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

آج موسم کافی ابر آلود تھا۔۔۔صبح سے ہی بارش کا سلسلہ جاری تھا۔۔

جس نے ٹھنڈ کی شدت کو مزید بڑھا دیا تھا۔۔۔

شیر داد مہمند اپنی حویلی کی دہلیز پر قدم رکھتے پل بھر کے لیے تھم سا گیا تھا۔۔۔ پورے ایک ہفتے کی مصروفیات، شہر کے کچھ معاملات دیکھنے اور جرگوں کے فیصلوں میں وہ اتنا مصروف رہا تھا۔۔۔

کہ اس کے دماغ سے وہ ایک ہستی تو بالکل ہی نکل گئی تھی۔۔ جو دو ہفتے پہلے اس کے نام سے اس حویلی میں آئی تھی۔۔۔

حویلی کے اندر اس وقت خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔رات بھی کافی ہو چکی تھی اور موسم کی شدت بھی ایسی تھی۔۔۔

کہ سب لوگ ہی اپنے کمرے میں دبکے ہوئے تھے۔۔۔

وہ سیدھا اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔عبداللہ صاحب زیادہ تر ڈیرے پر ہی رہتے تھے۔۔۔وہ حویلی آنے سے پہلے ان سے مل کر آیا تھا۔۔۔جو اپنے بیٹے کی کارکردگی سے کافی خوش اور مطمئین تھے۔۔۔۔۔۔

مہروز بیگم کے کمرے میں آتے سامنے کا منظر دیکھ وہ تشویش کا شکار ہوا تھا۔۔۔

مہروز بیگم بستر پر نیم دراز تھیں۔۔۔ ان کی پیشانی پر سفید پٹی رکھی تھی۔۔۔ اور پاس ہی پلوشہ نہایت عاجزی سے بیٹھی ان کے پاؤں دبا رہی تھی۔۔۔

شیر داد کو دیکھتے ہی مہروز بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

وہ فوراً اماں کے قریب جا بیٹھا تھا۔۔۔

"مورے! یہ کیا حال بنا رکھا ہے آپ نے؟ کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔؟"

اس کی آواز میں گہری تشویش تھی۔۔۔

ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔اس کی ماں کی ایسی حالت تھی۔۔۔اور اسے کسی نے بتایا ہی نہیں تھا۔۔۔

"شیر داد۔۔۔میری بچی۔۔۔۔میں نہیں پارہی اس کے بغیر۔۔۔۔"

مہروز بیگم اسے دیکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھتیں اس کے سینے سے لگ کر بری طرح سے رودی تھیں۔۔۔

"مجھے اپنی خاجستہ سے ملنا ہے۔۔۔مجھے نہیں معلوم وہ کس حال میں ہے۔۔۔۔

گلالئی نے کہیں پھر سے میری بیٹی پر ہاتھ تو نہیں اٹھایا۔۔۔اسے کھانا ملتا ہو گا؟وہ سوتی کیسے ہو گی؟"

وہ اسے دیکھتے ہوئے بچوں کے جیسے رونے لگی تھیں۔۔۔شیر داد لب بھینچ گیا تھا۔۔۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ان کی بیٹی ان سے اتنے دنوں کے لیے ایسے دور ہوئی تھی۔۔۔

"مورے وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔نوریان خان دشمنی نبھاتا ہے۔۔۔مگر وہ اصول کا پکا ہے۔۔۔کبھی بھی بے قصور کو سزا

نہیں ملے گی اس کی جانب سے۔۔۔یقین رکھیں میری بات پر خاجستہ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

میں جلد ہی آپ کی اس سے بات کرواؤں گا۔"

شیر داد نے انہیں دلاسا دیا تھا۔۔۔مگر خود اس کا دل بھی اسی فکر سے کٹ رہا تھا۔۔۔کیونکہ جو بھی تھا وہ ان کا دشمن قبیلہ تھا۔۔۔ جہاں خاجستہ کو نوریان کے علاوہ اور بھی بہت سارے لوگوں سے ڈیل کرنا تھا۔۔۔۔

"تم کہاں چلے گئے تھے۔۔۔اتنا وقت دور مت رہا کرو اپنی ماں سے۔۔۔"

اس کی بات پر انہی تھوڑی سی تسلی ہوئی تھی۔۔۔اپنے مضبوط کڑیل جوان بیٹے کو دیکھ ان کی آدھے سے زیادہ پریشانی تو ویسے ہی دور ہو جاتی تھیں۔۔۔اتنے دن اسے نہیں دیکھا تھا تو ان کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔۔۔

شیر داد نے کچھ ہی دیر میں ان کا موڈ ٹھیک کر لیا تھا۔۔۔

اسی دوران مہروز بیگم نے پلوشہ کا ہاتھ تھام کر اپنے بیٹے کے سامنے کیا۔ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

"تم دونوں میرے پاس نہیں تھے۔۔۔ مگر یہ پلوشہ ہے۔ میری بیماری میں اس نے اپنی جان لگادی ہے۔۔۔ ایک لمحے کے لیے مجھے تنہا نہیں چھوڑا۔۔۔

اور تمہاری وہ۔۔۔ وہ نورزئی! ایک بار بھی اس نے میری حالت دریافت نہیں کی۔۔۔ مجھے تو اب اس سے ڈر لگتا ہے۔ اس کے دل میں ہم سب کے لیے زہر بھرا ہے۔۔۔۔

پتا نہیں کب جائے گی اس حویلی سے۔۔۔۔

میں پلوشہ کو ہی اپنی بہو اور تمہاری بیوی کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔مجھے پوری امید ہے کہ میرا بیٹا میری یہ آخری خواہش پوری کرے گا۔۔۔"

وہ ہر روز اس کے سامنے یہ بات دوہراتی تھیں۔۔۔تاکہ اس کے دل میں اس لڑکی کے لیے کوئی جگہ نہ بن سکے۔۔۔

شیر داد نے ایک گہرا سانس لی تھی۔۔۔اس نے پلوشہ پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی۔۔۔

"مورے وہ اس گھر میں نئی ہے۔۔۔اسے تھوڑا وقت دیں۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔"

وہ نرمی سے بولا تھا۔۔ وہ اس معاملے میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا

تھا۔۔

"مجھے اسے ٹھیک نہیں کرنا شیر داد۔۔۔

مجھے وہ اس گھر میں برداشت ہی نہیں ہے۔۔۔۔ تم بھی میری یہ

بات کان کھول کر سن لو۔۔۔ اگر تم نے اسے خود پر کوئی حق

دیا۔۔۔

اسے بیوی کا مقام دیا، تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ وہ

دشمن کی بیٹی ہے، اور دشمن ہی رہے گی۔"

مہروز بیگم کو اس لڑکی کے لیے شیر داد کا یہ دفاع ناگوار گزرا تھا۔۔

انہوں نے فوراً اس بات پر اپنے غصے کا اظہار کیا تھا۔۔۔

شیر داد خاموش رہا۔۔۔وہ پہلے ہی بیمار تھیں۔۔۔وہ ان کی ساتھ کسی بحث میں نہیں الجھنا چاہتا تھا۔۔۔

کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

جو اس کی توقع کے عین مطابق خالی ہی تھا۔۔۔وہ اس کے کمرے میں نہیں آئی تھی۔۔۔اسے غصہ تو بہت آیا تھا۔۔۔

مگر اس نے ملازمہ کو بلوا کر عام سے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

"درانہ بی بی کہاں ہے؟"

اس کے تاثرات سرد تھے۔۔۔

"خاناں وہ مہمان خانے میں ہی رہ رہی ہیں۔۔۔"

ملازمہ نے نگاہیں جھکائے جواب دیا تھا۔۔۔

"بلا کر لاؤ۔۔۔۔"

اس نے فوراً حکم دیا تھا۔۔۔۔

جس پر ملازمہ سر ہلاتے پلٹ گئی تھی۔۔۔

"بی بی دروازہ نہیں کھول رہیں۔۔ میں نے بہت کوشش کی۔۔۔ مگر کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔"

ملازمہ نے کچھ دیر بعد واپس آتے۔۔۔ گھبرائے ہوئے لہجے میں بتایا تھا۔۔

شیر داد کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئی تھیں۔۔۔۔ وہ غصے کے عالم میں مہمان خانے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی پر اس کی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ کچھ زیادہ ہی ضدی تھی۔۔۔

شیر داد کا غصہ بڑھ گیا تھا۔۔۔ اسے ایسے نخرے اٹھانے کی عادت ہر گز نہیں تھی۔۔۔۔ اس لڑکی کو اسے جلد ہی لائن پر لانا تھا۔۔۔۔

اس نے زوردار دستک دی تھی۔۔۔

"دروازہ کھولو۔۔۔"

سرد و کٹیلی آواز میں پکارا گیا تھا۔۔

کوئی جواب نہیں آیا۔۔۔۔ شیر داد کا غصہ بڑھ گیا تھا۔۔۔

"درانہ! کیا تماشا لگا رکھا ہے؟ دروازہ کھولو۔۔۔"

وہ اب کی بار پہلے سے بھی زیادہ غصے سے غرایا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس بات کا نخرہ تھا اس لڑکی کو۔۔۔

اس کے پکارنے کے باوجود نہ دروازہ کھلا تھا۔۔نہ اندر سے کوئی جواب آیا تھا۔۔۔۔

شیر داد کو ایک لمحے کے لیے عجیب سا احساس ہوا تھا۔۔

"اس کمرے کی چابی لاؤ۔۔۔"

اس کے کہنے پر ملازمہ فوراً چابی لے آئی تھی۔۔۔۔

شیر داد نے تیزی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس کی نظریں فرش پر پڑی۔۔۔اس کا وجود جیسے منجمد ہو گیا تھا۔۔۔۔

درانہ بیڈ کے پاس نیچے فرش پر بے سدھ پڑی تھی۔۔۔۔

اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔۔۔ہونٹ خشک تھے۔۔۔اور سانسیں اتنی دھیمی تھیں کہ محسوس کرنا مشکل تھا۔۔۔۔

شیر داد مہمند اس منظر کی توقع قطعی نہیں کر رہا تھا۔۔۔

اس کے تاثرات میں بگاڑ پیدا ہوا تھا۔۔۔کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں۔۔

وہ تیزی سے اس کی جانب لپکا اور اس کے برف ہوتے نازک وجود کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا تھا۔۔۔

"درانہ۔۔۔ درانہ!"

وہ اسے پکار رہا تھا۔۔۔ مگر وہ بے جان تھی۔۔۔ اس کا سر شیر داد کے سینے پر لڑھک گیا تھا۔۔۔

شیر داد کی آنکھوں میں اس لمحے وحشت آن ٹھہری تھی۔۔۔۔

اس لڑکی کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

وہ اسے اٹھائے باہر کی طرف دوڑا تھا۔۔۔وہ اس وقت اس قدر شدید غصے اور اشتعال کا شکار تھا کہ ملازمین اسے دیکھ کر سہم گئے تھے۔۔۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ! جلدی۔۔۔"

وہ دھاڑا تھا۔۔اس کے چہرے پر فکر مندی کے تاثرات تھے۔۔۔وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ اس لڑکی کو کیا ہوا ہے۔۔۔

وہ پہلے سے بہت زیادہ کمزور ہو چکی تھی۔۔۔شیر داد کے چہرے پر اس وقت سخت تشویش کے تاثرات تھے۔۔۔اس کا شدید غصہ دیکھ کر ملازمین میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔۔

شیر داد نے درانہ کے بے جان وجود کو بیڈ پر لٹا دیا تھا۔۔۔اس کا سر بیڈ کی نرم تکیے پر پڑتے ہی ایک طرف ڈھلک گیا تھا۔۔۔

شیر داد کی نظریں اس کملائے چہرے سے ہٹنے کو تیار نہیں تھیں۔۔۔پچھلی بار جب اس نے اسے دیکھا تھا تو وہ ایک بہت خوبصورت اور تروتازہ کھلے ہوئے گلاب کی مانند لگی تھی۔۔۔

مگر آج۔۔آج تو اسے دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے۔۔اس گلاب کی خوشبو میں مہکتی کلی کو کسی نے مسل دیا ہو۔۔۔

اس کا اس لڑکی سے کوئی دلی تعلق نہیں تھا۔۔

ہاں مگر وہ اس کی بیوی تھی۔۔۔ اور یہ رشتہ شاید سب سے زیادہ مضبوط تھا۔۔۔

اس رشتے میں اگر محبت نہ بھی ہو۔۔۔ تب بھی اس لڑکی کو ہر طرح کی تکلیف اور اذیت سے بچانا فرض تھا اس کا۔۔

اور اس وقت وہ اس کی جانب سے برتنی جانے والی اپنی لاپرواہی کی وجہ سے۔۔

خود پر بھی بہت غصہ تھا۔۔۔ وہ اس حویلی میں کسی سے سوال جواب کرنے کا بھی حق نہیں رکھتا تھا۔۔۔

کیونکہ اس لڑکی کو یہاں حویلی میں لانے والے یہ لوگ نہیں بلکہ وہ تھا۔۔۔

وہ ہوش میں نہیں تھی مگر اس کے چہرے پر اذیت محسوس کی جا سکتی تھی۔۔۔۔

شیر داد نے لب سختی سے بھینچ لیے تھے۔۔۔۔

اگر اس لڑکی کو کچھ ہو گیا تو وہ اس کے گھر والوں کو کیا جواب دے گا۔۔

اور اس کی بہن۔۔۔۔ بدلے میں اس کی بہن کے ساتھ وہاں کیا سلوک کیا جائے گا۔۔۔

یہ سب باتیں اس کے دماغ کو مزید مضطرب کر رہی تھیں۔۔

"درانہ۔۔۔ درانہ۔۔۔ آنکھیں کھولو۔۔۔"

اس کی قریب بیٹھتے شیر داد نے جھک کر اس کی گال کو تھپتھپایا تھا۔۔

اس لڑکی کے تپتے وجود کی تپش وہ اتنے دور سے بھی محسوس کر سکتا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کا مضبوط ہاتھ درانہ کے ماتھے پر آن ٹھہرا تھا۔۔

درانہ شدید بخار میں تپ رہی تھی۔۔۔اس کا جسم آگ کی طرح گرم تھا۔۔۔

"ڈاکٹر کیوں نہیں پہنچی ابھی تک۔۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔گھر کی خواتین اور ملازمین کمرے کے باہر جمع ہو چکی تھی۔۔۔

درانہ کی حالت کا سن کر سب کو ہی تشویش ہو رہی تھی۔۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر جو حویلی کے قریب ہی رہتی تھی۔۔۔وہاں پہنچ گئی۔۔۔

رمشا بھابھی اور چچی بھی دستک دے کر اندر آگئی تھیں۔۔۔رمشا کے چہرے پر ایک عجیب سی پریشانی تھی۔۔۔

جیسے وہ شیر داد کو سب کچھ بتانا چاہتی ہو مگر ڈر کے مارے خاموش ہو۔۔۔۔

ڈاکٹر نے درانہ کا معائنہ شروع کیا تھا۔۔۔۔

شیر داد ایک طرف کھڑا رہا تھا۔۔۔

اس کے بازو اس کے سینے پر بندھے تھے۔۔۔مگر اس کی انگلیاں اس کے بازوؤں کو بری طرح بھینچ رہی تھیں۔۔۔۔

ماتھے کی ابھری رگیں۔۔۔

اس کے اشتعال کا پتا دے رہی تھیں۔۔

"خان صاحب یہ کمزوری اور ذہنی اذیت کا نتیجہ ہے۔۔۔ یہ بہت زیادہ ذہنی اذیت کا شکار ہیں۔۔۔ ان کا اعصابی نظام بری طرح متاثر ہوا ہے۔۔۔۔

بھوک اور نیند کی کمی نے ان کے مدافعتی نظام کو ختم کر دیا ہے۔ اگر کچھ اور وقت گزر جاتا تو۔۔۔"

ڈاکٹر نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔۔۔

ڈاکٹر دوا اور مکمل ہدایات دیتی جا چکی تھی۔۔۔

مگر شیر داد ابھی تک ڈاکٹر کی کہی گئی بات میں الجھا کھڑا تھا۔۔۔

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ میرے پیچھے اس حویلی میں کیا ہوا ہے۔۔۔ ؟؟؟"

اس نے وہاں کھڑی رمشا بھابی اور طلعت چچی کو مخاطب کرتے پوچھا تھا۔۔۔

جو دونوں ہی اس وقت اس سے نگاہیں چراتی۔۔۔ اپنے تاثرات چھپانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

مہروز بیگم نے ان سب کو ہی سختی سے منع کیا تھا کہ شیر داد کو اس حوالے سے کوئی بات نہ بتائی جائے۔۔۔

جو شیر داد کو کچھ بتائے گا تو وہ ان سے دشمنی مول لے گا۔۔۔ اور حویلی کی کوئی بھی عورت دشمن قبیلے سے آئی لڑکی کی خاطر مہروز بیگم سے دشمنی مول نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔

مگر رمشا بھابی اس معصوم سی لڑکی پر ہوتا یہ ظلم نہیں دیکھ پا رہی تھیں۔۔ اس لیے اپنی ساس کے منع کرنے کے باوجود اس نے ساری بات شیر داد کو بتا دی تھی۔۔

مہروز بیگم نے درانہ کے ساتھ پچھلے دو ہفتے کیسا غیر انسانی سلوک کیا تھا۔۔۔

وہ پورا دن بنا آرام کیے کام کرتی رہتی تھی۔۔۔اور کھانے کے نام پر اسے ایک وقت کا بچا کچا کھانا ملازمین کے ساتھ آخر میں دیا جاتا تھا۔۔۔

اس کی طبیعت خرابی کے باوجود اس کا خیال نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

یہ ساری بات سنتے شیر داد کو دماغ گھوم گیا تھا۔۔

وہ دونوں وہاں سے جا چکی تھیں۔۔۔اور شیر داد مہمند کی سرخ نگاہیں بستر پر بے سُدھ پڑی درانہ نورزئی کے دھان پان سے لاغر وجود سے الجھ کر رہ گئی تھیں۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

اس کی بازو پر ڈرپ لگی تھی۔۔وہ ابھی بھی ویسے ہی بے سدھ پڑی تھی۔۔

سنہری بالوں کی ایک حسین لٹ اس کے لبوں کو چھو رہی تھی۔۔۔

تراشیدہ پنکھڑیاں اس وقت بے جان اور سوکھی پڑی تھیں۔۔

وہ کتنی ہی دیر یک ٹک اس کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔اور مہروز بیگم اندر داخل ہوئی تھیں۔۔

شیر داد نے مڑ کر دیکھا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔۔وہ شدید غصے کا شکار تھا۔۔۔۔اسے اپنی ماں سے ایسی توقع ہرگز نہیں تھی۔۔۔۔

اس کے بگڑے تیور مہروز بیگم نے پہلی نظر میں ہی دیکھ لیے تھے۔۔۔

"کیا ہوا ہے اسے۔۔؟؟ صبح تک تو بالکل ٹھیک تھی۔۔ابھی پتا چلا ہو گا کہ شوہر گھر آ گیا ہے۔۔

تو جان بوجھ کر یہ ناٹک شروع کر دیا۔۔۔یہ نورزئی خاندان کی عورتیں کچھ زیادہ ہی نزاکت کو مظاہرہ کرتی رہتی ہیں۔۔۔۔"

اس لڑکی کو اپنے بیٹے کے بیڈروم میں۔۔۔اس کی بیڈ پر لیٹا دیکھ وہ شدید غصے کا شکار ہوئی تھیں۔۔۔

مگر شیر داد کے بگڑے تیور دیکھ کچھ نہیں بولی تھیں۔۔۔

"آپ نے اس کی ساتھ ایسا کیوں کیا۔۔۔؟؟"

ان کی کہی باتوں کو نظر انداز کرتے۔۔اس نے انتہائی سنگین لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

اس نے اپنے لہجے کو ہر طرح کی گستاخی سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی تھی۔۔

"خاناں۔۔۔ تم اس لڑکی کی خاطر اپنی ماں سے باز پرس کرو گے اب۔۔۔۔"

شیر داد کا غصہ دیکھ انہوں نے فوراً اپنی آنکھوں کو پانی سے بھر لیا تھا۔۔

"یہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے مورے۔۔۔ بیوی ہے وہ اب میری۔۔۔ آپ نے اس کے ساتھ اتنا برا سلوک کیوں رواں رکھا۔۔ اتنی مشقت تو یہاں ملازمین سے نہیں کروائی جاتی۔۔

جتنی آپ نے اس سے کروائی ہے۔۔۔ شیر داد خان مہمند میں بیوی ہے وہ۔۔۔ جس کی اتنی تذلیل کی ہے آپ نے۔۔۔۔"

آج پہلی بار وہ اپنی ماں سے ایسے سوال جواب کر رہا تھا۔۔ کیونکہ آج وہ بہت زیادہ غصے میں تھا۔۔۔

جبکہ اس کی زبان سے درانہ کے لیے بیوی کا لفظ سن کر وہ غصے سے جل بھن گئی تھیں۔۔

"اوہ۔۔۔ تو تمہیں پہلے سے ہی میرے خلاف بھڑکا دیا گیا ہے۔۔ تم اس دشمنوں کی لڑکی کی خاطر اپنی ماں کو بے عزت کر رہے ہو شیر داد۔۔۔

میں اس کے لیے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔ میری خاجستہ کو تو مجھ سے دور کر ہی دیا گیا ہے۔۔۔ اب تم بھی اس دشمن لڑکی کے حسن کے فریبی جال میں الجھ کر اپنی ماں کو اس طرح سے کٹہرے میں کھڑا کر رہے ہو۔۔۔"

وہ اپنے بیٹے کا یہ انداز برداشت نہیں کر پائی تھیں۔۔۔

جبکہ ماں کی بات سن کر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ اس کی بات کو کہیں اور لے گئی تھیں۔۔ اور اپنی غلطی ماننے کو کسی قیمت پر تیار نہیں تھیں۔۔

"مورے بس۔۔۔ آپ بات کو غلط جانب لے کر جا رہی ہیں۔۔۔

میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔۔۔ اور آپ کو بس اتنا کہوں گا کہ

آپ نے جو کیا وہ بہت زیادہ غلط تھا۔۔۔

ویسا سلوک میں اپنے گھر کے ملازمین کے لیے برداشت نہیں کر

سکتا۔۔ جو آپ نے میری بیوی کے ساتھ کیا ہے۔۔۔

یہ پہلی اور آخری بار تھا۔۔۔

اگر آپ نے دوبارہ اس کے ساتھ ایسا کچھ کیا۔۔ یا اس کی تذلیل

کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

وہ شیر داد خان مہمند کی بیوی ہے۔۔۔اور اس کو اس گھر میں وہی مقام ملنا چاہیے۔۔۔اگلی بار میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔"

شیر داد نے ہمیشہ اپنی ماں کی ہر بات سنی تھی۔۔انہیں وہ عزت دی تھی جس کی وہ حقدار تھیں۔۔

مگر اب بات کسی اور انسان کی زندگی کی تھی۔۔۔وہ بھی اس لڑکی کی۔۔۔جو بہت بڑی قربانی دے کر اس گھر میں آئی تھی۔۔۔۔

اور درانہ نورزئی کی خوشیوں کے ساتھ اس کی اپنی بہن کی خوشیاں جڑی تھیں۔۔۔

وہ کسی بھی قسم کی کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اس نے بات مکمل کر کے مہروز بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اس وقت شاکی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔

اور پھر ایک نفرت بھری نظر بیڈ پر لیٹی درانہ پر ڈالتے وہ اس سے ناراضگی کا خاموش اظہار کرتیں وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔

شیر داد نے پلٹ کر دروازہ بند کیا تھا۔۔۔ اور کرسی اٹھاتے بیڈ کے قریب آن بیٹھا تھا۔۔۔

وہ ابھی بھی ویسے ہی حالت میں تھی۔۔۔ شیر داد کی نظریں اس کی گھنیری پلکوں پر جم گئی تھیں۔۔۔ جو آرزو پر سایہ فگن بہت دلفریب منظر پیش کر رہی تھیں۔۔۔

وہ کرسی سے پشت ٹکائے سینے پر بازو باندھے یک ٹک اسے تکے گیا تھا۔۔۔

اس کی چوڑی کشادہ پیشانی پر شکنوں کا جال بنا ہوا تھا۔ آنکھوں میں اب بھی بہت غصہ تھا۔۔۔

باہر رات گہری ہو رہی تھی۔۔۔

وادی تورغر کی سردی بڑھ رہی تھی۔۔۔ مگر کمرے کے اندر حرارت اور بوجھل پن کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سا احساس بکھرا ہوا تھا۔۔۔

جسے شیر داد مہمند کوئی نام نہیں دے سکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"خاجستہ بیٹا آپ بھی یہاں سب کے ساتھ بیٹھ جایا کرو۔۔۔۔ ہمیں بہت اچھا لگے گا۔۔۔۔"

خاجستہ کو وہاں دو ہفتے گزر گئے تھے۔۔۔ مگر اس نے ایک بار بھی نیچے جا کر سب کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔ وہ ہر وقت کمرے میں ہی بیٹھی رہتی تھی۔۔۔

زرغونہ بیگم ایک دو بار اس کے پاس آئی تھیں۔۔۔ اسے بہت نرمی سے سمجھایا تھا کہ وہ سب کے ساتھ گھلے ملے۔۔۔۔ اب اسے اسی گھر میں رہنا تھا۔۔۔۔ یہی اس کے اپنے تھے۔۔۔ مگر اس نے ان کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا تھا۔۔۔۔

نوریان نے اس سے دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔وہ روز

رات دس بجے کے بعد کمرے میں آتا تھا۔۔۔اس کا ایک ہی مقررہ

ٹائم تھا۔۔۔

اس کے آنے سے پہلے ہی وہ سوتی بن جاتی تھی۔۔۔وہ اس کے پہلو

میں بستر پر سوتا تھا۔۔۔وہ تب تک جاگتی رہتی تھی۔۔۔

اس شخص نے ایک بار بھی اس پر حق جتانے کی کوشش نہیں کی

تھی۔۔۔اور صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ تیار ہو کر کمرے سے

نکل جاتا تھا۔۔۔۔

خاجستہ اس کے آنے تک جاگتی رہتی تھی اور صبح اس کے اٹھنے سے پہلے اٹھ بھی جاتی تھی۔۔۔

کن اکھیوں سے اسے دیکھتی بھی تھی۔۔۔ مگر کبھی اس پر ظاہر نہیں کیا تھا۔۔۔

ان دونوں کے درمیان یہی اجنبیت چل رہی تھی۔۔۔

وہ اب اس سب سے بری طرح سے تنگ آگئی تھی۔۔۔ اسے لگتا تھا کہ وہ ایسا کر کے نوریان خان نورزئی کو اس کے گھر والوں کے سامنے بے عزت کر رہی تھی کہ اس کی بیوی اس کی بات نہیں مانتی۔۔۔

اور اس کے گھر والوں سے بات تک نہیں کرتی۔۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کب وہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کرے اور اس کی بدلے وہ اپنی شرط اس کے آگے رکھ دے۔۔

لیکن اس شخص کو دیکھ کر ایسے لگتا تھا جیسے اسے فرق ہی نہیں پڑ رہا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ کمرے اکیلے رہ رہ کر وہ بری طرح سے تنگ آگئی تھی۔۔۔

اور خود ہی نیچے جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔

اسے عجیب سی جھجھک محسوس ہو رہی تھی نیچے آتے ہوئے۔۔۔

مگر حیرت انگیز طور پر اس کے نیچے آنے پر سب نے ہی اسے بہت خوشگوار انداز میں مخاطب کیا تھا۔۔

سوائے گلالئی بیگم کے۔۔۔جو ایک جانب بیٹھی نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔

ماہ گل بی بی نے اسے اپنے پاس بیٹھایا تھا۔۔۔اور بہت محبت سے اس سے باتیں کرنے لگی تھیں۔۔

خاجستہ کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ سب اس سے ایسی محبت سے پیش آئیں گی۔۔۔زرغونہ بیگم اور ماہ گل بیگم اسے بہت زیادہ پسند آئی تھیں۔۔۔

"ہم نے سنا ہے آپ بہت اچھی ڈاکٹر ہیں۔۔۔؟ کیا یہ سچ ہے۔۔؟؟"

تحریم نے اشتیاق بھرے انداز میں اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔۔وہ ابھی ایف ایس سی کر رہی تھی۔۔۔

اور اسے ڈاکٹر بننے کا بہت شوق تھا۔۔۔خاجستہ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ خوش ہوئی تھی۔۔۔

"یہ سب باتیں تو ساتھ ساتھ چلتی رہیں گی۔۔ مگر بس ہمیں تو ایک ہی خواہش ہے تم سے۔۔۔ ہماری دعا ہے وہ تم بہت جلد پوری کر دو۔۔۔"

اس کی جانب دیکھتے ماہ گل بیگم نے جو بات کی تھی وہاں کافی سارے چہروں پر اس نے دھیمی سے معنی خیز مسکان دیکھی تھی۔۔۔ مگر خاجستہ کو ان کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

"کیسی خواہش دادی جان۔۔۔؟؟"

اس نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور پھر زرغونہ بیگم کی مسکراہٹ کی جانب۔۔۔

"بھئی ہمارے نوریان کے اولاد دیکھنے کی خواہش۔۔۔ تم ہی تو پوری کرو گی۔۔۔ دیکھنا اللہ کے حکم سے بہت جلد تمہاری گود ہری ہو گی۔۔۔ میں تو بہت زیادہ دعا کرتی ہوں۔۔۔ اب بس اپنے سردار کی اولاد دیکھنے کی خواہش باقی رہ گئی ہے۔۔۔"

انہوں نے جو بات کہی تھی۔۔۔ خاجستہ کچھ دیر تو ہونقوں کی طرح انہیں دیکھتی رہی تھی۔۔ اور اگلے ہی پل اس کا چہرا گلنار ہوا تھا۔۔۔

اسے ایک دم سے اس شخص کی کہی بات یاد آئی تھی۔۔۔ کہ وہ اگر اس کے گھر والوں کے بیچ جا کر بیٹھے تو اسے پتا چلے گا وہ کیا چاہتے ہیں اس سے۔۔۔

خاجستہ کو شرماتے دیکھ زرغونہ بیگم نے اس کے پاس بیٹھتے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔۔

"بہت جلد یہ خوشی نصیب ہو گی ہمیں اماں جان۔۔۔۔ ابھی تو تھوڑا سا وقت گزرا ہے۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر اس کا ساتھ دیا تھا۔۔۔

"عجیب لوگ ہیں آپ سب بھی۔۔ دشمن کی بیٹی سے کیسی کیسی امیدیں لگا کر بیٹھے ہیں۔۔۔ اگر وارث کی اتنی خواہش ہے تو نوریان کی شادی اس سے کریں جس سے وہ کرنا چاہتا تھا۔۔

ایسے ان چاہے انسان کے ساتھ اس کو باندھ کر اب اسے پھر سے نئی آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

نوریان خان نورزئی پہلے دن سے حرم کو ہی چاہتا ہے۔۔۔ اور اس سے ہی شادی کرنے کا خواہاں تھا۔۔۔

مگر اس قبیلے کی بقا کے لیے میرے بچے کو نجانے اور کتنی قربانیاں دینی پڑیں گی۔۔۔"

گلالئی بیگم نے جان بوجھ کر خاجستہ کے سامنے حرم کا ذکر کیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ اس لڑکی کو بتا سکیں کہ وہ ان کے بھتیجے کی خواہش کبھی نہیں بن سکتی۔۔۔۔

ان کی بات پر جہاں باقی سب کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔ وہیں خاجستہ کتنے ہی پل اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

نوریان خان نورزئی کی زندگی میں پہلے سے کوئی لڑکی تھی۔۔۔ ایک عجیب سا احساس اس کے دل میں آن ٹھہرا تھا۔۔۔

اس کے چہرے کی جوت بجھ سی گئی تھی۔۔۔۔ جو بات وہاں سب نے نوٹ کی تھی۔۔۔

"گلالئی فضول باتیں مت کیا کرو۔۔۔نہ حرم نوریان کو نصیب تھی

اور نہ نوریان حرم کا۔۔۔ نوریان کا جو نصیب ہے وہ اسے مل چکا

ہے۔۔۔اور حرم کے باپ نے بھی اس کا رشتہ طے کر دیا

ہے۔۔۔تو اب میں آئندہ یہ نام اس طرح سے نہ سنوں۔۔۔"

ماہ گل بی بی نے گلالئی کو سختی سے ٹوک دیا تھا۔۔۔جس پر انہوں نے

دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

بلکہ مسکراتی نگاہوں سے خاجستہ کی جانب دیکھا تھا۔جس کا چہرا

بالکل مرجھا چکا ہے۔۔۔وہ سمجھ گئی تھیں کہ ان کا تیر بالکل نشانے

پر لگا تھا۔۔

ان کے دل میں سکون سا اتر گیا تھا۔۔۔

زرغونہ بیگم نے تاسف بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اور موضوعِ گفتگو بدل دیا تھا۔۔۔۔

خاجستہ نے بھی اس بات کو دماغ سے جھٹکنا چاہا تھا مگر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔۔۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔مجھے جب اس انسان سے کوئی تعلق رکھنا ہی نہیں ہے تو وہ کس اور لڑکی سے محبت کرتا ہو۔۔۔یا شادی کرنا چاہتا ہو۔۔۔مجھے رتی برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔۔۔

بس مجھے میرے گھر واپس بجھوا دے۔۔۔"

وہ اٹھ کر لان میں آگئی تھی۔۔۔ حویلی کے دائیں جانب بہت ہی خوبصورت لان بنا ہوا تھا۔۔۔ جس کے چاروں جانب پھولوں کی کیاریاں بنی تھیں۔۔۔ جن کی خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

خاجستہ اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ اسے اپنے سامنے کرسیوں پر آکر بیٹھتی شبنم اور رحیمہ کی آمد کی خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"آہم۔۔۔۔"

شبنم نے گلا کھنکھار کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔ خاجستہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"لگتا ہے آپ نوریان لالہ کے خیالوں میں کھوئی ہوئی ہیں۔۔۔۔
آپ کو ہماری آمد کی خبر ہی نہیں ہوئی۔۔"

رحیمہ نے اس کا گم صُم انداز دیکھ مسکرا کر کہا تھا۔۔

جس پر خاجستہ بھی ہولے سے مسکرادی تھی۔۔۔

"آپ گلالئی پھوپھو نے جو بات کہی اس بارے میں سوچ رہی
ہیں۔۔۔؟؟"

شبنم کی بات پر خاجستہ نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔"

خاجستہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے۔۔۔وہ اپنی کیفیت خود بھی سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔۔

"حرم آپی زرغونہ چچی کی سگی بہن کی بیٹی ہیں۔۔۔سب کو یہی لگتا تھا کہ ان کی شادی نوریان لالہ سے ہوگی۔۔۔

مگر پھر نوریان لالہ نے جرگے کا فیصلہ مان کر آپ سے شادی کرلی۔۔۔تو اب حرم آپی کی شادی بھی ان کے چچازاد سے طے پاچکی ہے۔۔۔۔کچھ دنوں بعد نکاح ہے اور ایک مہینے بعد شادی۔۔۔

انسان لاکھ کوشش کر لے۔۔۔ مگر جو مقدر میں ہی نہ ہو وہ نہیں مل سکتا۔۔۔"

رحیمہ نے خود ہی ساری بات بتادی تھی۔۔۔ شبنم اسے آنکھیں نکالتی رہ گئی تھی۔۔۔ مگر وہ اپنی ہی دھن میں تھی۔۔۔

اس کی بات سن کر خاجستہ کا دل عجیب سے احساسات سے گھر گیا تھا۔۔۔ کیا اس کی وجہ سے دو دل جدا ہوئے تھے۔۔۔۔

"نوریان خان نورزئی کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔۔۔ انہوں نے اپنی محبت پانے کے لیے کوشش نہیں کی۔۔۔ وہ چاہئیں تو دوسری شادی بھی کر سکتے ہیں۔۔"

خاجستہ کو اس بات سے حیرانی ہو رہی تھی۔۔۔ کہ اگر وہ کسی لڑکی سے اتنی محبت کرتا تھا تو اسے حاصل کرنے کی ایک کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔

"آپ کو ان کی دوسری شادی سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔؟؟"

شبنم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جب اس بات پر ایک بے سکونی سی اس کے اندر پھیلی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔"

اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے تھے۔۔۔ جب اسی لمحے گاڑی کا ہارن بجا تھا۔۔ خاجستہ نے فوراً نگاہیں موڑ کر دیکھا تھا۔۔۔

جس انداز میں اس نے دیکھا تھا۔۔ رحیمہ اور شبنم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

افضل کے دروازہ کھولنے پر وہ گاڑی سے نکلا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

کریم کلر کے لباس پر اس نے گرے کوٹ پہن رکھا تھا۔۔۔وہ جب تک اندر نہیں گیا تھا۔۔۔خاجستہ کی نگاہیں اس پر سے نہیں ہٹی تھیں۔۔۔

"نوریان خان نورزئی کی بیوی ہیں آپ۔۔۔لکھوالیں ہم سے۔۔۔چند مہینوں میں ان سے عشق نہ کر بیٹھیں تو ہمارا نام بدل دیجئے گا۔۔۔حرم آپی بھی پاگل تھیں ان کے پیچھے۔۔۔

بچپن سے صرف ان کے نام کے ساتھ ایک بار اپنا نام سن کر۔۔۔"

شبنم نے اس کی جانب دیکھتے چیلنج کرتے کہا تھا۔۔۔جس پر خاجستہ نے اسے صرف گھورا تھا۔۔۔وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔

وہ بس یہی سوچ رہی تھی کہ وہ آج جلدی گھر کیوں آگیا تھا۔۔۔

اس کا موڈ بھی کافی زیادہ خراب لگ رہا تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ اور پھر وہاں سے اٹھ گئی تھی۔۔۔۔

اس نے کمرے میں قدم رکھا تھا جب اس کی سماعتوں سے نوریان کی چنگارتی ہوئی آواز ٹکرائی تھی۔۔۔

"اگر اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر ان تینوں کو زندہ یا مردہ میرے سامنے پیش نہ کیا گیا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں قبر میں اتاروں گا۔۔۔"

کھڑکی کی جانب رخ کیے کھڑا وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔

بات نہیں کر رہا تھا بلکہ چنگار رہا تھا۔۔۔

خاجستہ تو اس کا غصہ دیکھ اپنی جگہ بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس نے پہلی بار اس کو یہ انداز دیکھا تھا۔۔۔ یہاں آنے سے پہلے

اس نے سنا ضرور تھا کہ نوریان خان نورزئی بہت زیادہ غصے والا

ہے۔۔

آج پہلی بار اس کا غصہ دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ سہم کر ایک جانب

صوفے پر جا بیٹھی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی یہ شخص کن لوگوں کی

بات کر رہا ہے۔۔

مگر وہ اس کے اس روپ سے خوفزدہ ضرور ہوئی تھی۔۔۔

نوریان فون بند کرتے سنگین تاثرات کے ساتھ پلٹا تھا۔۔جب اسے سامنے دیکھ وہ رک سا گیا تھا۔۔۔

اپنے غصے میں اسے اس کی آمد کی خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔اس کی زرد رنگت دیکھ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کا بپھرا روپ دیکھ چکی ہے۔۔۔

اس نے وہاں ایک جانب پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا تھا اور باری باری تین گلاس اندر اتارتے خود کو ریلیکس کیا تھا۔۔

خاجستہ کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"شاید اسے حرم کی بات پکی ہونے کی خبر مل گئی ہے۔۔۔اس وجہ سے اتنا غصے میں ہے۔۔۔'

خاجستہ نے اندازہ لگایا تھا۔۔۔اسی لمحے نوریان نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟"

آگے بڑھتے وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔اور اب پوری توجہ سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آپ کس کو مروانے کی بات کر رہے تھے۔۔۔؟؟میرے قبیلے کے لوگوں کو۔۔۔"

اس کے سوال کو نظر انداز کرتے وہ غصے سے بولی تھی۔۔۔اسے

نجانے کیوں اس شخص پر اس وقت بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔

نوریان نے اس کے پھولے نتھنوں کو دیکھا تھا۔۔اور سیگریٹ

سلگاتے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔

"آپ کا قبیلہ اب یہ ہے وہ نہیں۔۔۔اس قبیلے کی اور اس کے

سردار کی فکر ہونی چاہیے اب آپ کو۔۔"

اسے نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور اس کے جانب

بڑھ گیا تھا۔۔۔

اسے اپنی جانب آتا دیکھ خاجستہ گھبرا گئی تھی۔۔۔وہ اس کے برابر صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ جس پر وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔ مگر اس شخص نے اسے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دیا تھا۔۔۔اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے وہ اسے واپس اپنے برابر صوفے پر گرا گیا تھا۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔؟؟؟"

خاجستہ نے خفگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

"آپ کو آپ کے گھر والوں نے یہ نہیں سکھایا کہ شوہر سے کیسے بات کی جاتی ہے۔۔۔"

اس کی دودھیا کلائی کو اپنی گرفت میں مضبوطی سے جکڑے اس شخص نے خاجستہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔اور اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہ صوفے پر نیم دراز ہوتے اپنا سر اس کی گود میں رکھ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ کا دل اس لمحے بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔وہ اس شخص سے ایسی استحقاق بھری حرکت کی توقع ہرگز نہیں کر رہی تھی۔۔۔اس کی رنگت شرم سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"سر دبائیں میرا۔۔۔جب بھی آپ کے پاس آتا ہوں۔۔۔ سر میں درد ہونے لگ جاتا ہے۔۔۔"

اس کا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھتے وہ حاکمانہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اور خاجستہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟ پلیز اٹھیں۔۔۔"

خاجستہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں بھاری ہونے لگی تھیں۔۔۔ وہ آنکھیں موندے بہت سکون سے اس کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

اس کی بات پر نوریان نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

وہ اس لمحے اس کے بے پناہ قریب تھی۔۔۔اس کی حسین زلفیں

چٹیا سے نکل کر اس کے چہرے کے گرد بکھری ہوئی تھیں۔۔

نوریان نے بہت ہی نرمی سے اس کی گردن میں اپنا بازو حمائل کیا تھا

اور اسے اپنے اوپر گرا لیا تھا۔۔۔

خاجستہ کی سانسیں سینے میں اٹک گئی تھیں۔۔

"میرے اس پورے قبیلے میں کسی کی جرات نہیں ہے میری حکم

عدولی کرنے کی۔۔۔جو آپ بار بار کر رہی ہیں۔۔۔

میں آپ پر غصہ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔نہ کوئی زبردستی کرنا چاہتا

ہوں۔۔۔

اس لیے آپ کی بھلائی اسی میں ہے کہ جو میں کہوں وہ مان لیں۔۔

میں ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں کر رہا آپ سے۔۔۔ جس میں آپ کو یا

آپ کے اس نازک وجود کو کوئی مشقت کرنی پڑے۔۔۔"

اس کا چہرا خاجستہ کے چہرے سے ایک انچ کے فاصلے پر تھا۔۔۔اس

کی گرم سانسیں خاجستہ کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔اس کی

دبے لفظوں میں دی جانے والی سنگین دھمکیوں اور معنی خیز جملوں

کے مفہوم سمجھتے خاجستہ کا چہرا خطرناک حد تک سرخ ہوا تھا۔۔۔

اس نے خاجستہ کا چہرا تھوڑا سے مزید اپنے قریب کیا تھا۔۔۔ اور ہولے سے اپنے مونچھوں تلے سجے اعنابی ہونٹ اس کے گال پر رکھ دیئے تھے۔۔۔ اس کی مونچھوں کی چبھن بہت شدت بھری تھی۔۔۔

وہ اپنی جگہ کسمسا کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس کا وجود اس گستاخ لمس پر لرز اٹھا تھا۔۔۔

"آئندہ اگر میرے کسی بھی حکم سے انکاری ہوئیں آپ۔۔۔ تو نتائج کی زمہ دار آپ خود ہونگی۔۔۔'

اس کے وجود کی مسحور کن مہک اپنی سانسوں میں اتارتا وہ اسے آزاد کر گیا تھا۔۔۔خاجستہ فوراََ اسے دور ہوئی تھی۔۔

اس کا دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔۔

جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔اس نے مٹھیاں سختی سے بھینچے ابھی بھی اپنی گود میں سر رکھے لیٹے شخص کو خونخوار نگاہوں سے گھورا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں موند چکا تھا۔۔۔

اس کا دل تو چاہ رہ تھا کہ سر کی جگہ گردن دبا کر اس سردار کا کام یہیں تمام کر دے۔۔۔

اس کے گستاخ ہونٹوں کا لمس اسے ابھی بھی اپنے گال پر محسوس ہو رہا تھا۔۔

مارے شرم کے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔وہ بہت استحقاق سے اس کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا۔۔۔اس کی گرم سانسیں خاجستہ کو اپنے پیٹ پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔

"میرے قتل کی پلاننگ بعد میں کر لینا۔۔۔ ابھی سے دبائیں۔۔۔"

بند آنکھوں سے بھی اس کی کیفیت سمجھتے وہ مبہم سا مسکرایا تھا۔۔۔

اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ماتھے پر رکھ دیا تھا۔۔

خاجستہ کی نظریں اس دلفریب مسکان سے الجھ کر رہ گئی تھیں۔۔

مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق نا چاہتے ہوئے بھی وہ اس کا سر دبانے لگی تھی۔۔۔ مگر انتہائی زور زور سے۔۔۔

جس سے اس کے سر کا درد کم نہیں ہونا تھا مزید بڑھ جانا تھا۔۔۔۔

لیکن نوریان ایسے ہی آنکھیں موندے لیٹا رہا تھا۔۔۔ اس نے اسے

کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ جس نے انتہائی بے رحمی سے اس کا سر دبایا
تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے اس شخص کی سانسیں بھاری سی محسوس ہوئی
تھیں۔۔۔ اس نے ہلکا سا جھکتے دھیان سے دیکھا تھا۔۔۔ وہ نیند میں
جا چکا تھا۔۔ ایسے ہی اس کی گود میں سر رکھے۔۔۔

خاجستہ نے دانت پیستے اس کے سر کو اپنی گود سے ہٹانا چاہا تھا۔۔۔
مگر پھر اس ڈر سے رک گئی تھی کہ وہ اگر جاگ گیا تو پھر نہ روک
لے۔۔۔

لیکن وہ کتنی ہی دیر ایسے بیٹھی رہتی۔۔۔۔ اس نے اٹھنے کا سوچا ہی

تھا۔۔۔ جب نوریان نے نیند میں کروٹ بدلی تھی۔۔۔ اور اس کا

رخ خاجستہ کی جانب ہو گیا تھا۔۔۔ اس کے ہونٹ خاجستہ کے پیٹ

سے ٹکرا رہے تھے۔۔۔

خاجستہ کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش پر وہ

جی جان سے لرزنے لگی تھی۔۔۔۔

خاجستہ یہ سوچ کر شرم سے دوہری ہوئی تھی کہ اگر وہ اسی پوزیشن

میں جاگ گیا تو۔۔۔۔

اس نے شرم سے بوجھل ہوتی پلکوں کے ساتھ اس کے مغرور نقوش سے سجے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔ اور بہت ہمت اکٹھی کرتے اس کا سر اپنے کانپتے ہاتھوں سے اٹھایا تھا۔۔۔ صوفے سے آگے کو کھسکتے وہ اٹھی تھی۔۔

اور بہت ہی احتیاط کے ساتھ اس کے سر کے نیچے صوفے کا کشن رکھتے وہ اس دیو کے چنگل سے نکل گئی تھی۔۔۔

جو سوتے میں بھی اس کی سانسوں کی رفتار بڑھا رہا تھا۔۔۔ خاجستہ کی دھڑکنیں پاگل ہو رہی تھیں۔۔۔ اس شخص نے آج کیا کیا تھا اس کے ساتھ۔۔

وہ چند لمحے وہاں کھڑی اس کو تکتی رہی تھی۔۔۔ اور پھر اگلے ہی

لمحے واش روم کی جانب بڑھتی۔۔۔ آنکھیں موندتے اس کے

دروازے سے سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

اس کا دل ابھی بھی بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اور پورے

وجود میں عجیب سے سنسناہٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

نوریان خان وروزئی اس کی نیند کو پوری طرح سے چھین کر اب

خود بہت سکون سے سو رہا تھا۔۔۔ اور وہ اندر ہی اندر جلتی کڑھتی

اپنے وجود سے اٹھتی اس کی دلفریب مہک سے چھٹکارا پانے کی

کوشش کرتے نجانے کتنی ہی دیر واش روم میں کھڑی رہی تھی۔۔۔

اس کی دھڑکنیں اس کے قابو میں ہی نہیں آرہی تھیں۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پوری رات وہ اس کے سراہنے بیٹھا رہا تھا۔۔۔وہ شیر داد خان مہمند جس نے کبھی خود اٹھ کر پانی نہیں پیا تھا۔۔

وہ اس رات اپنے اندر کے پچھتاوے کی شدت کو کم کرنے کی خاطر پوری رات اس لڑکی کے پاس بیٹھا رہا تھا۔۔۔

جو اس کے سب سے بڑے دشمن قبیلے کی بیٹی تھی۔۔۔ مگر اب اس کی بیوی تھی۔۔۔

یہ ایک تعلق باقی تمام نفرتوں پر بھاری پڑ چکا تھا۔۔۔

وہ اپنے رشتوں میں بہت ایماندار انسان تھا۔۔۔ دشمنی بھی ایمانداری سے نبھاتا تھا اور تعلقات بھی۔۔

شیر داد خان مہمند نے اس کی بخار کی شدت کو کم کرنے کی خاطر ساری رات اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتا رہا تھا۔۔۔

اگر یہ منظر اس کے قبیلے کا کوئی شخص دیکھ لیتا تو اس پر غش طاری ہو جانا تھا۔۔

اس شخص کی اکڑ اور مغرور سے ایک دنیا واقف تھی۔۔۔وہ چاہتا تو اس وقت درانہ کے پاس ملازمین کا ڈھیر لگا دیتا۔۔ مگر اس وقت اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔

اور یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ ایسے کیوں بیٹھا تھا اس کے پاس۔۔۔

"پانی۔۔۔"

وہ نیم غنودگی میں بڑبڑائی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں ہولے سے وا ہوئی تھیں۔۔ مگر وہ ابھی مکمل طور پر ہوش میں نہیں تھی۔۔۔اس پر دوا کی وجہ سے غنودگی طاری تھی۔۔

شیر داد نے فوراً پانی کا گلاس اٹھایا اور اس کے قریب گیا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر بے سُدھ لیٹی تھی۔۔۔اس کا نازک وجود بنا دوپٹے کے اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اس کے سامنے تھا۔۔

شیر داد نے فوراً سے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا۔اس کے ہونٹ مزید سختی سے بھینچ گئے تھے۔۔۔

وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔اور اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کرتے اسے سہارا دے کر اٹھایا تھا۔۔

وہ بہت کمزور تھی۔۔اس کا وجود جیسے بالکل بے جان ہو رہا تھا۔۔۔

شیر داد نے اس کے کومل وجود کو اپنے مضبوط بازو کی حصار میں لیتے

اس کو سیدھا کیا تھا۔۔۔

اس کا نازک وجود پوری طرح سے اس شخص کی مضبوط بانہوں کے

حصار میں آگیا تھا۔۔۔

اس کا سر شیر داد کے سینے پر ٹکا ہوا تھا۔۔۔۔

اس کی گرم سانسیں شیر داد کے سینے کو چھو رہی تھیں۔۔۔ شیر داد

نے اس کے کانپتے، لرزتے لبوں سے پانی کا گلاس لگایا تھا۔۔۔

جس سے تھوڑا سا پانی پینے کے بعد اس نے بے ساختہ چہرا اوپر کیا

تھا۔۔۔

وہ ابھی بھی مکمل طور پر اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔۔اس کے

چہرا اوپر کرنے پر شیر داد جو اس کی جانب جھکا ہوا تھا۔۔

درانہ کے گرم دہکتے ہونٹ اس پل بے اختیاری میں دھیرے سے

شیر داد خان مہمند کے اعنابی ہونٹوں کو چھو گئے تھے۔۔۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک اور بے ساختہ تھا کہ ایک لمحے کے لیے

شیر داد کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔

ان گداز ہونٹوں کی نرماہٹیں بہت شدت سے محسوس ہوئی

تھیں۔۔۔وہ اس کے بہت زیادہ قریب تھی۔۔۔اس لڑکی کو

احساس نہیں ہوا تھا اس لمحے کی سنگینیت کا۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے۔۔۔"

اس نے شیر داد کی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔اس کے سینے میں چہرا چھپاتے وہ اس وقت سسک پڑی تھی۔۔۔

اور شیر داد کے لیے یہ لمحہ کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔۔۔اس نے درانہ کو خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔

مگر وہ کسی ضدی بچے کی طرح اسے چھوڑنے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔۔۔

اس نے بہت مضبوطی سے شیر داد کی شرٹ کو جکڑ رکھا تھا۔۔۔اس لڑکی کے گرم دہکتے ہونٹ شیر داد کے سینے پر عین دل کے مقام پر تھے۔۔

شیر داد کی آنکھوں کی رنگت بے انتہا سرخ ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس قدر قربت نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ دونوں ایک مضبوط رشتے میں قائم تھے۔۔۔

مگر وہ محرم ہونے کے باوجود اجنبی ہی تھے ایک دوسرے کے لیے۔۔۔ان دونوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جڑے نہیں تھے۔۔۔

اور نہ کبھی جڑ سکتے تھے۔۔۔

اس لیے وہ کوئی بھی کمزور لمحہ ان دونوں کے بیچ نہیں آنے دے سکتا تھا۔۔۔

"مجھے میری ماں کے پاس جانا ہے۔۔۔۔ پلیز بھائی سے ملوا دو۔۔۔۔
"

وہ بچوں کی طرح ہچکیوں سے روتے ہوئے اس کے آگے فریاد کر رہی تھی۔۔۔

شیر داد نے اب کی بار اور جھٹکا نہیں تھا۔۔۔

وہ گہرا سانس بھرتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا تھا۔۔۔وہ چاہتا تھا درانہ واپس سو جائے تو وہ اس کے پاس سے اٹھ جائے گا۔۔۔

وہ لڑکی انجانے خوف میں مبتلا بری طرح سے لرز رہی تھی۔۔اس کی حالت اسے وقت بہت قابلِ رحم تھی۔۔

اور شیر داد خان مہمند کو اس پل درانہ نورزئی پر رحم آ رہا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں رہنا اس مہمند کے ساتھ۔۔۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھے اس کی بانہوں کے حصار میں قید غنودگی میں بھی اس کا نام انتہائی غصے اور نفرت سے لیتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

شیر داد مہمند پل بھر کو ساکت ہوا تھا۔۔

یہ لڑکی اس وقت یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ جس کے سینے پر سر رکھ کر آنسو بہا رہی تھی۔۔

وہ وہی مہمند تھا۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔کیوں نہیں رہنا۔۔۔؟؟"

شیر داد کے لبوں سے بے ساختہ یہ سوال نکل گیا تھا۔۔۔جس کی وجہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

"نفرت۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں اس سے۔۔۔ بہت ظالم۔۔۔۔
سنگدل ہے۔۔۔۔"

اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔۔۔ اور سانسیں مدھم ہونے لگی
تھیں۔۔۔

اس نے یہ اعتراف بہت دھیرے سے کیا تھا۔۔۔۔

شیر داد کی کنپٹی کی رگ ابھر آئی تھیں۔۔۔ اس لڑکی کے انداز میں
اس کے لیے واضح نفرت تھی۔۔۔

وہ حواسوں میں نہ ہوتے ہوئے بھی اس نفرت کو یاد رکھے ہوئے
تھی۔۔۔

"مگر ساری زندگی اب تمہیں اسی کے پاس رہنا ہے۔۔۔"

نجانے کس احساس کے زیر اثر وہ یہ بات بول گیا تھا۔۔۔

شیر داد نے اس کی بالوں میں انگلیاں پھنساتے اس کا چہرا اوپر اٹھایا تھا۔۔

اور اس پل وہ جیسے مبہوت رہ گیا تھا۔۔

آنسوؤں میں بھیگا مترنم چہرا۔۔۔ تراشیدہ ہونٹ بری طرح سے لرز رہے تھے۔۔

چھوٹی سی ستواں ناک بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

اس کی گھنیری پلکیں اس لمحے ہلکی سی اٹھی تھیں۔۔۔ مگر وہ ان کا بوجھ نہ سہار پاتے انہیں واپس گرا گئی تھی۔۔۔

"پھر تو میں مر جاؤں گی بہت جلد۔۔۔"

اس کے لبوں سے مایوسی بھرے انداز میں یہ جملہ نکلا تھا۔۔۔

شیر داد کے دل میں کچھ بدلا تھا۔۔۔

درانہ کی آنکھوں سے آنسو نکل کر پلکوں پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔

دل کو چھو لینا والا دلفریب نظارہ تھا۔۔۔

وہ شخص کتنی ہی دیر اس پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔۔

وہ آنسو پھسل کر اس کے گال پر گرا تھا۔۔۔

جسے ہاتھ بڑھا کر نوریان خان نورزئی اپنی انگلیوں کی پوروں سے چن گیا تھا۔۔

اس کے گداز گالوں کو چھوتے شیر داد کے انداز میں خود بخود ملائمت آ گئی تھی۔۔

جس بات کا احساس خود اسے بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس کے بعد وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

دُرانہ کا سر ایک بار پھر سے اس کے سینے پر آن ٹھہرا تھا۔۔۔ شیر داد نے اسے دور نہیں کیا تھا۔۔۔

اس کا بازو ہولے سے درانہ کے گرد اپنی گرفت مزید مضبوط کر گیا تھا۔۔۔ اس کا ہاتھ درانہ کے پہلو پر ٹکا ہوا تھا۔۔

اس لمس کی شدت محسوس کرتے وہ ہولے سے کسمسائی تھی۔۔۔

مگر اس شخص نے اس جانب دھیان نہیں دیا تھا۔۔۔ کہ وہ اس وقت اپنے کسی مجرم کو نہیں بلکہ ایک نازک دوشیزہ کو تھامے ہوئے ہے۔۔

اس کی گرفت غیر ارادی طور پر اتنی ہی سخت رہی تھی۔۔۔وہ کسمساتی ہوئی پھر سے نیند کی آغوش میں جا چکی تھی۔۔۔

شیر داد خان مہمند کا مضبوط ہاتھ ابھی بھی اس کے پہلو پر جما ہوا تھا۔۔۔

وہ پورے دن کا تھکا۔۔۔رات کے آخری پہر کب اس کی آنکھ لگی تھی۔۔۔اسے خود بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا اور درانہ اس کے سینے پر سمٹی ہوئی۔۔۔مدھم مدھم سانسیں بھر رہی تھی۔۔۔

رات قطرہ قطرہ بیت رہی تھی۔۔۔

اور اس حسین وادی کی ٹھنڈ کی شدت مزید بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ گہری نیند میں تھی۔۔۔جب اسے اپنے بازو پر مضبوط گرفت محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس نے نیند سے بیدار ہوتے۔۔۔مندی مندی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھا تھا۔۔۔

اور اس کی نیند جائے بھگ سے اڑ گئی تھی۔۔

"اٹھیں اور میرے لیے ناشتہ لے کر آئیں۔۔۔"

اس نے سوئی ہوئی خاجستہ کو بازو سے پکڑ کر پلاسٹک کی بے جان گڑیا کی طرح بیڈ سے اٹھا دیا تھا۔۔۔

وہ جو ٹھیک سے اپنی آنکھیں بھی نہیں کھول پائی تھی۔۔۔اس جارحانہ کارروائی پر وہ بالکل چکرا گئی تھی۔۔۔۔اس نے بروقت نوریان کے سینے پر ہاتھ رکھتے خود کو سنبھالا تھا۔۔۔

اس کی حسین زلفیں اس کے گرد بکھری ہوئی تھیں۔۔۔بنا دوپٹے کے اس کے دلفریب سراپے کے نشیب و فراز واضح ہو رہے تھے۔۔اس شخص کی نگاہیں خود بخود اس حسین سراپے کا معائنہ کرتیں۔۔

خاجستہ کے چودہ طبق روشن کر گئی تھیں۔۔

"یہ کیا طریقہ ہے نیند سے اٹھانے کا۔۔۔؟؟"

خاجستہ نے اس سر پھرے شخص کو گھورتے خفگی سے کہا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر تکیے کے پاس پڑا اپنا دوپٹہ اٹھاتی۔۔۔

جب نوریان نے اس کی نازک کمر میں اپنا بازو حمائل کیا تھا اور اسے

اپنے جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

خاجستہ کا نازک وجود کٹی پتنگ کی مانند اس کے چوڑے مضبوط سینے

سے ٹکرا گیا تھا۔۔۔

"سوتے ہوئے شوہر کو غیر آرام دہ حالت میں صوفے پر چھوڑ کر

خود یہاں مزے سے بیڈ پر سونا۔۔۔ کیا یہ ٹھیک طریقہ

ہے۔۔۔؟؟"

نوریان نے اس کے چہرے سے بالوں کی لٹ کو ہٹاتے پوچھا

تھا۔۔۔

ایسا کرتے ہوئے اس کی انگلیاں خاجستہ کے ہونٹوں سے ٹکرائی

تھی۔۔۔۔وہ اپنی جگہ کانپ گئی تھی۔۔۔

رات کا واقع یاد کرتے اس کے چہرے کی رنگت بے پناہ سرخ ہوئی

تھی۔۔۔

"پلیز چھوڑیں۔۔۔"

اپنی کمر پر محسوس ہوتی اس کی انگلیوں کی گردش پر اس نے شرم

سے سرخ ہوتے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"آج سے میرے سارے کام آپ اپنی نگرانی میں ملازمہ سے کروائیں گی۔۔۔"

اس کے وجود پر ایک بھرپور نظر ڈالتا وہ مرر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔وہ اس وقت ڈارک براؤن لباس میں ملبوس اوپر ہم رنگ کوٹ پہنے بے پناہ وجیہہ لگ رہا تھا۔۔۔

خاجستہ نے خفگی بھری نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔۔۔ایک دم سے اس شخص کو کیا ہو گیا تھا۔۔۔پہلے اتنا اجنبی بنا رہا تھا۔۔۔اور اب بالکل اس کی جان کو آگیا تھا۔۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنے گرد لپیٹتے نیند سے اتنی بڑی طرح اٹھائے جانے پر خفگی سے بولی تھی۔۔۔ مگر پھر ایک دم سے اس شخص کا رات والا روپ یاد آنے پر وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔۔۔

نوریان نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اس کی سنگین نگاہوں کا وار اتنا قاتلانہ تھا کہ وہ فوراً اس کے اثر میں قید ہوئی تھی۔۔۔

وہ اسے زہریلی نگاہوں سے دیکھتے پیر پٹختی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ انتہائی زور سے دروازہ بند کیا گیا تھا۔۔۔

مرر کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بناتے نوریان خان نورزئی

کے لبوں پر ہلکی سی دلفریب مسکان ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

وہ تیار ہونے کے بعد صوفے پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

جب کچھ دیر بعد ملازمہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔اور اس کے

سامنے ناشتہ رکھتے سرو کرنے لگی تھی۔۔۔جب اس نے روک دیا

تھا۔۔۔اور کمرے میں داخل ہوتی خاجستہ کو پاس بلایا تھا۔۔۔

ملازمہ کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔

"ناشتہ سرو کریں بیگم صاحبہ۔۔۔"

شاہانہ انداز میں صوفے پر بیٹھا وہ اسے ایک اور حکم جاری کر گیا تھا۔۔ خاجستہ کا دل تو چاہا تھا سامنے رکھی گرم چائے اس شخص کے سر پر انڈیل دے۔۔۔

مگر وہ چاہ کر بھی اپنے ان نیک ارادوں کو پورا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ آگے بڑھی تھی اور اس ٹیبل کے پاس آتے اس کے سامنے ناشتہ نکال کر رکھنے لگی تھی۔۔۔

اور اس پورے وقت میں اسے اس شخص کی تپش زدہ نگاہیں اپنے وجود سے الجھتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ وہ پلیٹ اٹھانے کے لیے

آگے کو جھکی تھی۔۔۔ جس پر اس کی کمر پر پڑی چٹیا بھی اس کے پہلو میں ڈھلک گئی تھی۔۔۔۔

نوریان نے گہرا سانس بھرتے ابلتی ہوئی گرم چائے کا کپ لبوں سے لگا لیا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل اس کا دوپٹہ کندھوں سے پھسل گیا تھا۔۔۔

وہ بہت زیادہ کنفیوژ ہو رہی تھی اس کی نظروں سے۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔۔۔

"بیٹھیں ناشتہ کریں۔۔۔۔"

اسے جاتے دیکھ پھر سے روک لیا گیا تھا۔۔۔۔ خاجستہ اب زچ ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ کیوں اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔۔۔؟؟ کیوں ایسا کر رہے

ہیں۔۔۔؟؟ میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا۔۔؟"

اس نے پلٹ کر روہانسے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

"آپ بیوی ہیں میری۔۔۔ میری ہر ضرورت کا خیال رکھنا آپ کو

فرض ہے۔۔۔ کیا آپ نے گھر کی باقی خواتین کو نہیں دیکھا کہ وہ

اپنے شوہر کی کیسے خدمت کرتی ہیں۔۔۔ آپ کو تو یہ سب خود کرنا

چاہیے تھا۔۔۔۔

جو میں آپ سے کروا رہا ہوں۔۔۔۔"

اس نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے کپ واپس رکھ دیا تھا۔

"مجھے یہاں کی عورتوں جیسا نہیں بننا۔۔نہ اس حویلی کی روایت اپنانی ہے۔۔مجھے اس خاندان میں نہیں رہنا۔۔۔

مجھے جیسے ہی موقع ملے گا میں اس قید خانے سے نکل جاؤں گی۔۔

آپ کو اگر اپنی یہ ساری ضرورتیں پوری کروانی ہیں تو دوسری بیوی لے آئیں۔۔۔میں یہ سب نہیں کروں گی۔۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کی خادمہ بننے کا۔۔۔"

وہ تنک کر بولی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر ناگواری بھرے تاثرات تھے۔۔۔جن سے اسے گھورتی وہ انتہائی سرد الفاظ استعمال کر گئی تھی۔۔۔

جس بات کا اندازہ مقابل کے بگڑے تاثرات سے ہوا تھا۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"کوئی خادمہ والے کام نہیں کروائے آپ سے۔۔۔ ابھی تک تو پوری طرح سے بیوی والے کام بھی نہیں کروائے۔۔۔"

وہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا اور خاجستہ گھبراتے ہوئے الٹے قدموں پیچھے کی جانب ہوئی تھی۔۔۔

"میں آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔۔۔ آپ زبردستی مجھ سے یہ سب نہیں کرواسکتے۔۔۔ آپ کو اجازت ہے۔۔۔ آپ دوسری شادی کرلیں۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔۔۔"

اس نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔۔

جس پر اس نے مقابل کی آنکھوں میں کچھ بدلتے دیکھا تھا۔۔۔

وہ پیچھے ہوتی دیوار سے جا لگی تھی۔۔۔۔اس کی کمر بہت زور سے ٹکرائی تھی۔۔۔وہ بالکل اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

نوریان نے اس کے دونوں اطراف اپنی ہتھیلیاں جمائی تھیں۔۔۔۔وہ دھان پان سا وجود اس کے کسرتی وجود کے پیچھے بالکل چھپ چکا تھا۔۔۔۔اس کے آگے کو جھکنے پر اس کی گرم سانسیں خاجستہ کے چہرے سے ٹکرانے لگی تھیں۔۔۔۔

نوریان نے اپنی شہد رنگ آنکھوں کو اس کی سنگدلانہ تاثرات سے

سجی آنکھوں میں گاڑھ دیا تھا۔۔۔

"مجبوری میں ہی سہی مگر آپ اس رشتے میں بندھ چکی ہیں۔۔۔جو

آپ کو اب نبھانا پڑے گا۔۔۔اس ان چاہے شخص کو برداشت کرنا

پڑے گا۔۔۔ آپ ایک سردار کی بیوی ہیں۔۔۔

آپ کی زندگی اتنی آسان نہیں ہو سکتی جتنی آپ سمجھ رہی

ہیں۔۔۔اور اگر مجھے دوسری شادی کرنی ہو گی تو وہ تو میں کروں گا

ہی۔۔۔مجھے اپنی زندگی میں ایک ایسی عورت چاہیے جس کی قربت

میں۔۔۔میں اپنی تمام پریشانیاں بھول کر کچھ پل سکون کے گزار

سکوں۔۔۔اگر آپ یہ سب نہیں کر سکتیں تو ٹھیک ہے۔۔۔میں اب فورس نہیں کروں گا آپ کو۔۔۔۔۔۔

مجھ سے بھی کسی بھلائی کی امید مت رکھیے گا آپ۔۔۔"

اس شخص کی کلون کی دلفریب مہک خاجستہ جب چاروں جانب بکھری ہوئی تھی۔۔۔اس کی گرم سانسیں خاجستہ کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔۔

وہ ساکت سی کھڑی اسے سن رہی تھی۔۔۔اس شخص کی آنکھوں میں ایک عجیب سا احساس تھا۔۔جسے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے وہ اس کے قریب سے ہٹا تھا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔وہ ناشتہ کیے بغیر جا چکا تھا۔۔۔

خاجستہ کتنی ہی دیر وہاں کھڑی رہی تھی۔۔۔انگلیاں مروڑتی وہ عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔۔۔وہ اس کا دشمن تھا۔۔۔اس کی دشمن قبیلے کا سردار۔۔۔

وہ بھلا اس کے سکون کا باعث کیوں بنتی۔۔۔اس کی ہر بات کیوں مانتی۔۔۔

وہ عجیب سی خفگی کا شکار خود سے الجھنے لگی تھی۔۔۔

"کیا وہ اب واقعی دوسری شادی کر لے گا حرم سے۔۔۔۔ محبت ہے اس کی۔۔۔۔ اسے تو بس موقع چاہیے۔۔۔

ویسے بھی اس قبیلے کا سردار ہے۔۔۔ اسے بھلا کون روک سکتا ہے۔۔۔۔"

وہ بے چین سی صوفے پر آن بیٹھی تھی۔۔۔

"اچھی بات ہے کر لے شادی۔۔۔۔ میری جان چھوٹے گی اس جلاد سے۔۔۔ ایسے دھونس جماتا ہے جیسے مجھے خرید کر لایا ہو۔۔۔"

وہ خفگی سے بولی تھی۔۔۔ مگر ساتھ ہی وہ اپنے اندر اٹھتی بے چینی سے بھی گھبرا رہی تھی۔۔۔

وہ اپنی کیفیت نہیں سمجھ پا رہی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

گیارہ بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو کسی مضبوط حصار میں جکڑے پایا تھا۔۔۔اس نے دونوں آنکھیں پوری طرح سے کھولتے ارد گرد کے ماحول سے مانوس ہونے کی کوشش کی تھی۔۔۔

جب اسے اپنی گردن ایک جانب سے جلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔اس نے گھبرا کر دائیں جانب دیکھا تھا۔۔اور اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔

شیر داد خان مہمند کا چہرا اس کے چہرے کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔اس کی سانسیں درانہ کی گردن کو چھو رہی تھیں۔۔۔

وہ تقریباً اس کے سینے پر سو رہی تھی۔۔۔شیر داد کا ایک بازو اس کے سر کے نیچے تھا۔۔۔اور دوسرا اس کے گرد لپٹا ہوا تھا۔۔۔درانہ کے حواس آہستہ آہستہ بیدار ہوئے تو اسے رات کا تھوڑا بہت منظر یاد آیا تھا۔۔۔

وہ شاید رات سے ایسے ہی اس شخص کی پناہوں میں تھی۔۔۔اس کی سانسوں کی رفتار بڑھ گئی تھی۔۔۔اسے گزرے دنوں کی ذلت اور اذیت یاد آئی تو اس کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی تھی۔۔۔

یہ شخص دو ہفتوں سے اس سے بے خبر رہنے کے بعد۔۔۔اب کس نیت سے اس کے قریب آیا تھا یوں۔۔۔

درانہ کے پورے وجود میں اس خیال سے سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔

اس نے اپنی پوری قوت لگاتے اس کا بازو اپنے اوپر سے ہٹانا چاہا تھا۔۔۔اس کو ابھی بھی ہلکا ہلکا بخار تھا۔۔۔

مگر کل سے کافی بہتر تھی وہ۔۔۔گھڑی پر ٹائم دیکھتے اس کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔مہروز بیگم کے حکم کے مطابق اسے ساڑھے پانچ بجے کچن میں پہنچنا ہوتا تھا۔۔

اور آج وہ لیٹ ہو چکی تھی۔۔۔۔اس نے شیر داد کا بازو اپنے اوپر

سے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

مگر وہ شخص ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔۔۔۔نہ اس کی گرفت ڈھیلی

ہوئی تھی۔۔۔درانہ کی رنگت بے پناہ سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"پلیز چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

اس نے بھیگے لہجے میں اسے پکارا تھا۔۔۔اور اس کی گرفت سے نکلنے

کی ایک اور کوشش کی تھی۔۔۔

جب اگلے ہی پل اس شخص نے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے

اسے تھوڑا سا اوپر کھینچا تھا اور کروٹ بولتے اس پر اپنا آدھا وزن

ڈالتا۔۔۔اس کی گردن میں اپنا چہرا چھپاتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

اس کے گستاخ ہونٹ درانہ کی شہہ رگ کو چھو رہے تھے۔۔۔۔وہ بالکل اس کے مضبوط کسرتی وجود کے نیچے دب گئی تھی۔۔۔اس شخص کا دوسرا بازو درانہ کے پیٹ سے لپٹ کر اس کی کمر کے نیچے دبا ہوا تھا۔۔۔

درانہ مارے شرم وحیا کے مرنے کے قریب ہوئی تھی۔۔۔اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔یہ اچانک ہوا کیا تھا۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

یہ شخص پچھلے دو ہفتوں سے غائب اب اچانک کہاں سے نازل ہو گیا تھا۔۔۔

درانہ کو اپنا پورا وجود سلگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ وہاں سے ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔زخموں سے چور اس کے نازک وجود کو اس گرفت میں عجیب سی راحت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔اس کے اعصاب آہستہ آہستہ ڈھیلے پڑنے لگے تھے۔۔

"مجھے اٹھنا ہے۔۔۔پلیز چھوڑیں مجھے۔۔۔"

اس کو مہروز بیگم کی بھی فکر تھی۔۔۔انہوں نے آج پھر اسے پوری حویلی کے سامنے بے عزت کرنا تھا لیٹ ہو جانے پر۔۔۔

وہ اس کا بازو ایک انچ بھی نہیں ہلا پا رہی تھی۔۔۔اس لیے منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔

"اٹھ کر کہاں جانا ہے۔۔۔؟؟سو جاؤ اور سونے دو۔۔۔رات بھر تمہاری وجہ سے سو نہیں پایا۔۔۔"

اس کی گھمبیر آواز ابھری تھی۔۔۔۔اس کے بولنے پر درانہ کو اس کے ہونٹ اپنی گردن پر رینگتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔وہ بے چین ہوتی کسمسائی تھی۔۔۔جس پر اس شخص نے اسے مزید اپنی بانہوں میں بھینچ لیا تھا۔۔

درانہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔

"آپ سوتے رہیں۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔"

اب کی بار وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔جس پر شیر داد نے نیند کے خمار سے بوجھل آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ موہنی صورت والی معصوم لڑکی اس کی بانہوں میں قید اس کے بہت قریب تھی۔۔۔

"کہاں جانا ہے۔۔؟؟"

ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے کو چھوتے اس نے درانہ سے پوچھا تھا۔۔وہ ابھی بھی اسے اتنے ہی قریب کیے ہوئے تھا۔۔۔

درانہ نے نم آلود آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اور پھر رخ موڑ گئی تھی۔۔۔۔وہ اس کے بہت زیادہ قریب تھا۔۔۔اس کی گرم سانسیں درانہ کا چہرا جھلسا رہی تھیں۔۔۔اس نے زرا سا دور ہونے کی کوشش کی تھی۔۔۔مگر نہیں ہو پائی تھی۔۔۔۔

"نیچے جا کر ناشتہ بنانا ہے۔۔۔آپ پلیز چھوڑیں مجھے۔۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلا تھا۔۔۔۔جو اس پل شیر داد سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔وہ جھکا تھا اور اس کو اپنے لبوں سے چن گیا تھا۔۔۔اس کی گھنیری مونچھیں درانہ کے گال کو لال کر گئی تھیں۔۔۔

وہ بری طرح سے کسمسائی تھی۔۔۔

اس کی گھبراہٹ اور کپکپاہٹ دیکھ شیر داد نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔۔۔

"تم کہیں نہیں جارہی۔۔۔ کوئی کام نہیں کرو گی۔۔۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہاں تمہارے ساتھ یہ سب ہو رہا ہے۔۔۔ مگر اب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔"

وہ اب بھی ویسے ہی بیڈ پر نیم دراز تھا۔۔۔ بیڈ سے اٹھتے درانہ کو ادراک ہوا تھا کہ وہ اس شخص کے بیڈ روم میں تھی۔۔۔

"مجھے آپ کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

درانہ نے خفگی سے کہا تھا اور متلاشی نگاہوں سے اپنا دوپٹہ ڈھونڈا تھا۔۔۔وہ ایسے باہر نہیں جاسکتی تھی۔۔

مگر اس کا دوپٹہ وہاں ہوتا تو اسے ملتا۔۔۔آگے بڑھتے اس کا سر زور سے چکرایا تھا۔۔۔

شیر داد اپنی جگہ سے اٹھتا اسے تھام گیا تھا۔۔درانہ نے اس کی گرفت کو جھٹکا تھا۔۔

"میں نے کہا نا مجھے آپ کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

درانہ نے اسے خفگی سے دیکھا تھا۔۔مگر آنکھوں میں آن ٹھہرتے آنسوؤں کی وجہ سے سامنے کا منظر دھندلا گیا تھا۔۔۔

"ریلیکس۔۔۔بیڈ پر بیٹھو اور آرام کرو۔۔۔ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔"

اس کی خفگی دکھانے کے باوجود وہ نرمی سے بولا تھا۔۔۔مگر درانہ اس کی گرفت میں مچل گئی تھی۔۔وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر ناگواری بھرے تاثرات تھے۔۔

جو شیر داد نے نوٹ کیے تھے۔۔۔

"میری طبیعت ٹھیک نہ بھی ہو مجھے نیچے جانا ہے اور کام کرنا ہے۔۔۔آپ کو میری بات سمجھ کیوں نہیں آرہی۔۔

میں اپنے مرے ہوئے باپ اور بھائی کے نام کی گالیاں نہیں سن سکتی۔۔۔

آپ کو اچانک کیوں فکر جاگ گئی میری۔۔ کیا مقصد ہے اس کے پیچھے آپ کا۔۔۔۔"

درانہ اس کی گرفت سے نکلتی ہزیانی انداز میں چیخ پڑی تھی۔۔۔

اس کے الفاظ بہت سخت تھے۔۔۔۔ وہ بری طرح سے رو رہی تھی۔۔۔

"دیکھو مجھ پر ایسے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔میں ایسے لہجے برداشت نہیں کرتا۔۔۔اور رہی یہاں کی بات تو مجھے ہرگز خبر نہیں تھی تمہارے ساتھ ایسا سلوک رکھا جارہا ہے۔۔۔۔"

اس کی حالت کے پیش نظر وہ ضبط کرتے بولا تھا۔۔۔۔

مگر درانہ کے اندر جو غبار بھرا ہوا تھا وہ کم نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔وہ پہلے ہی کافی کمزور لگ رہی تھی۔۔۔اس کا نازک وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔۔۔

"اگر خبر ہوتی بھی تو کیا ہو جاتا۔۔۔ آپ بھی تو اسی ظالم و جابر خاندان کا حصہ ہیں۔۔۔

آپ نے کونسا رحم دکھا دینا تھا مجھ پر۔۔۔ اب یہ ہمدردی کا جھوٹا ناٹک مت کریں میرے سامنے۔۔۔۔

یا اس وقت کچھ اور چاہیے آپ کو مجھ سے۔۔۔ سنا ہے ہمدان خاندان کے مرد کافی شوقین ہیں عورتوں کے۔۔۔۔ تو اب اچانک سے خیال آگیا ہو گا کہ بیوی ہے یہ میری۔۔۔۔ تھوڑی سی ہوس اس سے بھی پوری کر لی جائے۔۔۔۔"

وہ بے پناہ غصے میں تھی۔۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ غصے میں کتنا غلط بول گئی ہے۔۔۔

شیر داد کے چہرے کی رنگت مارے غضبنا کی کے لال انگارہ ہوئی تھی۔۔۔وہ اس پر اتنا بڑا الزام لگا رہی تھی۔۔۔

اس کا دماغ بالکل گھوم گیا تھا۔۔۔

وہ اس کی کلائی دبوچتا اسے بیڈ پر پھینک گیا تھا۔۔۔درانہ پیچھے کی جانب بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔

اس کا نازک وجود گداز میٹرس میں دھنس گیا تھا۔۔۔ شیر داد نے اس کے دونوں اطراف اپنی ہتھیلیاں جمائی تھیں اور اس کے اوپر جھک آیا تھا۔۔۔

اس کے چوڑے کسرتی وجود کے نیچے درانہ کا نازک وجود بالکل چھپ گیا تھا۔۔۔

اس شخص کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔ جن سے درانہ کو اس لمحے اپنا وجود بھسم ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"تمہیں میرے نکاح میں آئے دو ہفتوں سے زیادہ ہو چکا ہے۔۔۔۔ اگر میں اتنا ہی ہوس پرست ہوتا تو پہلی رات تم الگ کمرے میں نہیں میرے بستر پر ہوتی۔۔۔۔۔"

درانہ کا چہرا اس کی گرم سانسوں سے جھلسنے لگا تھا۔۔۔ وہ ساکت سی بے حس و حرکت پڑی تھی۔۔۔

اسے اس وقت شیر داد خان مہمند سے بے پناہ خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس کی بات پر درانہ کے چہرے کی رنگت خفت اور شرم سے لال ہوئی تھی۔۔۔

"اور کل رات۔۔۔کل رات تو ہوش و حواس سے بیگانہ میری بانہوں میں تھی۔۔۔اور مکمل حق بھی رکھتا تھا تمہیں چھونے کا۔۔۔اور تم سے اپنا حق وصول کرنے کا۔۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔

اور اگر کر بھی لیتا تو تم الزام دینے کا حق نہیں رکھتی۔۔۔تمہیں چھونے کے لیے مجھے تم سے ہمدردی جتانے اور تمہارے سامنے اچھا بننے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔"

وہ اس کی باتوں پر بہت زیادہ غصے میں آگیا تھا۔۔۔وہ اسے کتنا گھٹیا انسان قرار دے رہی تھی۔۔۔

اس کے سرخ اناڑی چہرے کو گھورتا۔۔۔۔اس کے لرزتے گلابی لبوں پر ایک سلگتی نگاہ ڈالتا وہ اس کے اوپر سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

درانہ کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

اس نے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔۔۔جب دروازہ زور سے بند کرنے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔

درانہ اٹھ کر بیٹھتے اپنا سر ہاتھوں میں تھام گئی تھی۔۔۔

اس کا دل عجیب سی کیفیت کا شکار تھا۔۔۔آنکھوں میں نمی اور دل میں شدید غصہ تھا۔۔۔کچھ دیر پہلے وہ کس طرح اس شخص کے

اتنے قریب تھی۔۔۔۔یہ سوچتے ہوئے اس کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔۔

"اتنا بھی کیا بیمار ہونا کہ اپنا ہوش بھی نہ رہے۔۔۔۔"

وہ خفگی سے سوچتے ہوئے بولی تھی۔۔۔چہرے پر اب بھی خفت بھرے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔

جب کچھ دیر بعد اس کے کمرے میں رمشا داخل ہوئی تھی۔۔۔۔ اس کے پیچھے ملازمہ بھی تھی۔۔۔جس نے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے اٹھا رہی تھی۔۔۔۔

"کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔۔؟؟"

رمشا اس کے پاس بیٹھتے نرمی سے بولی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔۔"

اس نے نگاہیں جھکائے جواب دیا تھا۔۔۔۔ وہ اس وقت دوسروں سے کیا خود سے بھی سخت بیزار لگ رہی تھی۔۔۔۔

رمشا اسے رات کی ساری صورتحال بتانے لگی تھی۔۔۔

"مجھے تو افسوس ہو رہا ہے کہ کاش میں شیر داد لالہ کو پہلے ہی اس بارے میں بتا دیتی تو تمہیں اتنی تکلیف نہ سہنا پڑتی۔۔۔ تمہیں پتا ہے کل رات پہلی بار انہوں نے تائی جان سے ایسے بات کی۔۔۔

وہ بہت زیادہ غصے میں اور تمہارے لیے کنسرن تھے۔۔۔

انہوں نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ وہ میری بیوی ہے اور اگر اس کے ساتھ دوبارہ ایسا کچھ ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ ان کو تائی جان کے ساتھ ایسے غصے سے بات کرتے پہلی بار سنا اور دیکھا میں نے۔۔۔۔ بہت خوشی ہوئی۔۔ کہ تائی جان نے جو کیا۔۔۔

اس کا حساب ملا انہیں۔۔۔۔"

رمشا اسے ساری بات بتا رہی تھی اور وہ اپنی جگہ حیران ہوئی تھی۔۔
اس شخص نے اس کے لیے کیوں کیا تھا ایسے۔۔۔۔

اس نے انگلیاں مروڑتے سوچا تھا۔۔۔ وہ اس وقت بہت عجیب سی کیفیت کو شکار تھی۔۔۔

اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی اور اوپر سے یہ ذہنی کشمکش الگ تھی۔۔۔ رمشا کافی دیر اس کے پاس بیٹھی رہی تھی۔۔۔ اسے ناشتہ کروایا تھا۔۔۔ اس کا خیال رکھتی رہی تھی۔۔۔

جیسے اسے کسی نے خاص ہدایت کر کے بھیجا ہو۔۔۔ درانہ نے دوسرے کمرے میں جانا چاہا تھا مگر رمشا نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ ایسی بے وقوفی نہ کرے۔۔۔ اسے اب ساری زندگی اسی گھر میں رہنا ہے۔۔۔

اگر شیر داد نے اس کی خاطر اتنا بڑا اسٹینڈ لیا تھا۔۔۔اپنی ماں سے اتنی بحث کی تھی۔۔۔تو وہ اتنا تو کر ہی سکتی تھی کہ اس کمرے میں رہے۔۔۔۔

یہی اس کا مقام تھا۔۔۔اور اسی سے اس کی عزت ہونی تھی۔۔۔

درانہ نا چاہتے ہوئے مان گئی تھی۔۔۔مگر اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔جس کو وہ کوئی نام نہیں دے سکی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وادی تورغر کی سب سے اونچی پہاڑی کی چوٹی سے گزرتی سڑک پر دور سے ہی سیاہ گاڑیوں کا طویل قافلہ دکھائی دیا تھا۔۔۔ سست روئی سے چلتا ہوا وہ ایک سب سے اونچے مقام پر آن رہا تھا۔۔۔ گارڈز نے تیزی سے بھاگ کر آتے اگلے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا تھا۔۔۔ کچھ سیکنڈز بعد اس میں سے سفید رنگ کا کلف زدہ لباس پہنے ایک شخص بڑے شاہانہ انداز میں باہر نکلا تھا۔۔۔

اس کا قد درمیانہ تھا۔۔۔ چہرے کی رنگت وہاں کے لوگوں کی طرح سرخ و سفید تھی۔۔۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قیمتی نگینوں کی انگوٹھیوں سے سجی ہوئی تھیں۔۔۔

ہوا سے لہراتے بالوں کو اس نے ہاتھ بڑھاتے ماتھے سے پیچھے کیا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر اس وقت بڑی پر اسرار سی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کے اشارے پر اس کے ساتھی نے اسے دوربین پکڑائی تھی۔۔۔جسے آنکھوں کے سامنے کرتے اس نے ان بلند و بالا پہاڑوں کے درمیان واقع اس نہایت ہی خوبصورت وادی کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔

دور دور تک پھیلی وہ حسین وادی اس وقت جنت کا ٹکڑا ہی لگ رہی تھی۔۔۔

پہاڑوں کے بہت سارے حصوں سے صاف پانی کی آبشاریں بہہ رہی تھیں۔۔روئی جیسے سفید بادل پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکرا رہے تھے۔۔۔

دھند کی دبیز تہہ دور دور کے علاقوں پر چھائی انہیں دھندلا رہی تھی۔۔۔

یہ منظر انتہائی دلفریب تھا۔۔۔۔مگر اس شخص کو اس وادی کا یہ سکون کسی قیمت پر پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر انتہائی ناگوار تاثرات چھا گئے تھے۔۔۔

"یہ اس وادی میں اتنا سکون کیوں ہے۔۔۔۔ کوئی لڑائی

جھگڑا۔۔۔ کوئی شور شرابہ۔۔۔۔ کچھ بھی کیوں نہیں ہے۔۔۔

خون بھی نہیں ہے کہیں۔۔۔۔ کیا میں اس وقت وادی تورغر میں

ہی کھڑا ہوں یا یہ کوئی غلط وادی میں آگیا ہوں۔۔۔۔"

اس نے بدمزہ ہوتے ہوئے دوربین اپنی آنکھوں سے ہٹا کر اپنے

ساتھی کو واپس پکڑا دی تھی۔۔

"ںورزئی اور مہمندوں میں صلح ہو چکی ہے آغا صاحب۔۔۔

نوریان خان نورزئی کی بہن شیر داد خان مہمند کے نکاح میں سونپی

گئی ہے۔۔۔اور شیر داد خان مہمند کی بہن نوریان خان نورزئی کے

نکاح میں۔۔۔۔

تب سے اب تک دونوں جانب سکون اور امن کی صورتحال

ہے۔۔۔

دونوں قبیلے بھی اب اپنے اپنے معاملات میں الجھ کر اس دشمنی کو

فراموش کر چکے ہیں۔۔۔۔دونوں طرف ہوئے خون بہا معاف کر

دیئے گئے ہیں۔۔۔۔"

رستم نے ساری بات بتائی تھی۔۔۔۔

جو سنتے آغا اسفندیار ولی کے چہرے پر انتہائی ناپسندیدگی اور ناگواریت بھرے تاثرات چھا گئے تھے۔۔۔۔

"اتنا سے ہو گیا اور مجھے کسی نے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔۔یہ تو بہت غلط ہوا۔۔۔ایسے کیسے صلح ہو گئی۔۔۔

غیرت مر گئی ہے دونوں قبیلوں کے سرداروں کی۔۔۔اپنے اتنے لوگ مروانے کے بعد اپنی بہنوں کو دشمنوں کو سونپ کر یہ بے غیرت بن کر اپنی حویلیوں میں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔۔۔۔

نہ۔۔۔نہ۔۔۔نہ۔۔۔یہ تو بڑا غلط کیا ہے انہوں نے۔۔۔۔"

آغا اسفندیار ولی اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے افسوس سے سر ہلاتے بولا تھا۔۔۔

"آپ کیا چاہتے ہیں آغا صاحب۔۔۔۔"

رستم نے اس کے پاس آتے پوچھا تھا۔۔۔

"پورے ایک سال بعد واپس آیا ہوں۔۔۔۔ تھوڑا جشن ہونا چاہیے۔۔۔۔ تھوڑا شور شرابہ ہو۔۔۔۔ کوئی رونق لگے۔۔۔ اس خاموشی سے تو میرا دن گھٹ رہا ہے۔۔۔۔"

آغا نے منہ بناتے کہا تھا۔۔۔۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر آغا صاحب۔۔۔رونق بھی لگا دیں گے۔۔۔۔"

رستم نے فوراً تابعداری سے سر ہلایا تھا۔۔۔

"اچھا سنو۔۔۔۔جو بھی ہو۔۔۔۔نوریان خان نورزئی اور شیر داد خان مہمند کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو خود ماریں گے۔۔۔ہم ایسی صورتحال پیش کریں گے۔۔۔۔

دونوں اپنی بہنوں کو خود بیوہ کریں گے۔۔۔اور پھر وہ دونوں لڑکیاں۔۔۔۔

ان دونوں کا کیا ہو گا رستم۔۔۔۔؟؟"

آغا نے نا سمجھی سے رستم کی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

" آپ اپنا بڑا اپن دکھا دیں اور انہیں اپنی سرپرستی میں لے لیں تو اس سے بہترین آن کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟"

رستم نے خباثت سے ہنستے بات مکمل کی تھی۔۔۔

" ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ ہاں نا۔۔۔۔ اب ہر کوئی تو میرے جیسا نام کے ساتھ ساتھ دل کو ولی نہیں ہوتا نا۔۔۔ مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔۔"

آغا اسفند یار ولی کے چہرے پر اس وقت شیطانیت ٹپک رہی تھی۔۔۔

ہمیشہ اس نے دونوں قبیلوں کے بیچ دشمنی کی چنگاریاں لگا کر۔۔۔ ان کے بیچ ایسی آگ لگائی تھی جو ان دونوں کو جلانے کا سبب بنی تھی۔۔۔ اب بھی وہ اسی ارادے کے ساتھ لوٹ چکا تھا۔۔۔

مگر اب اس کے دل میں نفرت پہلے سے بھی زیادہ تھی۔۔۔

ایسے کیسے یہ لوگ صلح کر سکتے تھے۔۔۔۔ اس نے آنکھوں پر گلاسز لگائی تھیں۔۔۔ اور واپس اپنی گاڑی میں آن بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس کی گاڑیاں پہاڑی کی دوسری جانب مڑ گئی تھیں۔۔۔

وادی تورغرا ابھی بھی بہت خاموش اور پر سکون تھی۔۔۔ مگر اس خاموشی کا دورانیہ شاید بہت کم تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

حرم کے نکاح کے لیے وہ سب لوگ تیار ہو کر ان کی حویلی پہنچ چکے تھے۔۔۔

زرغونہ بیگم نے اسے بھی ساتھ آنے کو کہا تھا۔۔۔ کیونکہ حویلی کی سبھی خواتین جا رہی تھیں۔۔۔ اسے انکار کرنا مناسب نہیں لگا تھا۔۔ وہ اب جب اس گھر کی بہو بن ہی چکی تھی۔۔۔

تو نوریان خان نورزئی کے علاوہ وہ باقی سب سے اچھے تعلقات استوار کر رہی تھی۔۔۔

اکیلے خاموش رہ رہ کر وہ بہت زیادہ تھک گئی تھی۔۔۔ گلالئی کے علاوہ گھر کی سبھی خواتین کا رویہ اس کے ساتھ بہت اچھا تھا۔۔۔ اسی لیے وہ بھی ان سب کے ساتھ گھلنے ملنے لگی تھی۔۔۔

نہ جانے کیوں مگر اسے حرم کو دیکھنے کا اشتیاق تھا۔۔۔ وہ نوریان خان نورزئی کی پسند دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔ اور یہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ اس کے نکاح پر نوریان کا کیا ری ایکشن ہونے والا تھا۔۔۔ اپنے تجسس کے تحت وہ وہاں آگئی تھی۔۔۔

وہاں پہنچ کر اسے پتا چلا تھا کہ نوریان اس نکاح میں شرکت نہیں کر پائے گا شاید۔۔۔۔وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔۔۔

"اوہ۔۔۔اتنا دکھ ہو رہا ہے۔۔۔ کہ شرکت تک کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔۔۔ اتنی ہی محبت تھی تو نکاح کیوں نہیں کیا۔۔۔ وہ تو کر سکتا ہے۔۔کسی کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں۔۔۔"

وہ خود سے ہی ہم کلام تھی۔۔۔رحیمہ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔۔۔اور اسے خاندان کی خواتین کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔۔جو سب اس سے آکر بڑی عقیدت سے مل رہی

تھیں۔۔۔ان میں سے کسی نے بھی اسے دشمن کی بیٹی سمجھ کر نہیں اپنے سردار کی بیوی سمجھ کر عزت دی تھی۔۔۔

وہ جو ہمیشہ ہر جگہ عبداللہ خان مہمند کی بیٹی اور شیر داد خان مہمند کی بہن کو طور پر پہچانی جاتی تھی۔۔۔ آج وہ وہاں نوریان خان نورزئی کی بیوی کے طور پر پہچانی جارہی تھی۔۔۔یہ احساس بہت نیا اور انوکھا تھا۔۔۔

اس کے دل کی بڑی عجیب سی کیفیت تھی اس وقت۔۔۔۔

مردان خانے میں تقریباً خاندان کے سبھی مرد آچکے تھے۔۔۔

سوائے اس ایک انسان تھے۔۔۔اور یہ بات خاجستہ کو ہضم نہیں

ہو رہی تھی۔۔۔اسے یہی لگ رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر نہیں آیا وہاں۔۔۔

کچھ دیر بعد حرم کو وہاں لایا گیا تھا۔۔۔سفید رنگ کے لباس پر اس کی سرخ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔۔۔وہ بہت زیادہ پیاری تھی۔۔۔ اس کی سوگواریت نے اس کی کشش کو مزید بڑھا دیا تھا۔۔

اسے صوفے پر بیٹھا دیا گیا تھا۔۔۔یہاں پر ہی اس کا نکاح ہونا تھا۔۔۔خاجستہ گاہے بگاہے اسے تکتی رہی تھی۔۔۔اس کی سوجی آنکھیں اور اداس چہرا بتا رہا تھا کہ وہ اس نکاح سے بالکل بھی خوش نہیں ہے۔۔۔

خاجستہ کو اس کے لیے افسوس ہوا تھا۔۔۔اور نوریان پر بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔اگر محبت کرتا تھا تو سٹینڈ کیوں نہیں لیا تھا۔۔۔وہ بچاری لڑکی کتنی تکلیف میں تھی۔۔۔

"کیا اس لڑکی کے ساتھ زبردستی کی جا رہی ہے۔۔؟یہ خوش نہیں لگ رہی۔۔۔"

خاجستہ نے رحیمہ سے پوچھا تھا۔۔۔

"جی خوش کہاں ہوں گی۔۔۔وہ تو نوریان لالہ سے محبت کرتی ہیں۔۔۔مگر اب انہیں کسی اور کا ہونا پڑ رہا ہے۔۔۔"

رحیمہ نے افسردگی سے کہا تھا۔۔۔ جس پر خاجستہ کو مزید برا لگنے لگا تھا۔۔۔۔

وہ بے چین سی وہاں بیٹھی تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد حرم کا نکاح ہوا تھا۔۔۔ مولوی صاحب کے ساتھ خان گل نورزئی اور حرم کے فادر آئے تھے۔۔۔ نکاح ہونے کے بعد وہ بہت زیادہ روئی تھی۔۔۔

جو دیکھ خاجستہ کی آنکھوں میں بھی نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"خاجستہ بیٹا آپ بھی جا کر رسم کر لو۔۔۔۔"

زر غونہ بیگم نے اسے کہا تھا تو وہ جھجھکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھتی حرم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو آپ کو نکاح کی۔۔۔"

اس نے آہستگی سے حرم کو مخاطب کیا تھا۔۔ جب اس کی آواز پر حرم نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

بڑے ہی عجیب انداز میں۔۔۔

"آپ نوریان کی بیوی خاجستہ ہیں نا۔۔۔؟؟"

خاجستہ کی بات کے جواب میں اس نے یہ سوال کیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں خاجستہ نے اپنے لیے نفرت دیکھی تھی۔۔۔اور پھر ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

"نوریان خان نورزئی کبھی آپ کے نہیں ہو سکتے۔۔۔کیونکہ ان کا دل میرے پاس ہے۔۔۔۔"

حرم نے بہت آہستگی سے کہا تھا۔۔۔خاجستہ کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔"

خاجستہ نے اب بھی نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔ مگر حرم کی نفرت کم نہیں ہوئی تھی۔۔

"تم مہمند خاندان کی عورتیں کتنی خاطر اور چالباز ہو۔۔ ہمیں بہت اچھے سے پتا ہے۔۔۔ مردوں کو کیسے اپنی انگلیوں پر نچاتی ہو۔۔۔ مگر یہ یاد رکھنا وہ نوریان خان نورزئی ہے۔۔۔ مہمند نہیں۔۔

جو تمہارے اشاروں پر چلے گا۔۔۔۔"

حرم نے نخوت سے اس کے حسین چہرے کو تکا تھا۔۔۔ اسے جلن محسوس ہو رہی تھی خاجستہ کے دلفریب کو تکتے ہوئے۔۔۔

اس نے صرف لبوں پر لپسٹک لگا رکھی تھی۔۔۔نیوی بلو کلر کے ویلوٹ کے کامدار لباس میں وہ بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔

اس کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا تھا۔۔۔کچھ بال کیچر میں مقید تھے کچھ اس کے کندھوں اور کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

وہ اتنی سی تیاری میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔وہاں بہت ساری عورتیں بار بار اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

وہ نوریان خان نورزئی کے ٹکر کی تھی۔۔۔اس بات سے کوئی انکاری نہیں ہو سکتا تھا۔۔

"آپ بہت غلط بول رہی ہیں۔۔۔مجھے اس بارے میں کسی بات کی خبر نہیں ہے۔۔۔ آپ اس انسان کو الزام دیں جس نے آپ کو ٹھکرایا۔۔مجھے یہ سب کہنا انتہائی غلط بات ہے۔۔"

اس نے خفگی کا اظہار کیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ حرم اسے کچھ کہتی جب ملازمہ نے اس کے پاس آتے اسے پکارا تھا۔۔

"بی بی جی آپ کو سردار صاحب بلا رہے ہیں۔۔۔ وہ آپ کو لینے آئے ہیں۔۔"

ملازمہ کی بات پر جہاں وہ حیران ہوئی تھی۔۔وہی حرم کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر حسد اور جلن واضح دکھائی دی تھی۔۔

نجانے کیوں مگر اس پل اس شخص کا یہ بلاوا خاجستہ کو اچھا لگا تھا۔۔۔ وہ ایک نظر حرم پر ڈالتی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔۔۔ملازمہ کے ساتھ وہ خواتین والی سائیڈ سے باہر آئی تھی۔۔

جہاں سامنے ہی وہ گاڑی میں بیٹھا اس کا منتظر تھا۔۔خاجستہ نے گاڑی میں بیٹھتے بڑے غور سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کے تاثرات بالکل سرد و سپاٹ تھے۔۔۔ خاجستہ کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔۔

"آپ نے نکاح میں کیوں شرکت نہیں کی۔۔۔"

خاجستہ نے پہلا سوال یہی پوچھا تھا۔۔۔ نوریان نے نگاہیں موڑ کر ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔

وہ آج بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ پھر وہ نگاہیں موڑ گیا تھا۔۔۔

"مصروف تھا۔۔۔ کوشش کی تھی مگر پہنچ نہیں پایا۔۔۔"

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

"پہنچ نہیں پائے یا پہنچنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔"

وہ کوشش کے باوجود اپنے لہجے کو نرم نہیں رکھ پائی تھی۔۔۔

"کیا مطلب اس بات کا۔۔۔؟؟"

ان کی گاڑی پہاڑوں کے بیچ بہت ہی حسین وادی سے گزر رہی تھی۔۔۔ موسم بہت زیادہ دلفریب تھا۔۔۔ ہلکی ہلکی بارش فرنٹ مرر پر گر رہی تھی۔۔۔۔

نوریان نے تیکھی نگاہوں سے اس کو گھورا تھا۔۔

"مجھے سب پتا ہے۔۔۔ کہ آپ اور حرم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ آپ اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔۔۔ مگر جرگے کے فیصلے کے باعث مجھ سے کرنی پڑی۔۔۔اور حرم کے گھر والوں نے اس کا نکاح آج کہیں اور کر دیا۔۔۔

آپ اتنے دکھ اور صدمے کا شکار تھے کہ آپ نے اس کے نکاح میں شرکت تک نہیں کی۔۔۔

اب بعد میں آئے۔۔ پھر بھی اندر جانے کی ہمت نہیں کر سکے۔۔۔ کیونکہ آپ اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکے۔۔۔۔"

خاجستہ نے ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ دی تھی۔۔۔۔۔

جب اسی لمحے نوریان کا پیر بریک پر پڑا تھا۔۔

ایک دم سے رکنے پر گاڑی کے ٹائر بہت زور سے چڑچڑائے تھے۔۔۔۔خاموش فضا میں کہ بے ہنگم آواز بہت دور تک گونجی تھی۔۔۔

"واٹ ربش۔۔۔۔یہ کیا بول رہی ہیں آپ خاجستہ۔۔۔ہوش میں ہیں آپ۔۔۔؟؟"

اس نے شاکی نگاہوں سے خاجستہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کے چہرے کی رنگت سرخ ہوچکی تھی۔۔۔

اس لڑکی نے اسے جو کہانی سنائی تھی۔۔۔وہ اس کو کسی صورت برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"جی میں بالکل ہوش میں ہوں۔۔۔ آپ محبت کھونے کے صدمے کی وجہ سے اپنے ہوش کھو بیٹھے ہیں۔۔ گاڑی کیوں روک دی آپ نے ایسے۔۔۔۔"

بارش تیز ہو رہی تھی۔۔۔اور خاجستہ کو عجیب سا خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔وہاں پہاڑوں کی سنسان وادیوں میں۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتی۔۔۔۔نوریان نے اس کی کمر میں بازو حمائل کیا تھا۔۔۔اور اسے اپنے قریب کھینچ لیا تھا۔۔۔

"صدمہ اور مجھے۔۔۔؟ اگر وہ میری محبت ہوتی تو اس وقت میرے پاس ہوتی۔۔۔ کسی نے بے وقوف بنایا ہے آپ کو۔۔۔ وہ اور میرے خاندان کی ساری لڑکیاں ہمیشہ درانہ کی طرح بہن مانا ہے ان کو۔۔۔

حرم بھی میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہے۔۔۔ حویلی میں کیا باتیں ہوتی ہیں عورتوں میں۔۔۔ مُجھے اس کی خبر نہیں ہے۔۔۔

مگر میری طرف سے ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔ نہ میں کبھی کسی بھی طرح سے حرم سے منسلک رہا ہوں۔۔۔ مجھے تو یہ بات سوچ کر غصہ آ رہا ہے۔۔"

نوریان کی بات پر خاجستہ کو اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔اس نے ہونقوں کی طرح نوریان کو تکا تھا۔۔وہ اس لڑکی کو سیدھا بہن بول گیا تھا۔۔۔

اسے یاد آیا تھا کہ اس نے زرغونہ بیگم سے اس بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے بھی اسے یہی کہا تھا کہ گلالئ اس سے نفرت میں اسے ٹارچر کرنے کے لیے کچھ بھی بولیں گے۔۔۔وہ یقین نہ کرے کسی بھی ایسی بات پر۔۔۔

مگر اسے یہی لگا تھا کہ وہ بس ٹال رہی ہیں بات کو۔۔۔اسے بتانا نہیں چاہتیں۔۔۔

اور اس وقت اس شخص کی بات سن کر وہ شدید خفت کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔وہ آپ کی بہن ہو یا کچھ بھی اور۔۔۔مجھے تو بس اس کے لیے برا لگا۔۔۔وہ بہت رو رہی تھی آپ کے لیے۔۔۔۔"

خاجستہ نے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔جب نوریان نے بہت غور سے اس کے حسین نقوش کو تکا تھا۔۔۔

"فرق تو بہت پڑا ہے۔۔۔جو نظر بھی آ رہا ہے۔۔۔مجھے اچھا لگا۔۔ کہ آپ نے بات کلیئر کی۔۔۔ایسے ہی آپ اندر ہی اندر ٹینشن لیتی رہتیں۔۔"

اس نے اس کے سرخ چہرے کو تکتے چوٹ کی تھی۔۔۔اسکا خوبرو چہرا خاجستہ کے بہت قریب تھا۔۔

اس کی مہکتی سانسیں خاجستہ کی سانسوں سے الجھ رہی تھیں۔۔

باہر ٹھنڈ کا احساس بڑھ رہا تھا۔۔۔اور اندر۔۔۔اندر سانسوں کے اس ملاپ پر خاجستہ کے اندر انوکھے جذبے جنم لے رہے تھے۔۔۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔نہ مجھے کوئی ٹینشن ہوئی ہے۔۔۔۔"

اس نے پیچھے ہونا چاہا تھا۔۔۔۔جب نوریان نے اس کی گردن میں اپنی ہتھیلی رکھتے اسے اپنے مزید قریب تر کر لیا تھا۔۔۔

"وہ تو صاف دکھائی دے رہا ہے کہ کتنا فرق پڑا ہے۔۔۔۔"

اس کی نگاہیں خاجستہ کے ایک ایک نقش کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔

اس کے اعنابی ہونٹ خاجستہ کے ہونٹوں کو چھو رہے تھے۔۔۔ خاجستہ کی سانسیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔۔

اس کا دل اس لمحے بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔وہ کہہ تو ٹھیک رہا تھا۔۔۔اسے فرق پڑا تھا۔۔۔چاہے غصہ ہی تھا یا جھنجھلاہٹ یا کچھ اور۔۔۔

مگر اسے یہ سب سن کر بہت برا لگا تھا۔۔۔

باہر کا موسم مزید خراب ہو رہا تھا۔۔۔اور اندر اس وقت خاجستہ کے دل کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔بلاشبہ یہ شخص بے پناہ سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔۔۔اس کی چارمنگ پرسنالٹی کسی کے اعصاب پر حاوی ہو سکتی تھی۔۔۔

گاڑی میں عجیب سا فسوں پھیلا ہوا تھا۔۔۔جسے موبائل کی آواز نے توڑا تھا۔۔۔

خاجستہ ایک دم سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔نوریان کا فسوں بھی ٹوٹا تھا۔۔اس نے گہرا سانس بھرتے اپنے اعصاب کو نارمل کیا تھا۔۔۔

اس نے کال پک کرتے فون کان سے لگایا تھا۔۔۔اور گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔۔۔

خاجستہ کھڑی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔۔۔جہاں اب بارش کی رفتار بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔؟؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟"

اس کے کانوں میں نوریان کی خفگی بھری آواز پڑی تو اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔

"میں ابھی اسی راستے پر ہوں۔۔۔"

نوریان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بنا ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے تشویش کا شکار لگا تھا۔۔

اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی تھی۔۔۔ جیسے جیسے گاڑی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ فائرنگ کی آواز خاجستہ کے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ آواز۔۔۔؟"

خاجستہ نے گھبرا کر نوریان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔جس کے چہرے پر اس وقت عجیب سا تاثر تھا۔۔

گاڑی نے پہاڑی کے ساتھ ٹرن لیا تھا اور اگلے ہی پل جو منظر خاجستہ کی آنکھوں نے دیکھا تھا۔۔۔اس کا دل ساکت ہوا تھا۔۔۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

نوریان کے تاثرات بھی انتہائی سنگین تھے۔۔۔

"شیر داد لالہ۔۔۔۔"

وہ چیختی ہوئی گاڑی سے نکلنے لگی تھی۔۔۔ مگر نوریان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

"آپ گاڑی میں ہی بیٹھیں۔۔۔ باہر نہیں جا سکتیں۔۔۔۔"

اس کے سرد و سپاٹ نگاہوں سے خاجستہ کو دیکھتے حاکمانہ لہجے میں کہا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پچھلے ایک ہفتے سے درانہ کی دوبارہ شیر داد سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ نہ وہ اس کے سامنے آیا تھا۔۔۔ نہ درانہ نے اسے حویلی میں کہیں دیکھا تھا۔۔۔

ہاں مگر اتنا ضرور ہوا تھا کہ اب وہ مہروز بیگم کے عتاب سے محفوظ تھی۔۔۔۔شیر داد خان مہمند کی اس حویلی میں جو دہشت تھی وہ اسے سمجھ آچکی تھی۔۔۔اس نے اپنی ماں کو جو بھی کہا تھا۔۔۔وہ اب اس سے نہ تو بات کرتی تھیں۔۔۔

نہ اس پر زیرا گلتی تھیں۔۔۔۔باقی سب خواتین کا رویہ اس کے ساتھ نارمل تھا۔۔۔رمشا سے اس کی بہت زیادہ بنتی تھی۔۔۔

مہروز بیگم اسے فل اگنور کر رہی تھیں۔۔مگر پلوشہ پر وقت آتے جاتے اسے زہریلی نگاہوں سے سے دیکھتی تھی۔۔۔۔لیکن بولا کبھی کچھ نہیں تھا۔۔

آج موسم کی شدت پہلے سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔۔۔ صبح سے وقفے وقفے سے بارش ہو رہی تھی۔۔

درانہ کا دل آج بہت زیادہ بوجھل ہو رہا تھا۔۔۔ اسے حویلی میں گھٹن ہونے لگی تھی۔۔۔ تو وہ ٹھنڈ کی پرواہ کیے بغیر باہر لان میں آگئی تھی۔۔۔ ابھی بارش کی شدت بہت کم تھی۔۔۔

وہ نرم گھاس کو روندتی اپنے دھیان میں کھوئی چہل قدمی کر رہی تھی۔۔۔ جب گیٹ پر ہارن کی زوردار آواز پر اس نے چونک کر اس جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ جس جگہ پر کھڑی تھی۔۔۔ وہاں سے گیٹ کا حصہ صاف دکھائی دیتا تھا۔۔۔

اس کی بے اختیار نگاہیں کسی کی تلاش میں اس جانب اٹھی تھیں۔۔۔ سیاہ گاڑی گیلی روش پر چلتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

درانہ اپنی اس بے اختیاری پر خفگی کا شکار ہوتی چاہنے کے باوجود اپنی نگاہیں اس پر سے نہیں ہٹا پائی تھی۔۔۔

وہ لاشعوری طور پر اس وقت اس شخص کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ جسے اس نے بلاوجہ بہت کچھ سنا دیا تھا۔۔۔ اور وہ پھر سے ایک ہفتے کے لیے غائب ہو گیا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں گاڑی پر جمی ہوئی تھیں۔۔ جب اسی لمحے گارڈ نے دروازہ کھولا تھا۔۔۔ اور جو انسان گاڑی سے بر آمد ہوا تھا۔۔۔

اسے دیکھ درانہ کا دل بے اختیار زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

وہ شیر داد خان مہمند ہی تھا۔۔۔ جس نے گاڑی وہیں رکوادی تھی۔۔۔ وہ اسے وہاں کھڑے دیکھ چکا تھا۔۔۔

گاڑی سے نکلتا وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ اور اسے اپنے قریب آتے دیکھ درانہ نے گڑبڑاتے نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔

"اتنی شدید ٹھنڈ میں یہاں کھڑے ہونے کی وجہ۔۔۔؟ مرنے کا بہت شوق ہے تمہیں۔۔۔؟"

اس کے قریب آتے وہ سرد لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔ درانہ اس کی جانب سے رخ موڑے کھڑی تھی۔۔۔

وہ اس وقت شاکنگ پنک کلر کے گرم سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔ جس کے فرنٹ پر دھاگوں کا بہت ہی نفیس کام کیا گیا تھا۔۔۔ دوپٹے کو نفاست سے سر پر سیٹ کیے وہ اس وقت بنا کسی سویٹر یا شال کے وہاں کھڑی ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی۔۔۔

شیر داد کی نگاہوں نے بغور اس کا جائزہ لیا تھا۔۔۔ نگاہیں اس کے گلابی دودھیا پیروں پر ٹک گئی تھیں۔۔

جو سلیپرز میں مقید تھے۔۔۔ اور شاید اس وقت ٹھنڈ سے جمنے کے قریب تھے۔۔۔

اس کے مخاطب کرنے پر درانہ نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

شیر داد کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔ چھوٹی سی ستواں ناک ٹھنڈ سے بالکل سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ ہونٹ بھی کانپ رہے تھے۔۔

اس دن جو گال مرجھائے ہوئے تھے۔۔۔ وہ اب پھر سے گلاب کی طرح کھل رہے تھے۔۔۔۔ وہ کچھ لمحے اس حسین چہرے سے نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔۔۔

"مجھے شوق نہیں ہے۔۔۔ مگر آپ اور آپ کے گھر والوں کا فایدہ

بہت ہے۔۔۔ اس ناپسندیدہ وجود سے چھٹکارا مل جائے گا۔۔۔"

اس نے سرد مہری سے کہا تھا۔۔ جب اپنی بات کی جواب میں اس کو

مقابل کے مغرور چہرے پر مسکان کا ہلکا سا شبہ گزرا تھا۔۔۔

"ابھی تم سے بڑے بڑے دشمن باقی ہیں۔۔۔ اس لیے ابھی فلحال

تمہارے حوالے سے ایسا کوئی خیال ذہن میں آیا نہیں ہے۔۔۔"

اس نے بھی اسی کے انداز میں تیکھا جواب دیا تھا۔۔۔

"ٹھنڈ کافی زیادہ ہے۔۔۔ اندر چلو۔۔۔۔"

شیر داد نے اسے اب کی بات نرمی سے کہا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں لگتی ٹھنڈ۔۔۔۔میں ابھی کچھ وقت یہاں رہنا چاہتی ہوں۔۔۔"

اس نے خفگی سے کہا تھا اور اپنا رخ موڑ لیا تھا۔۔۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے تمہیں ٹھنڈ نہیں لگتی۔۔۔مگر جس نازک وجود پر اپنی اکڑ میں تم اتنا ظلم کرتی ہو۔۔۔ایک بار اس سے بھی پوچھ لو یہ اتنی لرزش ٹھنڈ کی وجہ سے ہے یا میری موجودگی کے احساس سے۔۔۔"

وہ چند قدم آگے بڑھتا اس کے بالکل پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔اتنا قریب کے درانہ کی پشت اس کے سینے سے ٹکرانے لگی تھی۔۔۔

درانہ کے چہرے کی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔

وہ حقیقت میں لرز اٹھی تھی۔۔۔اس نے تیزی سے ہٹنا چاہا تھا۔۔۔ مگر شیر داد کا مضبوط ہاتھ اس کے پیٹ پر آن ٹھہرا تھا۔۔۔اس نے ہلکا سا جھٹکا دیتے اسے اپنے مزید قریب کھینچ لیا تھا۔۔۔

چند انچ کا فاصلہ بھی ختم ہوا تھا۔۔۔

"مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپا سکتی تم۔۔۔ میں اپنی قربت میں بھی اس وجود کی لرزش دیکھ چکا ہوں اور ٹھنڈ کی شدت سے کپکپاتے ہوئے بھی۔۔۔ اس رات۔۔۔"

اس کی گرم سانسیں درانہ کی گردن کو چھو رہی تھیں۔۔۔۔ وہ اس کی جانب جھکا کھڑا تھا۔۔

اس کے ہاتھ کا گستاخ لمس درانہ کے ہوش اڑا گیا تھا۔۔ اس دن کی نسبت آج اس شخص کی گرفت بہت سخت تھی۔۔۔

اس دن والی نرمی مفقود تھی۔۔۔ اس کی انگلیاں کی ہلکی ہلکی گردش درانہ کے پورے وجود میں سنسنی دوڑا رہی تھی۔۔۔

وہ اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی تھی۔۔۔اس کی گرفت مزید سخت ہو جاتی تھی۔۔۔۔

"تم نے اس دن جو الفاظ کہے وہ انتہائی غلط تھے۔۔۔تم مجھے اب بھی اپنا دشمن سمجھ رہی ہو۔۔۔

ایک بار بھی شوہر نہیں سمجھا۔۔۔۔مگر میں تمہیں اپنی بیوی مانتا ہوں۔۔۔۔اور ہمیشہ یہ رشتہ میری طرف سے ایسا ہی رہے گا۔۔۔ میں تمہارے دل کا اپنی جانب سے موم ہونے کا انتظار کروں گا۔۔۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز درانہ کی سماعتوں سے ٹکراتی اس کے دل کے اندر عجیب سا احساس چھوڑ گئی تھی۔۔۔

اس شخص کی قربت اس کے اعصاب پر بھاری پڑی تھی۔۔۔اس نے اس لمحے کی مقناطیسیت سے گھبرا کر اس کا ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹایا تھا۔۔۔۔اور خفگی سے اس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔

اس شخص کا اپنے وجود پر یوں استحقاق جمانا اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔ایسے اچھا بن کر آپ مجھ سے تعلق قائم کر لیں۔۔۔آپ حاکم بننا چاہتے ہیں میرے۔۔۔

آپ چاہتے ہیں میں آپ کی وفادار بن جاؤں اور اپنے قبیلے والوں کے خلاف۔۔۔ہے نا۔۔۔اسی لیے اچھے بننے کی کوشش کر رہے ہیں نا میرے سامنے۔۔۔"

درانہ کو اس شخص کا یہ نرم رویہ کسی قیمت پر برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔اسے لگتا تھا کہ وہ اس کے دشمنوں میں سے تھی۔۔۔پھر وہ اس کے ساتھ اتنا اچھا برتاؤ کیسے کر سکتا تھا۔۔۔

وہ اس کے گھر والوں کا ایک روپ دیکھ چکی تھی۔۔وہ لوگ اس سے شدید نفرت کرتے تھے۔۔یہ شخص اس کی خاطر اپنے گھر والوں

کے آگے سٹینڈ لے گیا تھا۔۔ درانہ مان ہی نہیں سکتی تھی کہ بنا کسی مقصد کے یہ انسان اس کی فکر میں ایسا کر سکتا تھا۔۔

اس کا دماغ ابھی تک اسی دشمنی میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔ جس کے تحت وہ یہاں لائی گئی تھی۔۔۔

اس کی بات پر شیر داد خان مہمند کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے تھے۔۔۔ اس کی آنکھوں کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔ غصے سے اس کی کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں۔۔۔

"تمہاری منفی سوچ بتا رہی ہے کہ تم کس قبیلے سے ہو۔۔۔ خیر مجھے کسی کو بھی وضاحت دینے کی عادت نہیں ہے۔۔۔ نہ میں تمہیں

دوں گا۔۔۔ تمہیں جو بھی سمجھنا ہے سمجھو۔۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

وہ اس وقت کافی تھکا ہوا تھا۔۔۔ اس کے چہرے سے اس کی تھکن واضح ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اس وقت مزید بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے بات وہیں ختم کر دی تھی۔۔۔

درانہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ اس کی تھکن اور پژمردگی وہ محسوس کر کے بھی نظر انداز کر گئی تھی۔۔۔۔

شیر داد نے ایک نظر اس کے کپکپاتے وجود کو دیکھا تھا۔۔۔ اور اپنے شانوں سے شال اتار کر اس کے گرد اوڑھ دی تھی۔۔۔ درانہ

کو لگا تھا وہ مکمل طور پر اس شخص کے حصار میں قید ہو گئی ہو۔۔۔

اس کی خوشبو درانہ کی سانسوں میں گھل گئی تھی۔۔۔

"اب پھر سے کوئی الزام مت لگا دینا کہ یہ سب کر کے بھی اچھا بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔یہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نہ تم بیمار ہو اور نہ مجھے ساری رات تمہاری خدمت کرنی پڑے۔۔۔

بڑا آزمائش بھرا کام ہے۔۔۔۔"

اس نے سرخی مائل آنکھوں سے اس کے نازک سراپے کو بھرپور نگاہوں سے دیکھتے کہا تھا اور پھر وہاں سے مڑ گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر درانہ کے گال لال ہوئے تھے۔۔۔اس کی نظر حویلی کی بلند و بالا عمارت پر پڑی تھی۔۔۔وہ اس وقت اندر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔۔اس کا بہت شدت سے دل چاہا تھا کچھ دیر کے لیے باہر جانے کو۔۔۔۔۔

جو وہ اس شخص کے بغیر تو کسی بھی قیمت پر نہیں جو سکتی تھی۔۔۔۔

اسی خاطر کچھ سوچتے ہوئے اس نے شیر داد کو پکارا تھا۔۔۔۔

"بات سنیں۔۔۔"

اس کی آواز میں تھوڑی جھجھک سی تھی۔۔۔شیر داد نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کی پکار پر وہ حیران ہوا تھا۔۔۔اس مغرور لڑکی نے اسے بھلا کیوں کر بلایا تھا۔۔

"مجھے تھوڑی دیر کے لیے باہر لے جائیں گے۔۔۔"

انگلیاں مروڑتے انتہائی معصومیت سے فرمائش کی گئ تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر اس وقت بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے اسے کیسی باتیں سنا چکی ہے۔۔

شیر داد نے ایک خاموش نظر اس کے اداس چہرے پر ڈالی تھی۔۔۔وہ پہلی بار اس سے کوئی فرمائش کر رہی تھی۔۔

جو کوئی اتنی غیر معمولی نہیں تھی۔۔۔۔وہ شدید تھکا ہونے کے باوجود انکار نہیں کر پایا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔میں مورے سے مل لوں پھر چلتے ہیں۔۔۔۔۔تم گاڑی میں بیٹھو۔۔۔۔۔۔"

وہ فوراً مان گیا تھا۔۔۔اور اثبات میں سر ہلاتا اسے ساتھ آنے کا اشارہ کر گیا تھا۔۔۔

اس کے اتنے آرام سے مان جانے پر درانہ حیران ہوئی تھی۔۔۔اسے بالکل بھی امید نہیں تھی وہ مانے گا۔۔۔وہ اس وقت دیکھ سکتی تھی کہ وہ کتنا تھکا ہوا تھا۔۔۔

مگر اس نے انکار نہیں کیا تھا۔۔۔ درانہ کے دل کے کسی ایک کونے میں کچھ منفرد سا احساس جاگ اٹھا تھا۔

جسے جان کر بھی وہ انجان کر گئی تھی۔۔۔

مہروز بیگم کو جب پتا چلا کہ وہ درانہ کے ساتھ باہر جا رہا ہے تو ان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ وہ ٹھٹکا ہوا تھا۔۔۔ اوپر سے اس لڑکی کا یوں اچانک باہر جانے کی فرمائش کرنا۔۔۔

ان کو عجیب سا محسوس ہوا تھا۔ جس بات کا اظہار انہوں نے اس سے بھی کیا تھا۔۔۔

"مورے پلیز۔۔۔۔"

اس نے تب بھی نگاہوں سے ماں کی جانب دیکھا تھا اور وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

فرنٹ سیٹ پر اس کے برابر گاڑی میں بیٹھتے اس نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔ جو اس وقت اس کی شال کو اپنے گرد اچھے سے لپیٹے ہوئے تھی۔۔۔

"کہاں جانا ہے۔۔۔؟"

گاڑی گیٹ سے نکالتے اس نے پوچھا تھا۔۔

"جھرنوں والی سائیڈ پر۔۔۔"

درانہ کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔اس کو مہمند قبیلے کے علاقے میں موجود وہ جگہ بہت زیادہ پسند تھی۔۔۔ جسے دیکھنے کی خواہش ہمیشہ رہی تھی اس کی۔۔۔

مگر وہ علاقے مہمند قبیلے کے حصے میں آتا تھا۔۔۔جہاں ان کا جانا ممنوع تھا۔۔۔

اس وقت وہ اس شخص کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔اس لیے نجانے کیسے اس کی یہ خواہش اڈ آئی تھی۔۔۔۔

"تمہیں وہ جگہ پسند ہے۔۔۔؟؟"

اس کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی دیکھ شیر داد نے پوچھا تھا۔۔۔

نگاہیں بار بار اس کے حسین اور معصوم چہرے سے الجھ رہی تھیں۔۔۔ درانہ نے یہ بات نوٹ کی تھی۔۔ اسی خاطر وہ تھوڑا رخ دوسری طرف موڑ گئی تھی۔۔

تاکہ وہ ان پر تپش نگاہوں سے محفوظ رہے۔۔۔ اس مغرور لڑکی کی اس حرکت پر وہ لب بھینچ گیا تھا۔۔۔

اس نے زندگی میں آج تک کسی کا اتنا لحاظ کبھی نہیں کیا تھا۔۔۔

جتنا وہ اس لڑکی کا کر رہا تھا۔۔۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ اتنا اچھا کیوں پیش آرہا تھا۔۔

یہ صرف گلٹ تھا یا کچھ اور۔۔۔

گاڑی اونچے نیچے پہاڑی راستوں سے ہوتی اپنی منزل کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔ان کے پیچھے دو گاڑیوں میں گارڈز تھے۔۔۔۔جو ہمہ وقت ساتھ ہوتے تھے۔۔۔

یہ اس علاقے کی ضرورت تھی۔۔۔جب ان کے ساتھ گھر کی عورت ہوتی تھی تو پھر وہ زیادہ محتاط ہوتے تھے۔۔

باہر بارش ہو رہی تھی۔۔۔بارش میں بھیگتی وادی تو رغر مزید حسین ہو چکی تھی۔۔۔

درانہ کو وہ سب کچھ بہت زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔اس کے لبوں پر دھیمی مسکان بکھری ہوئی تھی۔۔۔۔

"ایسا موسم اور یہ خوبصورت پہاڑی سفر پسندیدہ انسان کے ساتھ زیادہ اچھا لگتا ہے۔۔۔ پر افسوس تم اس وقت اپنی زندگی کے سب سے ناپسندیدہ انسان کے ساتھ ہو۔۔۔"

شیر داد کو یہ خاموشی نہیں بھا رہی تھی۔۔۔اسی خاطر اس نے لبوں پر شریر مسکان سجائے اسے پھر سے چھیڑ دیا تھا۔۔

درانہ کے لبوں سے مسکان ختم ہوئی تھی۔۔۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ مگر میں ہمیشہ اچھی امید رکھتی ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے بہت جلد مجھے پسندیدہ انسان کا ساتھ مل جائے۔۔۔"

اس شخص کا خون جلانے میں اسے بہت مزا آیا تھا۔۔۔ اسی وجہ سے وہ یہ بول گئی تھی۔۔۔

شیر داد خان مہمند کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔

جہاں اس کی بات پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔ اسے اس لڑکی کی بات سخت ناگوار گزری تھی۔۔۔

"ہمہ ممکن ہے۔۔۔ مگر اس صورت میں کہ اگر شیر داد خان مہمند اس دنیا میں باقی نہ رہے تب۔۔۔ کیونکہ میری زندگی میں تو تم نے اب میری بیوی بن کر ہی رہنا ہے ہمیشہ۔۔۔ چاہے ناپسندیدہ تعلقات کے تحت ہی۔۔۔"

انتہائی خطرناک پہاڑی راستوں میں بھی وہ بہت مہارت اور پھرتی سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔ درانہ جسے ہمیشہ ڈرائیور کے ساتھ جاتے ڈر لگتا تھا۔۔۔ اس وقت اسے پرواہ بھی نہیں تھی۔۔۔

شیر داد کی بات پر درانہ کی مسکان پھر سے سمٹ گئی تھی۔۔۔

"آپ جیسے لوگ اتنی آسانی سے دنیا چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔۔"

اس نے سر سری سا کہا تھا۔۔۔

"دعائیں جاری رکھو۔۔۔ کبھی تو قبول ہو نگی۔۔۔۔"

شیر داد نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کی نگاہوں پر وہ اپنا چہرا مزید کھڑکی کی طرف کر گئی تھی۔۔۔۔

"میری دعائیں قبول ہو تیں تو میں اس وقت اپنے قبیلے۔۔۔ اپنی حویلی میں ہوتی۔۔۔۔۔ اپنے پیاروں کے پاس۔۔۔۔۔۔"

اس کے لہجے میں نمی واضح تھی۔۔۔۔۔ شیر داد نے اسٹیئرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں کی رنگت مزید سرخ ہوئی تھی۔۔۔وہ حیران تھا اپنی کیفیت پر۔۔۔اسے اس لڑکی کی باتوں پر اتنا فرق کیوں پڑ رہا تھا۔۔

وہ اس کے دشمنوں کی بیٹی تھی۔۔۔اس نے اس سے نفرت ہی کرنی تھی۔۔۔پھر اس کا دل اتنا مضطرب کیوں ہو رہا تھا۔۔

گاڑی میں پھر سے خاموشی پھیل گئی تھی۔۔۔جب اچانک ایک بہت خوفناک آواز گونجی تھی۔۔۔

آگ کے شعلے چاروں جانب پھیل گئے تھے۔۔۔مارے خوف کے درانہ کے لبوں سے چیخ نکلی تھی۔۔۔

شیر داد نے بیک ویو مرر سے پیچھے دیکھا تھا۔۔۔اس کے گارڈز کی دونوں گاڑیاں بم بلاسٹ سے اڑا دی گئی تھیں۔۔۔۔اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔

ان لوگوں کی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔۔۔وہ زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔۔۔ان کی جانب دیکھتے درانہ خوف سے لرز اٹھی تھی۔۔۔

اس کے ساتھ ہی ان کی گاڑی پر فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔۔۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟"

درانہ نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں شیر داد سے پوچھا تھا۔۔۔اس کے ساتھ پہلی بار کوئی ایسا واقع پیش آیا تھا۔۔۔ وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔۔۔

شیر داد نے اسے کو نیچے کیا تھا۔۔۔اور خود اس کے اوپر جھک گیا تھا۔۔۔ان کی گاڑی کے ٹائرز پر فائرنگ کی جا رہی تھی۔۔۔یا پھر شیر داد والی سائیڈ پر۔۔۔

درانہ کی سائیڈ پر ایک بار بھی فائرنگ نہیں ہوئی تھی۔۔۔

شیر داد نے اسے نیچے ہی جھکے رہنے کو کہا تھا اور اپنی پاکٹ سے پسٹل نکالتے سیدھا فائر کیا تھا۔۔۔ اس کا پہلا نشانہ ہی درست لگا تھا۔۔۔ پہاڑ کی چٹان کے پیچھے چھپا شخص نیچے جا گرا تھا۔۔۔

دو لوگ ابھی بھی فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔

ایک نے شیر داد کو پھر سے نشانہ بنایا تھا۔۔۔ گولی شیر داد کے کندھے میں لگی تھی۔۔۔ درانہ نے بھیگتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اسے ابھی بھی محفوظ کیے اسے ہر طرح سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

اور خود نہایت ہی بے خوفی اور دلیری کے ساتھ آگے آگے ہو کر فائرنگ کر رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد دوسرا آدمی بھی ڈھے گیا تھا۔۔۔

اپنے ماہر نشانہ باز آدمیوں کو گرتے دیکھ تیسرا آدمی ہڑبڑا گیا تھا۔۔۔

اس نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی تھی۔۔۔ اس کے نشانے اب درانہ کی سیٹ پر لگنے لگے تھے۔۔۔ ایک گولی درانہ کے سر پر لگنے کو تھی جب شیر داد مزید آگے ہوا تھا اور وہ گولی اس کے بازو میں پیوست ہوئی تھی۔۔۔

درانہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس شخص کو دیکھا تھا۔۔۔۔

"درانہ نیچے جھکی رہو۔۔۔۔اوپر مت ہونا۔۔۔"

وہ اسے ہداہت کرتا باہر نکلنے کو تھا جب درانہ نے اس کو بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔

"آپ باہر مت جائیں نا۔۔۔وہ آپ کو مار دیں گے۔۔۔۔"

اس کے بازو کو مضبوطی سے پکڑتے اس نے خوف سے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شیر داد نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

"یہ حملہ مجھے جان سے مارنے کے لیے ہی کیا گیا ہے۔۔۔"

اتنا کہہ کر وہ اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جو درانہ کو اس لمحے سن سا کر گیا تھا۔۔۔ اس کا دل جیسے اس لمحے ڈوب گیا تھا۔۔۔ کیا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ سب اس نے کروایا تھا۔۔۔۔ درانہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

وہ لوگ اس وقت جہاں سے گزر رہے تھے۔۔۔ یہ نورزئیوں کے علاقے والی مشترکہ روڈ تھی۔۔۔۔ درانہ کو اس وقت گاڑی میں

آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔تو کیا یہ حملہ اس کے قبیلے والوں نے کیا تھا۔۔۔۔

درانہ نے باہر ہوتی فائرنگ پر گھبرا کر اس شخص کی چوڑی پشت کو تکا تھا۔۔۔جو اس وقت اس کے سامنے ڈھال بنا کھڑا تھا۔۔۔اور آخری دشمن کو بھی مار چکا تھا۔۔۔

اسی لمحے سامنے سے گاڑیوں کا قافلہ آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

آگے سفید رنگ کی مرسیڈیز تھی۔۔جسے دیکھ کر ہی درانہ پہچان گئی تھی کہ یہ گاڑی اس کے لالہ نوریان کی تھی۔۔۔۔اس نے گاڑی کے باہر کھڑے شیر داد کو دیکھا تھا۔۔۔جس کے سفید کپڑے اس

کے خون سے سرخ ہو چکے تھے۔۔۔وہ تیزی سے باہر نکلی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

اس نے پلٹ کر پیچھے تباہ ہوئی گاڑیوں کو دیکھا تھا۔۔۔جو بالکل راکھ بن چکی تھیں۔۔۔اور ان میں موجود لوگ تڑپ کر مر چکے تھے۔۔۔درانہ اس دل سوز منظر پر لرز گئی تھی۔۔۔

"آپ کو بہت زیادہ خون بہہ رہا ہے۔۔۔"

اس نے شیر داد کے پاس آتے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔جو کسی کو فون کر رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے ٹپکتا خون کپڑوں پر لگے

خون سے بھی زیادہ لال تھا۔۔وہ زخمی ہونے کے باوجود وہاں کھڑا
تھا۔۔۔

کیونکہ پیچھے اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔۔۔اس
کے چہرے کے تاثرات ناقابلِ یقین حد تک خطرناک تھے۔۔۔

"تم گاڑی میں جاکر بیٹھو۔۔۔۔"

اس نے سپاٹ لہجے میں درانہ کو کہا تھا۔۔۔جس کی حالت اس
وقت بہت زیادہ غیر ہو گی تھی۔۔۔وہ ہولے ہولے کانپ رہی
تھی۔۔۔۔

نوریان نورزئی کا قافلہ ان کی بالکل سامنے آن پہنچا تھا۔۔۔خاجستہ تو اپنے بھائی کا خون دیکھ جیسے پاگل ہو گئی تھی۔۔۔

"شیر داد لالہ۔۔۔۔"

وہ چیختی ہوئی گاڑی سے نکلنے لگی تھی۔۔۔مگر نوریان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔

"آپ گاڑی میں ہی بیٹھیں۔۔۔باہر نہیں جا سکتیں۔۔۔"

اس کے سرد و سپاٹ نگاہوں سے خاجستہ کو دیکھتے حاکمانہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

جس پر خاجستہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تم نے کیا ہے نا یہ سب نوریان خان نورزئی۔۔۔۔ تم واقعی ایک درندے ہو۔۔۔۔ جرگے کے فیصلے کے بعد بھی تمہیں سکون نہیں ملا۔۔۔۔ مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔۔۔"

خاجستہ چیختے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔ اور اس کے ہاتھ پر اپنے ناخن گاڑھ دیئے تھے۔۔۔

اس کے الفاظ پر نوریان کی گرفت خود بخود ڈھیلی پڑ گئی تھی۔۔۔ جس سے اپنا بازو آزاد کرواتی وہ تیزی سے باہر نکلی تھی۔۔۔

شیر داد اور درانہ بھی انہیں دیکھ چکے تھے۔۔۔۔خاجستہ تیزی سے آگے بڑھی تھی۔۔۔۔اور روتے ہوئے شیر داد کے سینے سے جالگی تھی۔۔۔

اس کو دیکھ کر شیر داد کے چہرے کی سختی تھوڑی سی کم ہوئی تھی۔۔۔زخمی بازو کے باوجود اس نے خاجستہ کو بہت مضبوطی سے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

نوریان نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا تھا۔۔۔جو شیر داد کے زخمی پڑے آدمیوں کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔۔

گاڑی سے نکلتے نوریان کی نظریں بھی اپنی بہن کے لرزتے کانپتے وجود سے ٹکرائی تھیں۔۔۔۔ جس کے آنسو اسے دیکھ کر مزید تیزی سے رواں ہوئے تھے۔۔۔ اس نے ابھی جو دیکھا تھا۔۔۔ وہ بری طرح سے سہمی کھڑی تھی۔۔۔ نوریان آگے بڑھا تھا اور اپنی بہن کو اپنے مضبوط حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی اتنے دنوں بعد اپنے بھائیوں کو دیکھ کر اپنا ضبط چھوڑ چکی تھیں۔۔۔ نوریان نے شیر داد کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ دونوں کی آنکھوں میں کوئی نرمی یا رحم نہیں تھا۔۔۔

"اتنے سال گزر گئے مگر نورزئی آج بھی ویسے ہی ہیں دھوکا باز۔۔۔

پیٹھ پیچھے وار کرنے والے بزدل۔۔۔۔"

شیر داد کی آواز نے وہاں چھایا سناٹا توڑا تھا۔۔۔خاجستہ نے نگاہیں اٹھا

کر بھائی کو دیکھا تھا۔۔۔

اس کو ایک دم سے خیال آیا تھا کہ وہ بری طرح سے زخمی ہے۔۔۔

اس کا بہت زیادہ خون بہہ چکا ہے۔۔۔

جبکہ شیر داد کے الفاظ پر درانہ نے بھائی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اسے

یقین نہیں آیا تھا کہ اس کا بھائی ایسا کر سکتا تھا۔۔۔خاجستہ کی

آنکھوں میں بھی اس وقت نوریان کے لیے نفرت کے سوا کچھ نہیں تھی۔۔۔

"اگر میں نے حملہ کروایا ہوتا تو تم اس وقت یہاں زندہ نہ کھڑے ہوتے۔۔۔"

نوریان نے بھی حساب برابر کیا تھا۔۔۔

شیر داد نے اس کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔۔ شیر داد کے ہاتھ میں ابھی بھی گن تھی۔۔۔

نوریان بھی خطرے کے باعث خالی ہاتھ نہیں نکلا تھا۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں میں ہتھیار اٹھائے ایک دوسرے کے مقابل آن کھڑے تھے۔۔۔۔

خاجستہ اور درانہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"نوریان لالہ۔۔۔۔"

درانہ نے بھائی کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔

شیر داد کے لوگ وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔اس کے آدمیوں کو لے جایا جارہا تھا۔۔

قمر خان مہمند اور ارباز مہمند بھی وہاں پہنچے تھے۔۔۔اور تیزی سے شیر داد کے پاس آئے تھے۔۔۔

نوریان اور شیر دادا کی آنکھوں سے ایک دوسرے کے لیے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔۔۔۔ان آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے کوئی رحم نہیں تھا۔۔۔۔

پہلی بار ایسی صورتحال میں ان کا سامنا ہوا تھا۔۔۔اگر ان کے ساتھ درانہ اور خاجستہ نہ ہوتیں تو وہ دونوں اس وقت جس ضبط کا مظاہرہ کر رہے تھے۔۔۔وہ نہ کر پاتے۔۔۔

"میری بہن کو اگر کوئی نقصان پہنچایا گیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

نوریان نے شیر داد کو وارن کیا تھا۔۔۔ خاجستہ نے اس پل انتہائی نفرت بھری نگاہوں سے نوریان کو دیکھا تھا۔۔

یہ شخص خود کو سمجھتا کیا تھا۔۔ ایک تو اس کے بھائی کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی اور اوپر سے اب اس کے بھائی کو دھمکی بھی دے رہا تھا۔۔۔

"آپ اپنی بہن کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔۔۔ کیونکہ میں بھی اب آپ کے ساتھ نہیں آنا چاہتی۔۔۔"

خاجستہ نے انتہائی سرد لہجے میں نوریان کو کہا تھا۔۔۔ جس نے شیر

داد سے نگاہیں ہٹاتے اسے دیکھا تھا۔۔

"ہاں۔۔۔میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی لالہ۔۔۔۔"

درانہ نے بہتی آنکھوں سے نوریان کو دیکھتے کہا تھا۔۔۔ اس کی بات

پر شیر داد نے خون آلود نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔ درانہ

اندر تک لرز گئی تھی۔۔۔۔

اس نے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔۔اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو

بہہ رہے تھے۔۔۔

وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔۔۔

اسے اسی بات کا خوف تھا کہ اس کے ساتھ اس حویلی میں جو سلوک کیا جائے گا وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔ شیر داد اسے اس میں قصوروار سمجھ رہا تھا۔۔

وہ اس کے رویے سے اندازہ لگا چکی تھی۔۔۔ وہ شخص اس کی جانب دیکھنا بھی گوارہ نہیں کر رہا تھا۔۔۔ درانہ کو اس وقت کسی اپنے کے کندھے کی ضرورت تھی۔۔۔۔ وہ بہت زیادہ سہمی ہوئی تھی۔۔۔

"تم نے جرگے کے فیصلے کو چیلنج کیا ہے۔۔ اب اس کا انجام بہت برا ہو گا۔۔ میرے وار کا انتظار کرنا۔۔۔"

شیر داد نے نوریان کو وارننگ دیتی نگاہوں سے دیکھتے۔۔۔ خاجستہ
کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

اور پھر اس کے پہلو میں کھڑی درانہ کا بازو پکڑا تھا اور وہاں آئی
دوسری گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

"لالہ مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے۔۔۔"

خاجستہ کو اپنے بھائی کی فکر ہوئی تھی۔۔۔ اس کے وجود سے نکلتا
خون دیکھ اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔

وہ اس کا اکلوتا بھائی اس کے قبیلے کا سردار اور اس کے ماں باپ کا سب کچھ تھا۔۔۔اسے کچھ ہونے کے خیال سے خاجستہ کی جان نکل رہی تھی۔۔

اس کی پکار پر شیر داد کے اعصاب تن گئے تھے۔۔۔اس نے ضبط کی انتہا پر پہنچتے اپنے لب بھینچ لیے تھے۔۔۔

اس سے پہلے کی خاجستہ اس کی جانب ایک قدم بھی بڑھاتی نوریان نے اس کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔اور اسے ساتھ لیے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہاں اب لوگ جمع ہونے لگے تھے۔۔۔اور ان دونوں کو گوارہ نہیں تھا کہ ان کی عورتوں پر کسی کی نظر پڑے۔۔۔۔

اگر اس وقت وہ دونوں ان کے ساتھ نہ ہوتیں تو متوقع تباہی کا کوئی حساب بھی نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔

دونوں قبیلوں تک یہ خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔جس نے دونوں طرف بھونچال مچا دیا تھا۔۔۔

نورزئی قبیلے والے ماننے کو تیار ہی نہیں تھے کہ ان کا سردار اس شر کا دوبارہ آغاز کر سکتا تھا۔۔۔جبکہ دوسری جانب مہمند قبیلے میں تو جیسے لوگوں کا غم وغصّے سے برا حال تھا۔۔۔

عبداللہ خان مہمند کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس قبیلے میں خون کی ندیاں بہادیں۔۔۔۔

ان لوگوں نے ان کے بیٹے کا خون بہانے کی جرائت کی کیسے تھی۔۔۔۔ مہروز بیگم بھی گہرے صدمے کا شکار تھیں۔۔۔

ان کا یہی کہنا تھا کہ ان کے بیٹے کو وہاں تک لے جانے والی وہی لڑکی تھی۔۔ اپنے قبیلے والوں کے ساتھ مل کر اس نے ان کے بیٹے کو مروانے کا پلان بنایا تھا۔۔۔

ان کا بس چلتا تو وہ اس کو زندہ جلا دیتیں۔۔۔۔ مگر شیر داد کو اس وقت ہاسپٹل میں تھا۔۔۔

اس نے سنگین الفاظ میں سب کو وارننگ دی تھی کہ درانہ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔۔اگر کسی نے اس لڑکی کو زرا سی بھی تکلیف پہنچائی تو وہ انسان اس کا دشمن ہو گا۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ مہروز بیگم چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکی تھیں۔۔۔

درانہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی۔۔۔اور مسلسل رو رہی تھی۔۔۔رمشا اس کے پاس بیٹھی اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"بھابی میرا یقین کریں۔۔۔ مم میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔مجھے وہ اچھے نہیں لگتے۔۔۔ مگر میں ان کے ساتھ پھر بھی ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

اس نے رمشا کی جانب دیکھتے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔جبکہ اس کی بات پر رمشا ہولے سے مسکرائی تھی۔۔۔

"اگر اچھے نہیں لگتے تو اس انسان کی خاطر پچھلے دو گھنٹوں سے مسلسل آنسو کیوں بہا رہی ہو درانہ۔۔۔ کتنی بار مجھ سے ان کی خیریت دریافت کر چکی ہو۔۔۔۔"

رمشا نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

رمشا کی بات پر درانہ کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔۔۔

اس کا دل تو ابھی تک اسی منظر میں اٹکا ہوا تھا جب اس شخص نے اس کے اوپر جھکتے اس کے حصے کی گولی اپنے وجود پر کھائی تھی۔۔۔۔وہ اس کی خاطر ڈھال بن گیا تھا۔۔

اپنی جان کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ درانہ اتنی اہم نہیں تھی۔۔۔جتنی قیمتی اس کی جان تھی اس کے حویلی اور قبیلے والوں کے لیے۔۔۔

وہ جس طرح سے اس کی حفاظت کرتا رہا تھا۔۔۔ درانہ جب بھی سوچتی تھی اس کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ جاتی تھی۔۔۔ اسے کہیں نہ کہیں اس بات کا ادراک ہو چکا تھا کہ اس کا دل ایک لمحے کی گرفت میں آکر بہت بڑے حادثے کا شکار ہو چکا ہے۔۔۔

اس حملے میں اگر شیر داد کا نقصان ہوا تھا تو کم خسارے میں وہ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ شیر داد خان مہمند اب اسے اپنے ساتھ نہیں رکھے گا۔۔۔

وہ بھی باقی سب کی طرح یہی سمجھ رہا تھا کہ اس حملے میں اس کا بھی قصور ہے۔۔۔سب یہی کہہ رہے تھے کہ دوبارہ جرگہ بیٹھنے والا تھا۔۔اور ان دونوں کے اور اس دشمنی کے حوالے سے دوبارہ فیصلہ ہونے والا تھا۔۔

اسی خاطر وہ اپنے دل کو یہ بات ماننے دینا ہی نہیں چاہتی تھی کہ اسے اس انسان کی فکر ہے۔۔۔یا اس کے دل میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔۔۔

وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ اس وقت کیا چاہتی ہے۔۔

اسے بس رونا آرہا تھا اور وہ روئے جارہی تھی۔ اس کے آنسو بھی رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

اسے رمشا نے شیر داد کا پیغام بھی بتایا تھا۔۔۔ جو اس کے حوالے سے اس شخص نے پہنچایا تھا۔۔۔ جس کے بعد اس کی دھڑکنیں مزید بوجھل ہوئی تھیں۔۔۔ وہ اس وقت ہاسپٹل میں تھا۔۔۔

پھر بھی اسے اس کا خیال تھا۔۔۔ درانہ کا دل اس وقت بہت مشکل میں تھا۔۔۔ وہ انسان اب بھی اس کے لیے اچھا سوچ رہا تھا۔۔۔

رمشا کافی دیر اس کے پاس بیٹھی رہی تھی۔۔۔اور پھر فراز کے بلاوے پر اسے آرام کرنے کا کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔اس کو کہاں چین آنا تھا۔۔۔وہ اس وقت دوہری اذیت کا شکار تھی۔۔

ایک طرف اس کا دل شیر داد خان مہمند کے لیے فکر مند تھا تو دوسری طرف اسے اپنے بھائی کی فکر تھی۔۔۔نجانے اب یہ لوگ جوابی وار کیا کرنے والے تھے۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ چاہے شیر داد سے لاکھ دشمنی سہی۔۔۔مگر اس کا بھائی کبھی بھی جرگے کے فیصلے کے خلاف جا کر ایسا نہیں کرے

گا۔۔۔اور دوسری بات۔۔۔اس وقت تو کسی صورت نہیں جب وہ شیر داد کے ساتھ تھی۔۔۔۔

نجانے کتنا وقت ایسے ہی گزر گیا تھا۔۔۔باہر کیا چل رہا تھا اسے کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔

وہ صوفے پر سکڑی سمٹی بیٹھی گھٹنوں میں سر دیئے ہوئے تھی۔۔۔ جب اسے دروازے کے باہر آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تھا۔۔۔درانہ کی نظریں اندر داخل ہوتے شخص پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

وہ اس وقت بلیک کلر کے ٹراؤزر ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔

جس میں اس کا کسرتی سراپا مزید نمایاں ہو رہا تھا۔۔۔

اس کے بازو پر پٹی بندھی تھی۔۔۔۔اور شرٹ کے گلے سے کندھے پر بندھی سفید پٹی بھی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔اس کے گھنے سیاہ بال کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

ہمیشہ سرخ و سفید رنگ سے سجے چہرے پر اس وقت زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔۔اس کا بہت زیادہ خون بہا تھا۔۔۔

وہ اس وقت تک وہاں سے نہیں ہٹا تھا جب تک اس کے سارے آدمیوں کو وہاں سے لے جایا نہیں گیا تھا۔۔۔اس وقت بھی اس کی

سرخ آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اپنے زخموں سے بھی زیادہ وہ اپنے آدمیوں کی قیمتی جانیں جانے پر اذیت میں تھا۔۔

اس نے بھی اندر داخل ہوتے درانہ کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور پھر اگلے ہی پل نگاہوں کا زاویہ بدل دیا تھا۔۔

انداز ایسا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔۔۔ درانہ کی آنکھوں سے پھر سے آنسو جاری ہوئے تھے۔۔

مہروز بیگم اور باقی لوگ بھی اس کے پیچھے کمرے میں آئے تھے۔۔۔ وہ سب اس کے لیے بہت زیادہ فکر مند تھے۔۔

مہروز بیگم کی حالت بہت زیادہ قابلِ رحم تھی۔۔۔وہاں آئے سبھی لوگوں نے درانہ کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔۔

عبداللہ خان مہمند کو پہلی بار اس نے اپنے سامنے دیکھا تھا۔۔وہ بھی اس وقت بیٹے کے ساتھ تھے اور انتہائی پریشان لگ رہے تھے۔۔

ان کے ہر انداز سے ان کی تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔اس خاندان کی سبھی افراد کی حالت بہت خراب تھی۔۔۔

شیر داد بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔۔۔ مہروز بیگم اس کے پاس آن بیٹھی تھیں۔۔۔ انہوں نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور بار بار اسے چوم رہی تھی۔۔۔

ایک لمحے کے لیے بھی انہوں نے اس پر سے اپنے نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں۔۔۔۔

عبداللہ خان مہمند اس کے قریب کرسی پر بیٹھے تھے۔۔۔ انہوں نے ایک سرد نگاہ درانہ پر ڈالی تھی۔۔۔

جو نگاہیں جھکائے وہاں مجرموں کی طرح کھڑی تھی۔۔۔۔

"میں نے بات کرلی ہے مولوی صاحب سے۔۔۔۔ جرگہ دوبارہ بیٹھے گا اور فیصلہ دوبارہ ہو گا۔۔۔

اب کی بار سنگین نتائج بھگتنے پڑیں گے ان کو۔۔۔ جنہوں نے یہ گھٹیا حرکت کر کے جرگے کے فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے۔۔۔"

عبداللہ خان مہمند پر جلال لہجے میں بولے تھے۔۔۔

"بابا جان۔۔۔ ابھی آپ کچھ مت کریں۔۔۔۔ جلد بازی میں نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ قبیلے کے لوگوں سے کہیں کوئی بھی فساد یا جھگڑا کھڑا نہ ہو۔۔۔ ہمارا پہلے سے بہت نقصان ہوا ہے۔۔۔

میں مزید کوئی جانی نقصان نہیں چاہتا۔۔۔"

شیر داد کی بات پر درانہ نے اسے دیکھا تھا۔۔ وہ تکیے پر سر رکھے اس وقت آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔۔ وہ بہت زیادہ دکھی تھا اپنے لوگوں کے لیے۔۔۔ جو اس کی وفاداری میں مارے جا چکے تھے۔۔۔

عبداللہ صاحب کو اس کی بات پسند تو نہیں آئی تھی۔۔۔ مگر وہ اس کی کیفیت سمجھتے اس وقت خاموش ہو گئے تھے۔۔۔

"خدا غرق کرے ان دشمنوں کو۔۔۔ان کے گھر سے بھی ایسے ہی جوان جنازے اٹھیں۔۔ جیسے آج ہمارے قبیلے سے اٹھے ہیں۔۔۔"

مہروز بیگم نے دل سے بد عا دی تھی۔۔۔۔یہ کس کو سنانے کے لیے تھی وہاں موجود سبھی لوگ جانتے تھے۔۔

درانہ کو اس وقت وہ بری نہیں لگی تھیں۔۔۔وہ ان کا درد سمجھ رہی تھی۔۔۔اس وقت ان کی جگہ اگر وہ ہوتی۔۔۔تو شاید اس کا بھی یہی رد عمل ہوتا۔۔۔

ان کا بیٹا موت کے منہ سے لوٹا تھا۔۔۔

درانہ ایک کونے میں خاموشی سے کھڑی رہی تھی۔۔۔اس نے آگے بڑھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد عبداللہ خان مہمند اور باقی لوگ کچھ مہمانوں کی آمد کی خبر پر وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔اب وہاں مہروز بیگم، پلوشہ اور شیر داد کی پھوپو نصرت بیگم موجود تھیں۔۔۔۔

پلوشہ اس کے لیے سوپ بنا کر لائی تھی۔۔۔اور اس وقت اس کے بہت پاس کھڑی تھی۔۔۔

درانہ نے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔ اور اس کو اس لمحے اس لڑکی کا اتنے پاس کھڑا ہونا عجیب سی کیفیت سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔ اس نے بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔۔۔۔

"شیر داد الڑکی کو آج واپس مہمان خانے میں بھیج دو۔۔۔۔ جو گھر سے باہر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتی ہے۔۔۔ وہ کمرے کی تنہائی میں بھی دشمن ہی ہے۔۔۔ مجھے اس پر اب بالکل بھی بھروسہ نہیں ہے۔۔

میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا یہ لڑکی تمہیں اپنے ساتھ ٹھیک نیت سے نہیں لے کر جا رہی۔۔۔ اس نے اپنے گھر والوں کے ساتھ پلاننگ کر رکھی تھی۔۔۔

یہ چہرے سے جتنی معصوم لگتی ہے۔۔۔ اتنی ہے بالکل بھی نہیں۔۔۔ تم اگر اب مزید اس پر اعتبار کرو گے تو اپنے اگلے نقصان کے زمہ دار بھی تم خود ہی ہو گے۔۔۔"

مہروز بیگم نے سب کے جانے کے بعد انتہائی نفرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔ ان کی آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں واضح تھیں۔۔

درانہ کو لگا تھا کہ اب یہ شخص بھی اسے اپنے کمرے سے باہر پھینک دے گا۔۔۔

"مورے پلیز۔۔۔۔میں اس وقت کسی بھی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔ آرام کرنا چاہتا ہوں میں۔۔۔"

شیر داد نے نرمی کے ساتھ مہروز بیگم کو ٹوک دیا تھا۔۔۔جس پر انہوں نے انتہائی ناگواری سے درانہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

درانہ حیرت زدہ سی اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کا دل اس کے اختیار سے باہر جانے لگا تھا۔۔۔یہ شخص کیا کر رہا تھا اس کے

ساتھ۔۔۔۔ درانہ جو کبھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ ہو چکا تھا۔۔

اور یہی بات اسے مزید نڈھال کر رہی تھی۔۔۔ اس کا دل اس وقت اس شخص کے لیے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ جسے وہ اپنا سب سے بڑا دشمن مانتی تھی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد مہروز بیگم اور باقی سب وہاں سے جا چکے تھے۔۔ وہ آرام کرنا چاہتا تھا۔۔۔

دروازہ بند ہونے پر درانہ نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔ وہ آنکھیں موندے لیٹا تھا۔۔۔۔

درانہ کی نظریں اس کے خوبرو نقوش سے ٹکرانے لگی تھیں۔۔۔وہ کتنی ہی دیر بنا پلکیں جھپکائے اسے تکے گئی تھی۔۔۔اس شخص نے نہ آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔

نہ اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

اس کی موجودگی شاید اب اس شخص کے لیے معنی نہیں رکھتی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد درانہ دبے پیر چلتے ہوئے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔اور اس کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔وہ شاید دوائیوں کے زیر اثر سو چکا تھا۔۔۔

اس نے بات کرنا تو دور کی بات درانہ کی جانب دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔جو بات درانہ کو بے چین کر گئ تھی۔۔۔وہ اس شخص کے جس نرم رویے کی عادی ہو چکی تھی۔۔۔

ابھی یہ بے رخی اس سے برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ نوریان خان نورزئی۔۔۔تم دھوکے باز ہو۔۔۔تم قاتل ہو۔۔۔تم نے میرے بھائی کی جان لینے کی کوشش کی۔۔۔

اتنے سارے لوگ وہاں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔۔۔ تمہاری وجہ سے۔۔۔ تم بہت برے ہو۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔ شدید نفرت۔۔۔"

وہ سسک سسک کر روتی اس وقت اپنے بھائی کی فکر میں تڑپ رہی تھی۔۔۔ اس کی زبان پر جو بھی لفظ آرہا تھا۔۔۔

وہ بولے جارہی تھی۔۔۔ اس کو نہیں فرق پڑتا تھا کہ اس کے الفاظ کا مقابلہ پر کسی اثر ہو۔۔۔ اسے بس اس وقت اس انسان سے دور جانا تھا۔۔۔ بہت دور۔۔۔۔

اس نے اپنی آنکھوں سے اپنے بھائی کا جو حال دیکھا تھا۔۔۔ اپنے قریبی وفادار لوگوں کی لاشوں کا ڈھیر دیکھا تھا۔۔۔

وہ سب اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

نوریان بنا کچھ بولے سرد و سپاٹ تاثرات کے ساتھ گاڑی چلاتا اس کا ہر الزام سن رہا تھا۔۔۔ اس کی نگاہیں اس وقت روڈ پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

اس کے دماغ میں بس ایک ہی بات چل رہی تھی کہ اس نے یہ حملہ نہیں کروایا تھا۔۔۔تو پھر کونسا آیا دشمن تھا جس نے یہ سب کیا تھا۔۔۔وہ جو کوئی بھی تھا اس نے ایک تیز سے دو شکار کیے تھے۔۔ شیر داد کو اگر مارنے کی کوشش کی گئی تھی تو الزام اس پر ڈالا گیا تھا۔۔۔دونوں کو ایک ساتھ پھنسایا گیا تھا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ شیر داد اور اس کے گھر والے کبھی بھی یہ بات نہیں مانیں گے کہ یہ حملہ اس نے نہیں کروایا۔۔۔وہاں جن تین آدمیوں نے وہ حملہ کیا تھا۔۔

وہ اسی کے علاقے کے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے اس پر سیدھا
شک جا رہا تھا۔۔۔ اور نوریان جانتا تھا کہ وہ جو بھی کہہ لے۔۔۔
اس کی اس وقت کسی نے نہیں سننی تھی۔۔۔

مگر اسے اب اس معاملے کی طے ری ضروری پہنچنا تھا۔۔۔ یہ اس
کے لیے بھی بہت زیادہ ضروری تھا۔۔۔

اس نے گاڑی پورچ میں روکی تھی۔۔۔ اس کے سب گھر والے
بہت زیادہ پریشان تھے۔۔۔ وہ سب اس کے منتظر تھے۔۔۔

"مجھے نہیں جانا اندر۔۔۔ تم میری بات کیوں نہیں سن رہے۔۔۔
مجھے میری حویلی واپس جانا ہے۔۔۔"

خاجستہ اسے گاڑی سے اتر کر اپنی سائیڈ آتے دیکھ ہزیانی انداز میں چیخی تھی۔۔۔اسے بالکل بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہاں گارڈز دیکھ رہے تھے۔۔۔کون کیا سوچے گا۔۔

اسے اس وقت کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

گارڈز ایک جانب سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔نوریان نے اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا تھا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے باہر نکالا تھا۔۔۔

"آئی ہیٹ ہو نوریان۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔"

نوریان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے نیچے اتارا تو وہ چیخ پڑی تھی۔۔۔

اس نے نوریان کا بازو اپنے ناخنوں سے نوچ لیا تھا۔۔۔

"اپنے اوپر کنٹرول کریں خاجستہ۔۔۔۔ آپ اس وقت ایک سردار کی بیوی ہیں۔۔۔ آپ کو یہ چیخ وپکار زیب نہیں دیتی۔۔۔ سردار کی بیوی کو مضبوط اور باوقار ہونا چاہیے۔۔۔۔ نہیں ہو گا کچھ آپ کے بھائی کو۔۔۔۔

مگر آپ جو اس وقت کر رہی ہیں۔۔۔ میری طرف سے اس کا جو رد عمل آئے گا وہ آپ برداشت نہیں کر پائیں گی۔۔۔۔"

نوریان نے اس کو اپنے قریب کرتے سرخ آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑھ دی تھیں۔۔۔۔

خاجستہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہوئی تھی۔۔اس کی آنکھوں سے اب بھی آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔جنہیں دیکھتے نوریان نے لب بھینچ لیے تھے۔۔۔

"تمہاری سردارنی کہلانے سے بہتر میں مرنا پسند کروں گی۔۔۔ اتنی نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔تم نے جو کیا ہے وہ کوئی درندہ بھی نہیں کرتا۔۔۔دوستی کا ہاتھ بڑھا کر تم نے پیٹھ پیچھے وار کیا ہے۔۔۔ تم جیسا انسان سردار کہنے لائق نہیں ہے۔۔۔گھٹیا انسان ہو تم۔۔۔"

خاجستہ کو اس وقت وہ دنیا کا سب سے بدترین، ظالم اور دھوکے باز انسان محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر نوریان کے لبوں پر زخمی مسکان آن ٹھہری تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں کی رنگت اتنی سرخ تھی۔۔ جیسے ان سے لہو ٹپکنے کو تیار کھڑا ہو۔۔۔

اس نے گہرا سانس لیتے خود پر ضبط کیا تھا۔۔۔ وہ اس لڑکی کو اس وقت کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔

وہ جوش میں ہوش کھونے والا انسان نہیں تھا۔۔۔

اس نے خاجستہ کا بازو پکڑا تھا اور اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ مگر وہ اس کو آزاد نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اندر حویلی میں اس وقت سبھی لوگ موجود تھے۔۔۔۔۔ گل خان نورزئی اور اس کے چچا وغیرہ بھی تشویش بھرے انداز میں وہاں موجود تھے۔۔۔۔

خاجستہ نے کسی کا لحاظ نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ مسلسل وہی الفاظ دوہرا رہی تھی۔۔۔

نوریان اسے لیے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"یہ لڑکی جس کی توہین کر رہی ہے وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔۔۔ سردار ہے وہ اس قبیلے کا۔۔۔۔ وہ کیوں اسے اتنی اہمیت دے رہا ہے۔۔۔ طلاق دے کر فارغ کرے اسے۔۔۔۔

طلاق نہیں بھی دینی تو واپس پھینک آئے اس کے قبیلے میں۔۔۔۔

یہ ہوتی کون ہے نوریان کو ایسے بولنے والی۔۔۔ اوقات کیا ہے اس کی۔۔۔ بدتمیز۔۔۔۔ بدزبان لڑکی۔۔۔۔۔"

گلالئی تو غصے سے پھٹ پڑی تھیں۔۔۔۔ نوریان اسے لیے اندر جا چکا تھا۔۔۔ باقی سب وہیں کھڑے تھے۔۔۔

گلالئی کو اس منظر سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ لڑکی کچھ بھی بول رہی تھی اور کسی کی زرا سی گستاخی برداشت نہ کرنے والا نوریان اسے کتنے آرام سے لے کر جا رہا تھا۔۔۔

اسے ایک بار بھی ڈانٹا نہیں تھا۔۔۔۔ گلالئی کو بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔

"گلالئی خدا کے لیے۔۔۔۔ اس وقت سب بہت پریشان ہیں۔۔۔۔ یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے۔۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے گلالئی کو تنبیہی نگاہوں سے دیکھتے منع کیا تھا۔۔ جس پر وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی تھیں۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ

شرارت خود مہمند قبیلے نے کی تھی۔۔۔ تاکہ ان پر الزام ڈال کر ان کو بدنام کر سکیں۔۔۔

ان سب کو آنکھیں بند کر کے اس بات پر بھروسہ تھا کہ نوریان ایسی سازش کسی قیمت پر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"اللہ خیر کرے۔۔۔ یہ پھر سے کس نے اس جنگ کو چھیڑ دیا ہے۔۔۔ ہمارے ہی قبیلے کے افراد استعمال کیے گئے ہیں۔۔۔ وہ تینوں مارے گئے ہیں کہ ان سے کچھ پتا چل سکے۔۔۔

بہت بڑی سازش کی گئی ہے۔۔۔ شکر ہے شیر داد بچ گیا اور ہماری درانہ بھی محفوظ رہی۔۔۔"

گل خان نورزئی بہت زیادہ پریشان اور تشویش کا شکار لگ رہے تھے۔۔۔۔

نوریان نے کمرے میں آتے خاجستہ کا بازو آزاد کر دیا تھا۔۔۔جو اب بھی بری طرح سے رو رہی تھی۔۔۔۔

اس کا دل بہت اذیت میں تھا۔۔۔اس نے زہریلی نگاہوں سے سامنے کھڑے نوریان کو دیکھا تھا۔۔۔جو باہر جانے کے لیے مڑ رہا تھا۔۔۔

خاجستہ آگے بڑھی تھی اور اس کے سامنے کھڑی ہوتی اس کا گریبان دونوں مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

"کیوں کیا میرے لالہ کے ساتھ ایسا۔۔؟؟ کیا بگاڑا تھا انہوں نے۔۔ وہ تو اس حال میں بھی آپ کی بہن کی حفاظت کر رہے تھے۔۔ کچھ نہیں ہونے دیا اسے۔۔۔ پھر بھی کیوں کیا ان کے ساتھ ایسا۔۔

مجھے لگنے لگا تھا کہ تم اتنے برے انسان نہیں ہو جتنا میں تمہیں سمجھتی ہوں۔۔ مگر تم میری سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا نکلے ہو نوریان خان نورزئی۔۔۔ میرے گھر والے تمہارے بارے میں جو بھی بولتے تھے وہ بالکل سچ تھا۔۔۔"

اس کا گریبان مٹھیوں میں جکڑے وہ نفرت سے چلا رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی رو رہا تھا۔۔۔

اس پل نوریان کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔۔۔وہ اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

اس نے اب تک کیسے خود پر کنٹرول کر رکھا تھا۔۔یہ وہی جانتا تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر اس روتی سسکتی لڑکی پر ڈالی تھی۔۔۔۔جسے اپنا ہوش بھی نہیں رہا تھا۔۔۔اس کا دوپٹہ کندھوں سے نیچے ڈھلک

چکا تھا۔۔۔اس کی دراز لانبی زلفیں اس کے نازک وجود کے گرد بکھری ہوئی تھیں۔۔

دودھیا چہرا غصے اور اذیت کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ گداز لبوں کی کپکپاہٹ واضح تھی۔۔۔

نوریان نے اپنے گریبان پر رکھے اس کے دونوں ہاتھوں کی کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا اور اسے جھٹکے سے کمر پر موڑ دیا تھا۔۔
جس کے باعث خاجستہ اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔

اس کی سانسیں اس پل ساکت ہوئی تھیں۔۔اس کی نظریں نوریان کی سرخ نگاہوں سے ٹکرا گئی تھیں۔۔۔

اس شخص کے مضبوط ہاتھ کی گرفت خاجستہ کی نازک کلائیوں پر سخت تھی۔۔۔وہ اس وقت اتنا مشتعل ہو چکا تھا کہ چاہ کر بھی وہ اپنی گرفت کو نرم نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔یہ لڑکی بہت کچھ بول چکی تھی اسے۔۔

خاجستہ اس کے اس قدر قریب تھی۔۔۔کہ اس کی گرم سانسیں خاجستہ کے چہرے کو چھونے لگی تھیں۔۔۔۔

خاجستہ ایک دم سے گھبرا گئی تھی۔۔۔۔

"میں نے اس دشمنی کو ختم کرنے کی خاطر اپنی جان سے عزیز بہن تک کو قربان کر دیا۔۔تاکہ میرے قبیلے میں امن قائم رہے۔۔۔

میرے لوگ محفوظ رہیں۔۔۔ آنے والی نسلیں انتقام کی بھینٹ نہ چڑھیں۔۔۔

ان کو اپنی وراثت میں یہ خون ریزی اور قتل و غارت نہ ملے۔۔۔

میرے لیے جھکنا آسان نہیں تھا۔۔۔ مگر میں جھکا ہوں صرف اپنے لوگوں کو بچانے کی خاطر۔۔۔۔ اور تم کہہ رہی ہوں میں نے۔۔۔۔

نوریان خان نورزئی نے دوبارہ سے اس دشمنی کا آغاز خود کیا ہے۔۔۔۔ تمہارے بھائی پر قاتلانہ حملہ میں نے کروایا ہے۔۔

وہ بھی اس وقت جب میری بہن اس کے ساتھ تھی۔۔۔۔ تم مجھے اتنا پنچ اور درندہ صفت سمجھتی ہو۔۔۔

اتنے دنوں سے تم میرے ساتھ۔۔۔ کیا تمہیں اب بھی نہیں پتا چلا میں کیسا انسان ہوں۔۔

اگر میں دلوں میں دشمنی رکھنے والا ہوتا تو تم اتنے سکون سے یہاں نہ رہ رہی ہوتی۔۔۔ سر آنکھوں پر بیٹھایا ہے میں نے اور میرے گھر والوں نے تمہیں۔۔۔ مگر تم اس لائق ہی نہیں ہو۔۔۔"

نوریان اتنے غصے میں تھا کہ اس نے بھی وہ سب بول دیا تھا جو وہ نہیں کہنا چاہتا تھا۔۔۔

اس کی انگلیاں خاجستہ کی جلد میں کھب رہی تھیں۔۔۔ اس کی گرم سانسوں سے خاجستہ کا چہرا جھلسنے لگا تھا۔۔

اس کی مونچھوں کی رگڑ خاجستہ کو اپنے گال پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔اس کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

نوریان نے اس کو ایک جھٹکے سے دور کیا تھا۔۔۔وہ لڑکھڑا کر پیچھے پڑے بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔

اس کی کلائیاں جلنے لگی تھیں۔۔۔اس کی آنکھوں سے اب مزید شدت سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

نوریان کمرے سے جا چکا تھا۔۔۔اور وہ وہیں بیڈ پر بیٹھی گھٹنوں کے گرد بازو رکھے سسک اٹھی تھی۔۔۔

"نوریان یہ سب کیا ہے۔۔۔؟"

وہ باہر آیا تھا۔۔ جہاں سب اس کے منتظر تھے۔۔۔ گل خان نورزئی نے اسے اپنے سامنے بیٹھتے دیکھ پوچھا تھا۔۔۔

"آپ کو بھی لگتا ہے کہ میں نے کروایا ہے یہ۔۔۔؟؟"

اس نے سرخ نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔۔ اس وقت وہ شدید ذہنی اذیت کا شکار تھا۔۔۔۔

شیر داد کے لوگ مارے گئے تھے۔۔۔ آج اس کے قبیلے سے جنازے اٹھ رہے تھے۔۔۔۔ اب عنقریب یہی حال اس کے قبیلے میں ہونا تھا۔۔۔ یہی بات اس کا سکون چھینے ہوئے تھی۔۔۔

یہاں سب لوگ درانہ کو لے کر بھی پریشان تھے۔۔۔ نجانے اس کے ساتھ وہاں کیا سلوک کیا جارہا ہوگا۔۔۔

اس وقت وہاں کوئی بھی سکون میں نہیں تھا۔۔۔۔ سب کی کسی نہ کسی کشمکش میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔۔۔ سب سے زیادہ تشویش کا شکار نوریان خان نورزئی تھا۔۔

اس کی کنپٹی کی ابھری رگیں اور بھینچے لب اس کے شدید ذہنی اضطراب اور اشتعال کا پتا دے رہے تھے۔۔۔

"نہیں۔۔۔ ہمیں بالکل بھی نہیں لگتا۔۔۔ ہم بس اس بات پر پریشان ہیں کہ یہ سازش کس کی طرف سے کی گئی ہے۔۔۔ اب کونسا نیا دشمن پیدا ہو گیا ہے ہمارا۔۔۔

یہ کام مہمند قبیلے کا تو نہیں ہے۔۔۔ وہ کسی قیمت پر شیر داد خان مہمند کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔

اگر کسی اور پر حملہ کیا جاتا تو ماننے والی بات تھی۔۔۔ مگر جو بھی ہوا ہے انتہائی غلط ہوا ہے۔۔۔ اور اب جو تباہی آئے گی اس کا کوئی حساب نہیں ہو گا۔۔۔"

گل خان نورزئی کی بات پر وہاں سب کے چہرے پر تشویش بھرے تاثرات آن ٹھہرے تھے۔۔۔

سب ہی اپنی جگہ پر خوفزدہ تھے۔۔۔ اگر ادھر سے شیر داد نشانہ بنا تھا۔۔۔ تو یقیناً اب ان کے جوابی حملے پر انہوں نے نوریان کو نشانہ بنانا تھا۔۔۔ یہ بات سب سمجھ رہے تھے۔۔۔

اور یہی سوچ کر سب کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ نوریان کو چھوڑ سب ہی یہ سوچ سوچ کر ہول رہے تھے۔۔۔ جبکہ نوریان یہی چاہتا تھا کہ اسے نقصان پہنچ جائے مگر اس کے لوگوں کو کچھ نہ ہو۔۔۔

جرگہ دوبارہ بیٹھنے کی بات ہو رہی تھی۔۔۔ مگر کہیں نہ کہیں سب جانتے تھے کہ اب اس جرگے کی کسی نے نہیں سننی تھی۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

رات کا نجانے کونسا پہر تھا۔۔۔ جب درد کے احساس سے شیر داد کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔

اس کے کندھے میں بہت شدید دور محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولتے نیم تاریکی میں پورے کمرے پر نگاہیں دوڑائی تھیں۔۔۔ وہ کمرے میں کہیں نہیں تھی۔۔۔

جب اچانک شیر داد کو اپنے بازو پر گداز یت کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اس نے نگاہیں موڑ کر بیڈ سائیڈ پر دیکھا تھا اور اگلے ہی پل اس کی نگاہیں ساکت ہوئی تھیں۔۔۔۔ درانہ اس کے قریب بیڈ کے پاس نیچے کارپٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

اس نے شیر داد کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔۔ وہ سو رہی تھی۔۔۔ اور سوتے میں اس کا چہرا شیر داد کے بازو پر ٹکا ہوا تھا۔۔۔۔ اس کے گداز ہونٹوں کی نرماہٹیں شیر داد کو اپنے بازو پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

وہ بہت ہی غیر آرام دہ حالت میں وہاں سو رہی تھی۔۔۔اس کے چہرے پر شیر داد کو اب بھی آنسوؤں کا گمان گزرا تھا۔۔

شیر داد کی پیشانی پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔

شیر داد کو اس وقت شدید پیاس لگ رہی تھی۔۔۔اور گلاس اس سے کافی دور پڑا تھا۔۔۔

وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔مگر وہ اس وقت جس حالت میں سو رہی تھی۔۔وہ انتہائی غیر آرام دہ تھی۔۔۔۔شیر داد نے کچھ دیر اسے دیکھا تھا۔۔

اور پھر ہاتھ بڑھا کر بیڈ سائیڈ لیمپ آن کر دیا تھا۔۔۔ایک دن سے روشنی کی شدت بڑھی تھی۔۔۔جو سیدھی اس کے صبیح چہرے سے ٹکرائی تھی۔۔۔

وہ حسین چہرا اس روشنی میں مزید دھمکنے لگا تھا۔۔۔اس کی گھنیری پلکوں کی جھالر بڑی دلفریب لگ رہی تھی۔۔

روشنی کی وجہ سے اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا تھا۔۔اور وہ ہولے سے کسمسائی تھی۔۔اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔وہ ابھی مکمل طور پر اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔۔اس نے روشنی سے

بچنے کے لیے اپنی آنکھوں پر شیر داد کا ہاتھ رکھا تھا۔۔ جو اس کی گرفت میں ہی قید تھا۔۔

اس کے ایسا کرنے پر شیر داد کی آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ اس وقت کی گدازیت مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ روئی جیسی نرم و گداز تھی۔۔۔۔

اگلے ہی پل درانہ کو نگاہوں کی تپش پر شاید احساس ہوا تھا۔۔۔ اس کے حواس واپس لوٹے تھے۔۔

اس نے اپنی لرزتی پلکیں اٹھا کر شیر داد کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔درانہ کا دل اس لمحے بہت شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔۔

شیر داد کے تاثرات سرد و سپاٹ تھے۔۔۔اس کے درانہ کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکال لیا تھا۔۔۔۔اسے اٹھ کر پانی پینا تھا۔۔۔

وہ اٹھنے ہی لگا تھا جب اس سے پہلے درانہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔؟؟مم مُجھے بتائیں آپ کو کچھ چاہیے تو۔۔۔۔"

درانہ کے فکر مند لہجے میں اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں کچی نیند کے گلابی ڈورے صاف دکھائی دے رہے تھے۔۔ جو اس کی دلنشین آنکھوں کو مزید پر کشش بنا رہے تھے۔۔۔

اس کا دوپٹہ کندھے پر پڑا تھا اور بالوں کی شریر لٹیں اس کی موہنی صورت کے گرد بکھری ہوئی تھیں۔۔۔ وہ رف سے حلیے میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔ وہ لڑکی دل کو گھائل کرنے کے صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔

"تم سو جاؤ۔۔۔"

شیر داد نے اسے سرد ترین لہجے میں جواب دیا تھا اور تکیے کے سہارے سے اس نے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس کے کندھے کا زخم کافی زیادہ درد کر رہا تھا۔۔۔ اسے ہلنے بھی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

"آپ تکلیف میں ہیں۔۔۔۔ پلیز مجھے بتائیں۔۔۔ آپ کو کیا چاہیے۔۔ میں دیتی ہوں آپ کو۔۔۔"

درانہ کی آنکھوں میں نمی دوڑ گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر درد کے آثار دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو اس لمحے اس سے برداشت نہیں ہوئے تھے۔۔۔ وہ خود بھی اپنی اس کیفیت پر حیران تھی۔۔۔

"میری تکلیف کا احساس ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔؟؟ آر یو شیور۔۔۔۔ تم تو مجھے اس حال میں دیکھنا چاہتی تھی نا۔۔۔ تم نے خود ہی کہی تھی یہ بات۔۔۔

اب پھر یہ ناٹک کیسا۔۔۔۔ تمہیں آج کی رات بہت سکون سے سونا چاہیے۔۔۔ تمہارا سب سے برا دشمن تکلیف میں ہے۔۔

اسے صرف جسمانی چوٹیں نہیں آئیں۔۔ بلکہ اس کے دل پر جو گہرا بوجھ آن پڑا ہے۔۔۔ وہ ان ظاہری تکلیفوں سے بھی کہیں زیادہ ہے۔۔۔ اس لیے میرے بچ جانے پر افسردہ مت ہو۔۔۔ بلکہ اس

بات پر خوش ہو کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن اس وقت اذیت کی انتہا پر ہے۔۔۔"

اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں۔۔۔اس کی شریانوں میں واضح ابھار تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اس وقت درانہ کو اپنے لیے وہ نرمی نظر نہیں آئی تھی جو اسے حملے سے پہلے تک اپنے کیے دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

اس کی باتوں پر درانہ کو تکلیف پہنچی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔وہ بہت تکلیف میں اپنی

جگہ سے اٹھ آگے ہوا تھا اور پانی کا گلاس میں انڈیلتے اپنے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔۔

درانہ لب کچلتی اسے تکتی رہی تھی۔۔۔ اس شخص کی تکلیف دیکھ کر اس کا دل اذیت میں ڈوب چکا تھا۔۔ مگر وہ یہ بات نہ اس وقت اس شخص کو بتا سکتی تھی۔۔۔

اور نہ وہ اس پر یقین کرتا۔۔۔

وہ واپس بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز ہوا تھا۔۔۔ درانہ وہیں اس کے پاس کھڑی رہی تھی۔۔۔

"میں نے کہا نا تم جا کر سو سکتی ہو۔۔۔۔"

اس نے بند آنکھوں سے کہا تھا اسے۔۔۔۔

"میں نہیں جانتی تھی کہ ایسا کچھ ہو گا۔۔۔نہ میں جان بوجھ کر آپ کو وہاں لے کر گئی تھی۔۔۔

میں کبھی ایسا کچھ بھی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔

پلیز میرا یقین کریں۔۔۔۔"

درانہ کی بھیگی مترنم آواز شیر داد کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔
وہ جھجھکتی ہوئی اس کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔

شیر داد کو اس سے ایسی پیش رفت کی امید بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔

وہ حیران ہوا تھا۔۔۔

اسے اپنا پہلو اس کے نرم گرم لمس سے مہکتا ہوا محسوس ہوا

تھا۔۔۔۔

"میں نے کوئی الزام نہیں دیا تمہیں۔۔۔اس لیے پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تمھیں اس گھر میں کوئی کچھ نہیں کہے

گا۔۔۔اپنے دماغ سے ساری سوچیں جھٹک دو۔۔

اور سکون سے سو جاؤ۔۔۔"

شیر داد نے اب بھی اپنی آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔۔اس کی بات پر درانہ کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح بہنے لگے تھے۔۔۔

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ اس حملے میں۔۔۔ میرا یا میرے لالہ کا کوئی قصور ہے تو اس کے لیے آپ مجھے جو سزا دینا چاہیں۔۔۔ مجھے وہ قبول ہو گی۔۔۔ مگر پلیز ایسے ناراض تو مت ہوں۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔"

درانہ نے چہرا جھکائے دھیمے نم آلود لہجے میں جو بات کہی تھی۔۔۔ شیر داد نے آنکھیں کھولتے حیرت و بے یقینی بھرے انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔اس کی نگاہوں کو خود پر ایسے اٹھتے دیکھ مارے خفت کے درانہ کی گھنیری پلکیں لرز اٹھی تھیں۔۔۔

"کیا کہا تم نے ابھی۔۔۔؟؟"

شیر داد نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

"آپ کا اگنور کرنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔"

اس نے جھکی پلکوں اور لرزتے لبوں کے ساتھ یہ بات کہی تھی۔۔۔اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

جب اگلے ہی پل اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتا وہ اسے اپنی جانب کھینچتا اپنے اوپر گرا گیا تھا۔۔۔ درانہ اس افتاد پر بری طرح سے کانپ گئی تھی۔۔۔

وہ اس کے سینے پر آن گری تھی۔۔۔ اس کا چہرا شیر داد کے چہرے کے بہت قریب تھا۔۔۔

"کیا تم بھول رہی ہو کہ میں کون ہوں۔۔؟؟ لگتا ہے گولیاں مجھے لگی ہیں اور یاداشت تمہاری الٹ گئی ہے۔۔۔

میں وہی انسان ہوں۔۔۔ جس کے مرنے اور اس سے چھٹکارا پانے کی دعائیں مانگ رہی تھی تم۔۔۔

میرے زندہ بچنے کا اتنا گہرا صدمہ۔۔۔۔"

اس کی کمر میں اپنا بازو حمائل کیے وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔۔اس کی سرخ نگاہیں درانہ کے دلفریب چہرے پر تھیں۔۔۔۔

اس کی گرم سانسیں درانہ کی سانسوں سے الجھنے لگی تھیں۔۔۔درانہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

وہ پہلے بھی اس کے قریب ہوتا تھا۔۔۔۔۔اس پر اپنا استحقاق جماتا تھا۔۔۔

مگر اس وقت اس کی دھڑکنوں کی جو حالت تھی وہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔ اپنی پر محسوس ہوتے اس کے شدت بھرے لمس پر درانہ لرز گئی تھی۔۔۔

"میں نے وہ سب غصے میں بولا تھا۔۔۔ میں نے دل سے کبھی ایسا کچھ نہیں چاہا۔۔۔"

درانہ کا چہرا بے پناہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ اس شخص کی سحر انگیز شخصیت اور یہ قربت درانہ کے اعصاب کو بوجھل کر رہی تھی۔۔۔

"میں اس وقت بہت زیادہ اذیت میں ہوں درانہ۔۔۔ میرے بہت سارے وفادار مارے گئے۔۔۔

ان کے بچے یتیم ہوئے۔۔ کتنی عورتوں کے سہاگ اجڑ گئے۔۔۔

میں یہ برداشت نہیں کر پارہا۔۔۔

میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔۔۔ مجھے سکون نہیں مل رہا۔۔۔ میرا بس نہیں چل رہا میں اس انسان کو زندہ زمین میں گاڑھ دوں جو اس سب کا زمہ دار ہے۔۔۔"

شیر داد کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔ درانہ کو اس کے غصے کی شدت سے خوف آیا تھا۔۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر شیر داد کے چہرے پر گرا تھا۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر درانہ کو دیکھا تھا۔۔۔

"میں جانتی ہوں۔۔۔ آپ میرا یقین نہیں کریں گے۔۔۔ آپ کی جگہ اس وقت کوئی بھی ہوتا تو وہ ایسے ہی سمجھتا۔۔۔

آپ مجھے جو بھی سزا دینا چاہتے ہیں دے سکتے ہیں۔۔۔۔ جس سے آپ کو راحت ملے۔۔۔ میں سب کچھ سہنے کو تیار ہوں۔۔۔ آپ

جرگہ بلا کر یہ رشتہ ختم کرنا چاہتے ہیں نا۔۔۔اور دشمنی کا واپس

آغاز چاہتے ہیں۔۔۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔وہ شاید اس

شخص کی اذیت نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔

شیر داد نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اس کے جبڑے تن گئے

تھے۔۔۔اس کی آنکھوں میں غصہ اور جلال آن ٹھہرا تھا۔۔۔

اس کی کنپٹی کی رگیں سلگ اٹھی تھیں۔۔۔یہ لڑکی اس وقت بھی

اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی اذیت کم کرنا چاہ رہی تھی یا بڑھانا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اگلے ہی پل اس کے وجود پر اپنی گرفت مضبوط کرتے اسے اپنے پہلو میں لیٹا دیا تھا۔۔۔ درانہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

اس کی سانسوں کی رفتار بڑھنے لگی تھی۔۔۔

اس شخص کے تیور انتہائی خطرناک تھے۔۔۔ درانہ کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

شیر داد اپنے زخمی بازو کی پرواہ کیے بغیر اس پل اس کے اوپر جھک آیا تھا۔۔۔ اس کے دل و دماغ میں جو بے سکونی اور اضطراب

تھا۔۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسے یہ لڑکی ہی کم کر سکتی

تھی۔۔۔

وہ جو اب تک اپنے تلخ الفاظ سے اس کے دل پر حملے کرتی آئی

تھی۔۔اب اس سب کا حساب چکانے کا وقت تھا۔۔اسنے درانہ

کے چہرے پر آن ٹھہری زلفوں کو اپنی انگلی کی پوروں سے ہٹایا

تھا۔۔

درانہ نے آنکھیں میچ لی تھی۔۔اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی

تھی۔۔

اگلے ہی پل اسے اپنے ہونٹوں پر اس شخص کی گرم سانسیں محسوس ہوئی تھیں۔۔۔درانہ کے بائیں پہلو میں شور بلند ہوا تھا۔۔۔وہ ساکت سی اس کی پناہوں میں سمٹی ہوئی تھی۔۔۔

اس نے زرا سے مزاحمت بھی نہیں کی تھی۔۔۔

"میرے گھر کا ایک ایک فرد کہہ رہا ہے تم نے میرے خلاف سازش کی۔۔۔تم مجھے مروا کر اپنے بھائی کے ساتھ واپس لوٹنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔میرے قبیلے میں جہاں تک یہ بات جا رہی ہے۔۔۔

سب یہی کہہ رہے ہیں۔۔۔ اور میرا دل و دماغ اس وقت ایک ان دیکھی آگ میں سلگ رہا ہے۔۔۔ کیا واقعی شیر داد خان مہمند اپنی بیوی کی سازش کا شکار ہو گیا۔۔۔

کیا اس معصوم چہرے کے پیچھے وہ نفرت ہے جسے میں اب تک اگنور کرتا آیا ہوں۔۔۔"

اس کے پر تپش گستاخ ہونٹ درانہ کو اپنی شہہ رگ پر محسوس ہوئے تھے۔۔۔

درانہ کا وجود لرز گیا تھا۔۔۔اس کی مونچھوں کی چبھن انتہائی بے رحم تھی۔۔۔اس کے ہونٹ درانہ کو اپنی گردن میں دھنستے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

وہ لمس اتنا سفاک تھا کہ درانہ کے لبوں سے کراہ نکل گئی تھی۔۔۔

وہ شخص جواب تک خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔۔اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔۔۔

"تم کہہ رہی ہو۔۔۔تمہیں میرا اگنور کرنا برا لگ رہا ہے۔۔۔کیا تم وہی نہیں ہو۔۔۔جو ابھی کچھ گھنٹے پہلے میرے زخمی ہونے کی پرواہ کیے بغیر اپنے بھائی کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔۔۔

تمہیں میری کتنی پرواہ ہے۔۔۔اور تمہارے نزدیک میں کیا ہوں۔۔۔مجھے بہت اچھے سے پتا ہے۔۔۔۔

اس لیے میرے سامنے یہ فکرمندی کا دکھاوا مت کرو درانہ نورزئی۔۔۔"

اس کے بولتے بے رحم لب درانہ کے کان پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔وہ ہولے ہولے اس کے ایک ایک نقش کو چھوتے اس کے چہرے پر اپنے رنگ بھر رہا تھا۔۔۔۔وہ اس کی بانہوں میں سلگ رہی تھی۔۔۔

"میری یہ قربت تمہارے لیے سزا کا باعث ہے اور میرے لیے۔۔۔ میرے لیے راحت کا باعث ہے۔۔۔۔

بیوی ہو تم میری۔۔۔ اور تمہارے اس وجود پر صرف میرا حق ہے۔۔۔

تم مجھے راحت دینا چاہتی ہو تو یہی ایک طریقہ ہے۔۔۔ میرے حواسوں سے اذیت کا احساس ختم اس دلفریب وجود کے نشے اور تمہاری قربت کے خمار سے ہی ہو سکتا ہے۔۔۔۔

میں اس وقت سکون چاہتا ہوں۔۔۔ اس سب کو اپنے دماغ سے ہٹانا چاہتا ہوں۔۔۔۔

اپنے حواسوں میں نہیں رہنا چاہتا میں۔۔۔۔

کیا برداشت کرلو گی تم مجھے۔۔۔؟؟"

اس کی بھاری بوجھل گھمبیر سرگوشی درانہ کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔

اس کے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔۔ اس شخص کے لہجے کے ساتھ ساتھ اس کی سانسیں بھی آگ اگل رہی تھیں۔۔۔ درانہ کا دل اس پل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔۔

اس کی دھڑکنیں اس کا ساتھ چھوڑ چکی تھیں۔۔۔۔ وہ اس پل پوری طرح سے اس شخص کی پناہوں میں تھی۔۔ وہ اس پر شدید غصہ

تھا۔۔۔اس شخص کا پورا قبیلہ نفرت محسوس کر رہا تھا اس سے اس وقت۔۔۔

وہ اس وقت پوری طرح سے اس کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔درانہ کے قبیلے والے بھی اس وقت کچھ نہیں بول سکتے تھے۔۔۔اگر اس کو سزا ابھی سنائی جاتی۔۔۔اسے تکلیف پہنچائی جاتی۔۔۔۔وہ ہر طرف سے قصوروار ہی ٹھہر رہی تھی۔۔۔

چاہے اس کی کوئی غلطی نہیں تھی۔۔۔مگر جو کچھ ہوا تھا اس میں وہ پوری طرح سے غلط ثابت ہو رہی تھی۔۔۔

اس کے باوجود یہ شخص جو اس کا شوہر تھا۔۔۔ جو اس پر پورا حق رکھتا تھا۔۔۔ جو چاہتا تو پہلی رات اس کے وجود پر تسلط جما سکتا تھا۔۔

وہ اب۔۔۔ اس وقت بھی جب وہ جسمانی اور ذہنی طور پر شدید اذیت کا شکار تھا۔۔۔ اس حال میں بھی وہ اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔۔۔

درانہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ یہ شخص اس کی سوچ سے زیادہ اچھا تھا۔۔۔ اس نے دشمن کی بیٹی ہونے کے باوجود اس کے ساتھ کبھی برا سلوک نہیں کیا تھا۔۔۔

درانہ کا دل اس کے آگے پوری طرح سے جھکنے لگا تھا۔۔۔

اس نے نگاہیں جھکائے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔ شیر داد بہت غور سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اس وقت اسے پہلے سے کافی مختلف لگی تھی۔۔

"کیا یہ کوئی نیا فریب ہے درانہ نورزئی۔۔۔؟؟ کیوں کر رہی ہو تم ایسا۔۔؟؟"

اسے یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اس کے سامنے اتنی فرمانبرداری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔۔۔

اس نے درانہ کی ٹھوڑی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔ اس کا لمس آگ اگل رہا تھا۔۔

وہ سہم گئی تھی۔۔۔ مگر اس کی سانسوں کی رفتار بہت شدت اختیار کر گئی تھی۔۔۔

"مجھے کسی قسم کی مزاحمت نہیں چاہیے۔۔۔۔ تمہاری یہ گہری ہوتی سانسیں مجھے مزید مدہوش کر رہی ہیں۔۔۔"

اس نے درانہ کو وارن کیا تھا کہ وہ اس کے چھونے پر مزاحمت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ یہ اس کی سزا کا حصہ تھا۔۔۔

اس کے اعنابی ہونٹ درانہ کو ٹھوڑی سے زرا سا اوپر نچلے ہونٹ کے کنارے پر محسوس ہوئے تھے۔۔۔

اس کی گرم سانسیں درانہ کی سانسوں کو چھو رہی تھیں۔۔۔ درانہ نے لرزتے ہاتھوں سے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔

کیونکہ اب وہ شخص اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔

اس کے مضبوط وجود کے نیچے دبا درانہ کا نازک وجود اس بے باک گستاخی پر پوری طرح سے لرز اٹھا تھا۔۔۔

وہ اس کے ہونٹوں پر پوری طرح سے قابض اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا وہ اسے ہوش سے بیگانہ کر گیا تھا۔۔

شیر داد کے لبوں کا لمس کسی دہکتے انگارے کی طرح درانہ کے وجود میں اترتا چلا گیا تھا۔۔۔

وہ جواب تک ضبط کی دیواریں کھڑی کیے ہوئے تھا۔۔ آج درانہ کی خاموش رضامندی نے ان دیواروں کو ریت کے ڈھیر میں بدل دیا تھا۔۔

اس کے لمس میں ایک عجیب سی تپش، شدت اور بے رحمی تھی، جیسے وہ اپنے دل کی ساری آگ، سارا غبار اور ساری اذیت اپنی سانسوں کے ذریعے درانہ کے وجود میں منتقل کر دینا چاہتا ہو۔۔۔

درانہ کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں۔۔۔

وہ اس بپھرے زخمی شیر کے لمس کے آگے پگھل رہی تھی۔۔۔

اس کی کسمساہٹیں شیر داد کے لبوں میں دم توڑ رہی تھیں۔۔۔۔

اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ دھڑکنوں کا شور

اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔۔۔

اس شخص کی مسحور کن مہک درانہ کے اعصاب کو بوجھل کر رہی

تھی۔۔۔۔

وہ شخص اس کی سانسوں پر پوری طرح سے اپنی حکمرانی جما چکا

تھا۔۔۔۔

اسے لگ رہا تھا اس کی سانسیں اب رک جائیں گی۔۔۔

وہ جتنا کپکپاتی تھی۔۔۔وہ شخص اپنی شدتیں اتنی مزید تیز کر دیتا تھا۔۔۔

اس کے نازک وجود پر وہ پوری طرح سے اپنی ملکیت جمائے ہوئے تھا۔۔۔

درانہ کے ہونٹ سلگنے لگے تھے۔۔۔۔اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔جب اسے تھوڑی سی آزادی ملی تھی۔۔۔

اس ظالم شخص کو ان گداز بھیگے کپکپاتے لبوں پر شاید اب ترس آیا تھا۔

شیر داد نے ایک لمحے کے لیے اپنی بوجھل خمار آلود نگاہیں اٹھا کر درانہ کی لرزتی ہوئی آنکھوں میں دیکھا، جن میں آنسوؤں کے ساتھ ساتھ ایک ان کہی سپردگی تھی۔۔۔۔

"تمہیں شاید اب بھی لگ رہا ہے کہ میں تم پر رحم کروں گا۔۔۔ تو تمہاری بھول ہے۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے تمہارے پاس۔۔۔ تم اس سزا سے پیچھے ہٹ سکتی ہو۔۔۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔"

اس کی آواز کسی زخمی شیر کی دھاڑ کی طرح دھیمی مگر پر جلال تھی۔۔۔۔

اس کا ہاتھ درانہ کے گداز چہرے سے ہوتا ہوا اس کی گردن کی حساس رگ پر ٹھہر گیا تھا ممن جہاں دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔۔۔

درانہ نے بمشکل اپنے لرزتے لب کھولے تھے۔۔۔اس کی سانسیں بہت تیز چل رہی تھیں۔۔۔

اس شخص کی قربت برداشت کرنا اس کی نازک جان کے لیے مشکل ہو چکا تھا۔۔ مگر اس کا دل اس لمحے اس سے بغاوت کر رہا تھا۔۔۔

وہ خود بھی اپنے دل کے آگے بے بس ہو چکی تھی۔۔

وہ بس اس وقت اس شخص کی اذیت کم کرنا چاہتا تھا۔۔چاہے جیسے بھی ہو پاتی۔۔۔

وہ اسے سکون میں دیکھنا چاہتی تھی۔۔

اور اس وقت اس شخص کی سحر انگیزی اور کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔۔۔

مقابل کی آنکھوں میں جو خماری اور سکون اتر رہا تھا۔وہ درانہ کے لیے بھی سکون کا باعث بن رہا تھا۔۔۔

"آپ کا حق ہے مجھ پر۔۔۔اور اگر میری یہ قربت آپ کو سکون دے سکتی ہے تو میں حاضر ہوں۔۔۔

شیر داد خان مہمند مم میں آپ کی گنہگار نہیں ہوں، مگر آپ کی قیدی ضرور ہوں۔۔۔"

وہ بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کر پائی تھی۔۔

وہ جانتی تھی اس کی آخری بات اس شخص کو سلگا دے گی۔۔۔ وہی ہوا تھا۔۔۔۔

شیر داد کی آنکھوں میں سرخی کی ایک لہر دوڑی تھی۔۔۔۔ اس نے درانہ کے گلے میں لپٹے دوپٹے کو جھٹکے سے ایک طرف کیا اور اپنے تپتے ہوئے لب اس کی شہہ رگ پر رکھ دیے تھے۔۔۔

درانہ کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

اس کے کپکپاتے ہاتھ شیر داد کے سینے پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔

"قیدی نہیں۔۔۔ تم میری وہ اذیت ہو جسے میں نہ چھوڑ سکتا ہوں نہ اپنا سکتا ہوں۔۔۔ مگر آج کی رات۔۔۔ آج کی رات میں صرف تمہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ تمام نفرتوں اور تمام سازشوں سے پرے۔۔۔"

اس نے درانہ کے دوپٹے کو اس کے وجود سے الگ کیا۔۔۔

جو کسی بوجھ کی طرح اس کے حسن کو چھپائے ہوئے تھا۔۔۔ اب وہ اس کے سامنے اپنے وجود کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ موجود تھی۔۔۔

درانہ کی رنگت شرم سے سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

اس کے وجود کا ایک ایک حصہ سلگ رہا تھا۔۔۔یہ شخص آج اس کی

جان پر بن آیا تھا۔۔۔

اس کے زخموں میں درد اٹھا تھا۔۔۔

مگر اسے اس درد کا احساس نہیں تھا۔۔۔

اس کے لیے درانہ کے قرب کا نشہ اس جسمانی تکلیف سے کہیں

زیادہ طاقتور تھا۔۔۔۔

یہ لڑکی اس کے لیے صرف ایک دشمن کی بیٹی نہیں۔۔ایک قیمتی متاع بن چکی تھی۔۔

جس بات کا احساس اسے اس پل ہوا تھا جب اسے کمرے میں زمین پر گرا پایا تھا۔۔۔

اس کے دل کے تار وہ اسی رات چھیڑ گئی تھی۔۔وہ اپنے جذبات کو جھٹلاتا آیا تھا۔۔۔

مگر آج جب ایک لمحے کو اسے اس لڑکی کی جان کا خطرے لاحق ہوا تو اس کو اپنا دل ساکت ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

اپنی پرواہ کیے بغیر وہ اس پر جھک گیا تھا۔۔۔

وہ یقین سے کوئی بات نہیں کر سکتا تھا کہ اس پر حملہ کس نے کروایا تھا۔۔ اور درانہ کا اس میں کوئی قصور تھا یا نہیں۔۔۔

مگر اسے زیادہ غصہ اور جلال اس بات پر آرہا تھا۔۔ جب اس لڑکی نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے بھی اسے چھوڑ کر جانے کی بات کی تھی۔۔

وہ اس کی خاطر اپنے گھر والوں سے لڑ رہا تھا۔۔

اور یہ لڑکی اسے چھوڑ کر جانے کی بات کر رہی تھی۔۔

یہ بات اسے جب بھی یاد آتی تھی۔۔۔ اس کی شریانوں میں خون کے ابال اٹھنے لگتے تھے۔۔۔

درانہ کے کپکپاتے گداز گلابی ہونٹ۔۔۔جو اس وقت سرخی مائل

ہو چکے تھے۔۔۔

اس شخص کو مدہوش کر گئے تھے۔۔۔وہ مزاحمت نہیں کر رہی

تھی۔۔

اور شیر داد اس بات سے الجھ رہا تھا۔۔۔وہ اس نازک وجود کا ضبط

آزما رہا تھا۔۔۔

وہ ایک بار پھر اس کے لبوں کی طرف لپکا تھا۔۔۔

مگر اس بار اس کا انداز پہلے سے کہیں زیادہ گستاخ اور بے باک

تھا۔۔۔

درانہ کی پوری جان ہونٹوں پر سمٹ آئی تھی۔۔

وہ شرم سے دوہری ہوتی اس کی شرٹ کو سینے میں دبوچ گئی

تھی۔۔۔

شیر داد کے چھونے کا انداز سرد مہر ضرور تھا۔۔

مگر اس میں چھپی تپش درانہ کے پور پور کو سلگا رہی تھی۔۔۔۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں ایسے بھینچ رہا تھا جیسے وہ اسے اپنے وجود کا

حصہ بنا لینا چاہتا ہو۔۔۔

کمرے میں پھیلی نیم تاریکی اور بیڈ سائیڈ لیمپ کی مدھم روشنی ماحول کو مزید بوجھل کر رہی تھی۔۔۔

شیر داد کا ہاتھ درانہ کو اپنی کمر کے خم پر محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ شخص اس آج کسی صورت بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔

وہ اس کے مضبوط چوڑے سینے میں کسمسا اٹھی تھی۔۔۔

وہ اسے اپنے اور قریب کرتے ہوئے اس کے کان کے پاس جھکا تھا۔۔۔

"آج کے بعد تم کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔۔ تمہارے اس لمس پر، تمہاری اس خوشبو پر صرف میرا نام لکھ چکا ہے۔۔۔ تم میری ہو درانہ نورزئی۔۔۔ صرف میری۔۔۔

تمہیں میں اپنا ایسا عادی بنادوں گا کہ تم دنیا کا ہوش بھول جاؤ گی۔۔۔ تمہارے لیے صرف میں ضروری ہو جاؤں گا۔۔

تمہارے لیے سانس لینے سے بھی زیادہ ضروری شیر داد خان مہمند ہو گا۔۔۔

تمہاری زندگی میں ہر رشتے سے پہلے شیر داد خان مہمند کا نام آئے گا۔۔۔"

اس شخص کے مدہوش کن الفاظ درانہ کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔۔۔اور وہ پہلی بار اس شدت سے ڈر گئی تھی۔۔

اس شخص کے انداز میں جو غصہ اور ضد تھی۔۔۔

درانہ کو احساس ہو رہا تھا کہ یہ ستمگر اس کے پورے وجود پر اپنے نام کی چھاپ چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔

رات کا وہ پہر ان کی سانسوں کی تپش اور دھڑکنوں کے شور سے مہک اٹھا تھا۔۔۔

جہاں شیر داد خان مہمند نے اپنی انا، اپنا غصہ اور اپنی اذیت کو درانہ کے حسن کے خمار میں غرق کر دیا تھا۔۔۔

شیر داد کے وجود سے اٹھتی تپش درانہ کے اعصاب پر چھارہی تھی۔۔۔

وہ بہک رہا تھا۔۔۔

اس کے ہوش وحواس اس وقت اس کے قابو میں نہیں تھے۔۔۔

درانہ نے اس کے حصار میں لرز رہی تھی۔۔۔اس کی سانسیں منتشر تھیں۔۔۔دھڑکنوں کا شور جیسے پورے کمرے میں گونج رہا تھا۔۔۔

اس شخص کی وارفتگیوں سے گھبراتے اس نے اپنا رخ موڑا تھا۔۔۔ جب اس کی سنہری زلفوں پر شیر داد کی نظریں الجھ گئی تھیں۔۔

اس نے ہاتھ بڑھایا تھا اور اس کے بالوں کو کیچر کی قید سے آزاد کر دیا تھا۔۔ جب اس کی نظر درانہ کی گردن کی پشت پر کندھے سے تھوڑا سا اوپر چمکتے اس سیاہ معصوم سے تل پر پڑی تھی۔۔

وہ اتنا حسین تھا کہ شیر داد کا دل بے اختیار اسے چھونے کو چاہا تھا۔۔۔

"تم اب سے ہمیشہ کے لیے درانہ شیر داد خان مہمند ہو۔۔ اب تمہارے نام کے ساتھ ہمیشہ یہی نام رہے گا۔۔"

وہ مخمور سرگوشی کرتے بولا تھا۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر درانہ کی گردن سے اس کے بالوں کو سمیٹا تھا۔۔۔۔

اس کے دہکتے پوروں کے لمس پر وہ خود میں سمٹ گئی تھی۔۔۔

اس نے جھک کر اپنے لب اس سیاہ تل پر رکھ دیے تھے۔۔۔۔

درانہ کے لبوں سے ایک سسکی نکلی اور اس نے بے اختیار شیر داد کے زخمی کندھے کے پاس اپنا ہاتھ جما دیا تھا۔۔۔

وہ اس لمحے کی شدت میں پگھل رہی تھی۔۔۔۔

اسے احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کے زخم کو ہرٹ کر چکی تھی۔۔۔۔

اور نہ اس شخص کو پرواہ تھی۔۔۔۔

شیر داد کی بے باکیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔۔

اس کے لب درانہ کی گردن کے گرد کسی بھنور کی طرح گھوم رہے تھے۔۔۔۔ اور ہر لمس کے ساتھ درانہ کا دل ایک نئی دھڑکن کے ساتھ دھڑک اٹھتا تھا۔۔۔۔

اچانک درانہ کی نظر شیر داد کے بازو پر پڑی تھی۔۔۔۔ اور اس کے لبوں سے بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔ شیر داد نے نگاہیں

اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اور پھر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں اپنے کندھے کی

جانب۔۔۔ ان لمحوں کا طلسم ایک دم سے ٹوٹ گیا تھا۔۔

"آپ کے زخم سے خون نکل رہا ہے۔۔"

وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

تھے۔۔۔

"ریلیکس۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔"

شیر داد کی نگاہیں اس کے آنسوؤں پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔وہ حقیقت میں حیران تھا کہ یہ لڑکی اس کی تکلیف پر آنسو بہا رہی تھی۔۔۔جو صبح تک اسے تکلیف میں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

اس کے مرنے کی تمنا کر رہی تھی۔۔۔اب اچانک سے یہ کیسی کایہ پلٹ تھی۔۔۔

وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔۔شیر داد بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھا اس وقت اس کے اپنی قربت سے بکھرے دلنشین سراپے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اب بھی خماری بھری تھی۔۔۔ مگر اس کے اعصاب اب سکون میں تھے۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کو اپنے سینے میں بھینچ کر پوری دنیا سے چھپا لے۔۔۔۔

وہ صرف اس کی بن کر رہے۔۔۔ اس کے دل و دماغ پر صرف شیر داد خان مہمند کا تصور چھایا رہے۔۔۔

مگر اگلے ہی پل وہ اپنے دل کی اس نادانی پر مسکرا دیا تھا۔۔ ایسا ممکن نہیں تھا۔۔۔ وہ ابھی بھی خود کو مہمند نہیں نورزئی کہلوانا پسند کرتی تھی۔۔

اس کے دل میں عجیب سے تشنگی آن ٹھہری تھی۔۔۔۔ نجانے یہ

دل ایک دم سے اتنا سب کیوں چاہنے لگا تھا۔۔

اسکی آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی تھی۔۔

"آپ کو بہت زیادہ خون بہہ رہا ہے۔۔۔ مم میں کسی کو کہہ کر ڈاکٹر

کو بلاتی ہوں۔۔۔"

درانہ اچھی خاصی گھبرائی ہوئی تھی۔۔۔

"رکو۔۔۔۔"

شیر داد بھی بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اسے زخم پر کافی درد ہو رہا تھا۔۔۔ مگر اس نے ظاہر نہیں کیا تھا۔۔۔

درانہ نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔۔ اس کے چہرے کی رنگت بے پناہ سرخ تھی۔۔ گداز ہونٹوں پر ابھی بھی شیر داد کی گستاخیوں کا اثر واضح تھا۔۔۔۔

اس کی بے پناہ دلکش سنہری بالوں کی آبشار اس کے نازک سراپے کے گرد بکھری ہوئی تھی۔۔

وہ بنا دوپٹے کے اپنے دلفریب سراپے کے ساتھ اس وقت بھی شیر داد ہے ہوش اڑا رہی تھی۔۔۔ اس نے بہت مشکل سے اپنے

جذبات پر بندھ باندھا تھا۔۔۔یہ نازک جان اس وقت اس کا جنون برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اس نے ایک بھرپور نظر درانہ کے سراپے پر ڈالتے اسے خفگی بھری نگاہوں سے گھورا تھا۔۔

"ایسے باہر جاؤ گی تم۔۔۔۔؟"

اس کی نگاہوں کا فوکس دیکھ درانہ کی جان سب کانپ اٹھی تھی۔۔۔ اس نے خود میں سمٹتے اپنے دوپٹے کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھیں۔۔جو نجانے اس شخص نے کہاں پھینکا تھا۔۔۔

اسے نظر نہیں آیا تھا۔۔۔

"گھر والوں نے اگر پوچھا کہ میرا زخم کیسے خراب ہوا۔۔۔ تو کیا جواب دو گی انہیں۔۔۔"

شیر داد کے سوال پر اس کے چہرے میں سرخیاں گھل گئی تھیں۔۔۔

"کہ زخمی شوہر کی تیمارداری کرتے ہوئے اسے مزید زخمی کر دیا۔۔۔"

اس کا یہ شرمایا گھبرایا روپ شیر داد کے دل کو بہت بھا رہا تھا۔۔۔

درانہ کو اس کی بات بالکل ٹھیک لگی تھی۔۔۔ اس وقت سب نے ہی

بہت سارے سوال کرنے تھے۔۔۔اور اس پر پھر سے شک آن

ٹھہرنا تھا کہ اس نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے۔۔۔

"اب کیا کریں۔۔؟ آپ کا خون بہہ رہا ہے۔۔۔"

اس نے پریشان ہوتے روہانسے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

شیر داد صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔اور اسے فرسٹ ایڈ باکس

لانے کو کہا تھا۔۔۔۔

"میری بینڈیج تم تبدیل کرو گی۔۔۔"

اس کے گھبرائے نازک سراپے کو دیکھتے اس نے کہا تھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں کیسے کروں۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ آپ کا زخم مزید خراب ہو جائے گا۔۔۔"

وہ اس سے فاصلے پر کھڑی اسے ایک ہاتھ سے شرٹ اتارتے دیکھ رہی تھی۔۔۔ شیر داد کے کندھے پر کھنچاؤ بڑھا تھا۔۔۔

وہ لب دانتوں تلے دباتا بہت ضبط سے یہ درد برداشت کر گیا تھا۔۔۔ درانہ جلدی سے اس کے قریب آئی تھی۔۔۔

اور اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کی مدد کی تھی۔۔۔ وہ شیر داد کے بہت پاس کھڑی تھی۔۔۔

خطرناک حد تک سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بہت مشکل سے اس نے شیر داد کو ہرٹ کیے بغیر اس کی شرٹ اتار دی تھی۔۔۔ جس کے ساتھ ہی اس کا کسرتی مضبوط سینہ درانہ کے سامنے تھا۔۔

اس کی پلکیں حیا سے جھک گئی تھیں۔۔۔ ہاتھوں کی لرزش مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"یہ بینڈیج اتارو۔۔۔"

شیر داد کو تجربہ تھا۔۔ اسے پہلے بھی دو تین بار گولی لگ چکی تھی۔۔۔ ایک دو بار تو اس نے خود ہی اپنی بینڈیج کی تھی۔۔۔ اس کے لیے یہ تکلیف سہنہ نئی بات نہیں تھی۔۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز۔۔۔ آپ کسی کو بلوا لیں۔۔۔"

درانہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔ جب شیر داد نے آگے ہوتے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے اپنی گود میں گرا لیا تھا۔۔۔

"میں بتا رہا ہوں نا۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ کیا پتا تمہارے ہاتھوں سے لگائے گئے مریم کی وجہ سے گھاؤ جلدی بھر جائے۔۔۔"

اس کا چہرا درانہ کے چہرے کے قریب تھا۔۔۔ اس کی گرم سانسیں درانہ کی گردن کو چھو رہی تھیں۔۔۔ اس کا دل زور و شور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

شیر داد کو دوسرا ہاتھ اس کے پہلو پر تھا۔۔ درانہ نے کانپتے ہاتھوں سے اس کی بینڈیج کھولی تھیں۔۔۔ شیر داد کو زخم دیکھ اس کے دل سے درد کے مارے ٹیسیں اٹھی تھیں۔۔

وہ شیر داد کے بتانے پر اس زخم پر دوائی لگا رہی تھی۔۔۔ شیر داد کو درد ہوا تھا۔۔۔ اس نے لب بھینچ لیے تھے اور چہرا درانہ کی گردن میں چھپا لیا تھا۔۔۔

درانہ کی جان نکل گئی تھی۔۔۔ اس شخص کے اعنابی ہونٹوں کا لمس اس کی شہہ رگ کو چھو رہا تھا۔۔

اس کے پہلو پر رکھے ہاتھ کی گردش ہولے ہولے اوپر کی جانب ہونے لگی تھی۔۔۔

درانہ کے ہاتھ سے بینڈ تج چھوٹ گئی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟؟"

شیر داد نے خمار آلود جذبات سے بوجھل سرخ مقناطیسی نگاہوں سے اس کی جانب ایسے معصومیت اور شریفانہ انداز میں دیکھا تھا۔۔۔ کہ درانہ اسے گھور بھی نہیں پائی تھی۔۔۔۔

یہ شخص اس وقت کہیں سے بھی اس قبیلے کا جلالی سردار نہیں لگ رہا تھا۔۔۔نہ وہ شخص تھا جس نے حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے نہایت ہی بے خوفی اور دلیری سے ان کو مار گرایا تھا۔۔۔

یہ تو اس کی طلب میں ضدی اور بے رحم انسان تھا۔۔۔۔ جسے بس اس پر اپنی ملکیت اور تسلط جمانے کی ضد ہو چکی تھی۔۔۔۔

اس کی بینڈج کرنے کے بعد درانہ نے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔جب شیر داد نے اس کے پہلو پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھاتے اسے اٹھنے نہیں دیا تھا۔۔۔اس کی نظریں درانہ کے سرخ چہرے پر تھیں۔۔۔

وہ زرا سا آگے ہوا تھا۔۔۔اور اس کے گلابی گال کو اپنے لبوں سے چھو گیا تھا۔۔۔

"اس وقت اپنی کیفیت سے بہت زیادہ خوفزدہ ہوں۔۔۔اتنی دشمنیوں میں گھرا سردار آج زندگی میں پہلی بار اگر کسی شے سے خوف کھا رہا ہے تو وہ یہ ہے کہ اسے درانہ نورزئی کا نشہ ہونے لگا ہے۔۔۔

ایسے نہ ہو۔۔۔یہ نشہ میرے لیے جان لیوا ثابت ہو جائے۔۔۔"

اس نے خمار آلود لہجے میں کہا تھا اور اس کو اپنی گرفت سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ تھیں۔۔۔

اس نے دوا کھائی تھی۔۔۔ جس کا اثراب اس کے حواسوں پر ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ اٹھ گیا تھا۔۔

مگر درانہ ابھی تک اس کے طلسماتی لفظوں میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور واش روم میں آتے اس نے دروازے سے اپنی پشت ٹکاتے آنکھیں موندلی تھیں۔۔۔

اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے کے اس شخص کی قربت میں گزرے لمحے اس کے پورے وجود پر کپکپاہٹ طاری کر گئے تھے۔۔۔

اس کو اپنی سانسوں سے اس شخص کی مہک محسوس ہو رہی

تھی۔۔۔اس کے جسم کا ہر حصہ اس شخص کے لمس سے سلگ رہا

تھا۔۔۔اور دل۔۔۔دل تو پہلے ہی اس کی اسیری میں آچکا تھا۔۔۔

اس کو احساس ہی نہیں ہوا تھا کب اس کے لبوں پر شرمگین مسکان

آن ٹھہری تھی۔۔۔

درانہ نے اپنے دل کی حالت پر گھبرا کر آنکھیں سختی سے میچ لی

تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

رات کو دوسرا پہر چل رہا تھا۔۔۔جب نوریان ڈیرے سے اٹھ کر حویلی واپس آیا تھا۔۔۔

وہ سب لوگ ہی اس وقت گھرے تشویش کا شکار تھے کہ ایسا کون تھا۔۔۔جس نے اس دشمنی کی بجھتی راکھ کو پھر سے ہوا دے دی تھی۔۔۔۔کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ ان کے اندر کا ہی کوئی غدار تھا۔۔۔

اور کچھ کا کہنا تھا کہ یہ سازش مہمند قبیلے والوں نے خود کی تھی۔۔۔

کوئی ابھی تک کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچا تھا۔۔۔نوریان یہ دونوں باتیں ماننے سے انکاری تھا۔۔۔دونوں قبیلے اس دشمنی کے خاتمے پر کرنے خوش تھے یہ بات وہ جانتا تھا۔۔

اسے یہی لگ رہا تھا کہ یہ سازش باہر سے ہی کسی نے کھیلی تھی۔۔۔

اپنی ان ساری سوچوں کو جھٹکتے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

جب سامنے ہی اسے وہ دشمن جاں نظر آئی تھی۔۔۔جس کی فکر پورا وقت اس کے دماغ میں رہی تھی۔۔۔

وہ صوفے پر سکڑی سمٹی بیٹھی گھٹنوں میں چہرا چھپائے ہوئے تھے۔۔۔شاید وہ ابھی تک رو رہی تھی۔۔۔

اسے نیچے سے پتا چلا تھا کہ خاجستہ نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔وہ خود بھی اس وقت اتنی شدید ذہنی ٹینشن کا شکار تھا کہ اس نے بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔

اپنی شال اتار کر کرسی پر رکھتے وہ اس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس کے قریب صوفے پر بیٹھتے اس کی نگاہیں اس کی بیٹھی زلفوں پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔وہ ابھی بھی اسی حلیے میں تھی جس میں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

"خاجستہ۔۔۔۔"

نوریان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بہت نرمی سے اسے پکارا تھا۔۔۔

اسے احساس ہو چکا تھا کہ وہ غصے میں اسے کچھ زیادہ بول گیا تھا۔۔۔

اس کا غصہ بہت سنگین تھا۔۔۔۔

جس کی ہلکی سی جھلک بھی اس لڑکی نے ابھی تک نہیں دیکھی تھی۔۔۔نہ وہ اسے دکھانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ تو اس کے چند الفاظ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔جس پر اسے پچھتاوا ہو رہا تھا۔۔۔اس لڑکی نے بھی تو حد کر دی تھی۔۔۔۔

بنا کچھ جانے وہ اسے الزام دے رہی تھیں۔۔۔

"دور رہو مجھ سے نوریان خان نورزئی۔۔۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔۔"

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتے غصے سے چیخ پڑی تھی۔۔۔۔ جبکہ نوریان کی نظریں اس کے رونے کی شدت سے سرخ ہوتے چہرے پر جم گئی تھیں۔۔۔ اس لڑکی نے رو رو کر اپنا حال خراب کر دیا تھا۔۔۔

اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل اس نے ہاتھ بڑھایا تھا اور اس کے نازک وجود کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گی نورزئی۔۔۔"

خاجستہ نے بھرپور ہاتھ پیر مارتے اس کے سینے پر مکے برسائے تھے۔۔۔اس کی گردن کو اپنے ناخنوں سے نوچ لیا تھا۔۔

وہ جنگلی بلی کی طرح اسے نوچ کھسوٹ رہی تھی۔۔۔اور نوریان نے اس کے ہاتھوں کو نہیں روکا تھا۔۔۔

وہ اس کو اپنی حصار میں مکمل طور پر قید کرتا اس کے غصے اور نفرت سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا تھا۔۔ جتنی گستاخیاں یہ لڑکی کر چکی تھی۔۔۔اگر یہ کسی اور نے کی ہوتیں تو اب تو وہ انسان اب تک دنیا سے کوچ کر چکا ہوتا۔۔

"میرے قبیلے والوں کو پتا چلا کہ ان کے عزیز از جان سردار کے ساتھ اس کی بیوی کیا سلوک کرتی ہے تو انہوں نے آپ کو اپنی سرداری ماننے سے ہی انکار کر دینا ہے۔۔۔"

وہ اس کی چھوٹی سی ستواں ناک کو دباتے اسے مزید لال کر گیا تھا۔۔۔

"میں اپنے لیے یہ لفظ کہلوانے سے بہتر مرنا پسند کروں گی۔۔۔۔"

خاجستہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے نفرت سے کہا تھا۔۔۔وہ اب خود ہی اپنے ہاتھ روک چکی تھی۔۔۔۔ مگر اس کی گرفت سے نکلنے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس کی بات پر نوریان کے لبوں پر زخمی مسکان ابھری تھی۔۔۔

"اتنی نفرت کرتی ہیں مجھ سے۔۔۔"

نوریان نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو تھام کر کانوں کے پیچھے کیا تھا۔۔۔

اس کے لمس پر خاجستہ نے ناگواری سے اپنا چہرا پیچھے کر دیا تھا۔۔۔

"دشمن سے نفرت ہی کی جاتی ہے۔۔۔۔ تم کونسی خوش فہمی میں ہو نوریان خان نورزئی۔۔۔ کہ میں تم سے محبت کروں گی؟؟؟"

خاجستہ نے اس کا ڈھیلا پڑتا حصار تھوڑا تھا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

نوریان نے سرخ نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا آپ نے۔۔۔؟خود کو کس بات کی سزا دے رہی ہیں۔۔۔"

سیگریٹ سلگھاتے اس نے خاجستہ کو دیکھا تھا۔۔۔جو ابھی بھی اس نیوی بلو ویلوٹ کے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔جس کی شرٹ کے اوپر لائننگ میں بڑی خوبصورت ایمبرائیڈری کی گئی تھی۔۔۔

شیفون کے ہم رنگ دوپٹے کو گردن کے گرد اور کندھوں پر پھیلائے بالوں کو جوڑے میں مقید کیے وہ بہت پرکشش اور خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

اس کے وجود کی نزاکت نگاہوں کو سرور بخشتی تھی۔۔۔

نوریان کے سوال پر خاجستہ نے پلٹ کر انتہائی سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

"میں نے اپنے بھائی کی جو حالت دیکھی ہے اس کے بعد ایک پل کو سکون نہیں مل رہا مجھے۔۔۔ تمہارا یا تمہارے گھر کے کسی فرد کا یہ حال ہوتا تو میں پوچھتی تم سے۔۔۔"

خاجستہ نے اس کے نرمی سے پوچھے گئے سوال کا بھی انتہائی سنگدلانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔۔۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔اس وقت اپنی حویلی میں ہے۔۔"

نوریان نے اس کی بدتمیزی کے باوجود بہت نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔

جبکہ خاجستہ اب کی بار بے قرار سی اس کی جانب آئی تھی۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے شیر داد لالہ سے۔۔۔پلیز میری بات کروا دو۔۔۔"

خاجستہ نے ملتجی لہجے میں کہا تھا۔۔۔اس کی تڑپ پر نوریان گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

"رات کا ایک بج رہا ہے۔۔اس وقت کال کرنا بالکل بھی مناسب نہیں ہے۔۔۔ صبح کال کر لینا۔۔۔"

وہ دوسرا سیگریٹ سلگھاتے بولا تھا۔۔

"مجھے بابا سے بات کرنی ہے۔۔۔میں جانتی ہوں وہ اس وقت جاگ رہے ہونگے۔۔۔"

خاجستہ کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی۔۔۔ جس کو دیکھتے نوریان نے آگے ہوتے ٹیبل پر موبائل رکھ دیا تھا۔۔۔خاجستہ نے حیرت

سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔اسے یقین نہیں آیا تھا وہ اتنی آسانی

سے مان جائے گا۔۔۔

"آپ وہاں کی خیریت دریافت کر سکتی ہیں۔۔ مگر اس حویلی کی کوئی

بات وہاں بتانے کی اجازت نہیں ہو گی۔۔۔ یہ موبائل آپ اپنے

پاس رکھ سکتی ہیں۔۔۔اور کل سے آپ اپنی ہاسپٹل کی ڈیوٹی دوبارہ

سے جوائن کر لیں۔۔۔

اس حویلی سے ایک ملازمہ اور ڈرائیور کے علاوہ دو گارڈز کی گاڑیاں

بھی روز آپ کے ساتھ جایا کریں گی۔۔۔"

نوریان نے ایک کہ بعد ایک انکشاف کرتے خاجستہ کو حیران کر دیا تھا۔۔۔

وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا یہ شخص اس وقت ہوش میں تھا۔۔۔

وہ اسے اتنا برا بھلا کہہ رہی تھی اور اس نے اس کا ہر مطالبہ اتنی آسانی سے مان لیا تھا۔۔۔۔

خاجستہ نے اگلے ہی پل اپنی سوچوں کو جھٹکتے موبائل اٹھایا تھا اور اپنے بابا کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ کافی دیر بیل جاتی رہی تھی۔۔۔

جب کچھ دیر بعد خاجستہ کی سماعتوں میں اس کے بابا کی آواز گونجی تھی۔۔

اور اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

"بابا جان۔۔۔میں۔۔۔میں خاجستہ بات کر رہی ہوں۔۔۔"

اس نے بھیگے لہجے میں کہا تھا۔۔۔جب اسے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔

اس نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔نوریان کمرے سے جا چکا تھا۔۔۔

خاجستہ اس کے اس قدر اعتبار کرنے پر اپنی جگہ حیران رہ گئی تھی۔۔۔۔

"خاجستہ میری بچی۔۔۔۔ کیسی ہو تم۔۔۔؟؟ تم وہاں ٹھیک تو ہو نا۔۔۔ تمہارے ساتھ وہاں کیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔۔۔؟ مجھے سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔۔۔"

عبداللہ خان مہمند اپنی بیٹی کی آواز سن کر بے قراری سے بولے تھے۔۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں بابا جان۔۔۔ یہاں سب لوگ اچھے ہیں۔۔۔"

اس نے صاف گوئی سے جواب دیا تھا۔۔۔ مگر اس کی نظریں دروازے پر ہی جمی رہی تھیں۔۔۔

مہروز بیگم نے بھی اس سے بات کی تھی۔۔۔ مگر خاجستہ چاہ کر بھی اپنا پورا دھیان ان دونوں پر مرکوز نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔اس کی توجہ وہ شخص اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

"نوریان خان نورزئی گھر پر نہیں ہے کیا اس وقت۔۔۔۔؟"

عبداللہ صاحب نے نفرت بھرے لہجے میں اس کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔

"ابھی روم میں نہیں ہے۔۔میں نہیں جانتی۔۔۔حویلی میں ہے یا نہیں۔۔۔"

خاجستہ نے بے چینی سے کمرے میں ٹہلتے جواب دیا تھا۔۔۔

"زرا پتا کرو۔۔۔وہ اگر گھر سے نکلا ہے ابھی تو ہمارے لیے بہت اچھی خبر ہے۔۔۔"

عبداللہ صاحب کی بات پر وہ چونک گئی تھی۔۔۔اس کی گرفت موبائل پر مضبوط ہوئی تھی۔۔۔۔

"کک کیا مطلب؟؟اچھی خبر کیسے۔۔۔؟؟"

اس کی آواز میں اس وقت عجیب سا احساس تھا۔۔۔

"اس نے میرے شیر داد کا خون بہایا ہے۔۔۔۔ میں اسے کل کا سورج دیکھنے دوں۔۔۔ یہ میری غیرت کو گوارہ نہیں ہے۔۔۔

اس کے قبیلے کے لوگوں پر فائرنگ کروائی ہے میں نے۔۔۔ وہ وہاں جائے گا ابھی۔۔۔

اور پھر اس کی تاک میں بیٹھے میرے آدمی اس کا کام تمام کر دیں گے۔۔۔"

عبداللہ صاحب نے اپنی بات مکمل کی تھی۔۔۔ اور خاجستہ کو ایسے لگا تھا جیسے ہوا میں آکسیجن ختم ہو گئی ہو۔۔۔

وہ اپنی جگہ لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔دل جیسے کسی نے اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔

"بابا جان آپ۔۔۔آپ کو مکمل یقین ہے کہ لالہ پر حملہ نوریان نے کروایا ہے۔۔۔"

اس نے بہت مشکل سے اپنے لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش نہیں آنے دی تھی۔۔

دوسری جانب کال پر اس کی آواز سنتی مہروز بیگم وہ محسوس کر گئی تھیں۔۔جو عبداللہ صاحب نہیں کر پائے تھے۔۔۔

"اس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔وہی ہے ہمارا دشمن۔۔۔۔"

ان کے لہجے میں نوریان کے لیے نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔

خاجستہ نے مزید بات نہیں کر پائی تھی۔۔۔اس کی کیفیت بہت عجیب سی ہو رہی تھی۔۔۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون بند کیا تھا اور اسے وہیں بیڈ پر پھینکتے وہ اپنا دوپٹہ سنبھالتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

سیڑھیاں اترتے اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔۔اس کے دل مضطرب اور بے چین تھا۔۔۔۔

اسے وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔حویلی کے اندر ملگجا

سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے باہر کی جانب گئی تھی۔۔۔جہاں وہ اسے گیٹ کی

قریب کھڑی گاڑی کے باہر کھڑا نظر آیا تھا۔۔۔

وہ شاید باہر ہی جارہا تھا۔۔۔خاجستہ کے ہاتھ پیر پھول گئے

تھے۔۔۔اس کے چہرے کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔

وہ کافی فاصلے پر تھا۔۔۔خاجستہ حویلی کے اندرونی دروازے پر

تھی۔۔۔

"بی بی جی خیریت آپ یہاں۔۔۔اس وقت۔۔۔۔"

ایک ملازمہ جس کی ڈیوٹی رات کی ہوتی تھی۔۔۔وہ اسے وہاں کھڑا دیکھ اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

"وہ۔۔۔وہ نوریان باہر جا رہے ہیں۔۔۔ان کو کہو کہ میری بات سنیں آکر۔۔۔۔"

اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔

"بی بی جی سائیں غصے ہونگے۔۔۔۔ان کو بہت ناگوار گزرتا ہے۔۔۔جب کوئی انہیں جاتے ہوئے روکے تو۔۔۔"

ملازمہ نے ڈرتے ڈرتے اسے وجہ بتائی تھی۔۔۔خاجستہ نے یہ بات پہلے بھی نوٹ کی تھی کہ یہاں گھر کے تمام افراد سے لے کر ملازمین تک۔۔۔ابھی لوگ اس سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔۔۔

اس کے سامنے بات کرتے ہوئے ان لوگوں کی جان نکل رہی ہوتی تھی۔۔۔

مگر وہ اس کے لیے بالکل مختلف انسان تھا۔۔۔اس کی اتنی گستاخی اور بدتمیزی اتنے آرام سے برداشت کرلیتا تھا۔۔۔

اس نے باباجو کرنے جارہے تھے۔۔اس نے تصور سے بھی خاجستہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

"میں نے جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔ جلدی جاؤ۔۔۔"

خاجستہ ملازمہ پر چلائی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اثبات میں سر ہلاتے تیزی سے نوریان کی گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

ملازمہ کی بات سن کر نوریان نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور پھر ملازمہ سے کچھ کہہ دیا تھا۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتی واپس لوٹی تھی۔۔

"بی بی جی وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں اس وقت کہیں ضروری جانا ہے۔۔۔ آپ اپنے کمرے میں جائیں اور آرام کریں۔۔۔"

نوریان کے اس پیغام کو سنتے خاجستہ نے بے بس نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔وہ اسے سچ نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔اور اس شخص نے ایسے رکنا نہیں تھا۔۔۔۔

خاجستہ کو اپنے دل کی بے قراری کی بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔اس شخص سے نفرت کی تو کرتی تھی وہ۔۔۔

آج اس شخص نے اس کے بھائی پر حملہ بھی کیا تھا۔۔۔اس کے بابا اسی بات کا بدلہ تو لینا چاہتے تھے۔۔۔۔

پھر اسے کیوں اتنا برا لگ رہا تھا۔۔۔۔وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔وہ جو اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

اسے اپنی طرف آتے دیکھے نوریان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بن گیا تھا۔۔۔اس نے سب گارڈز کو گاڑی میں بیٹھنے کو کہا تھا۔۔۔وہ لڑکی اس وقت دوپٹے میں وہاں آرہی تھی۔۔۔

"آپ باہر کیوں آئی ہیں اس وقت ؟؟کمرے میں جائیں ابھی فوری۔۔۔"

اس نے سرد نگاہوں سے گھورتے اسے سخت لہجے میں کہا تھا۔۔۔

خاجستہ نے ایک نظر اس کے غصے بھرے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔

"مم مجھے ڈر لگ رہا ہے کمرے میں۔۔۔"

خاجستہ کو اس وقت کوئی اور بہانہ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔اس نے

چہرے پر آئی بالوں کی لٹ پیچھے کرتے کہا تھا۔۔۔

نوریان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اس طرح دوپٹے میں وہاں

کھڑی تھی۔۔۔۔وہ اپنی شال اتارتا اس کے گرد لپیٹ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ کی سانسیں جیسے تھم سی گئی تھیں۔۔۔

اسے لگا تھا وہ اس شخص کے مضبوط حصار میں قید ہو گئی ہو۔۔۔

"ملازمہ سے کہہ دیں۔۔۔وہ آپ کے ساتھ کمرے میں سو جائے

گی۔۔۔"

نوریان نے اسے حل بتایا تھا اور واپس گاڑی کی جانب بڑھنے لگا تھا جب خاجستہ اس کے راستے میں آگئی تھی۔۔۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔"

خاجستہ نے اس کے خطرناک تیور سے گھبرا کر کہا تھا۔۔۔

نوریان نے غضبناک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔۔۔؟؟ کیوں تنگ کر رہی ہیں مجھے۔۔۔۔؟"

اس کو اس وقت بہت زیادہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اس کا ضبط آزماتی رہتی تھی اور وہ اس پر غصہ نہ کرتے خود پر کنٹرول کرتا رہتا تھا۔۔۔ مگر وہ اب اس کے اعصاب پر سوار ہونے لگی تھی۔۔۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔؟ کیا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔۔۔۔؟"

خاجستہ کی بات پر نوریان نے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔ وہ پہلے ہی کافی لیٹ ہو چکا تھا۔۔۔

مزید دیر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔ اسے ایک دم سے خیال آیا تھا کہ خاجستہ ڈاکٹر تھی۔۔۔ وہاں اس کی مدد مل سکتی تھی۔۔۔

وہ اسے ساتھ لے جانے کے لیے مان گیا تھا۔۔۔ خاجستہ کی جان میں تھوڑی جان آئی تھی۔۔۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس کی موجودگی کی خبر ملنے کے بعد اس کے بابا حملہ نہیں ہونے دیں گے۔۔۔

اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔۔ پورے راستہ امن ہی رہا تھا۔۔ خاجستہ کی نگاہیں ارد گرد گھومتی رہی تھیں۔۔

اور اس کے ساتھ بیٹھے نوریان کی نظریں اسی پر تھیں۔۔۔ اسے یہ لڑکی بالکل بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔ وہ اس سے چاہ کیا رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک حویلی نما سفید عمارت کے پورچ میں رکی تھی۔۔۔۔

نوریان کے پیچھے وہ بھی گاڑی سے اتری تھی۔۔۔۔اور اس کے ساتھ ساتھ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

اندر کا منظر انتہائی افسوناک تھا۔۔۔اس کے بابا نے اپنے جس حملے کی بات کی تھی۔۔۔یہ اسی میں زخمی ہوئے لوگ تھے۔۔۔۔

ان میں سے زیادہ عورتوں اور بچوں کو زخموں سے تڑپتے دیکھ خاجستہ سے رہا نہیں گیا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھی تھی اور وہاں موجود نرسز کو ہدایت کرتی جلدی جلدی ان لوگوں کو فرسٹ ایڈ کے ساتھ ساتھ زیادہ زخمی بچوں کی جان بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

وہاں فوری طور پر اور بھی ڈاکٹر پہنچے تھے۔۔۔ جو زیادہ مرد تھے اور وہاں کی پٹھان عورتیں خاجستہ کو ہی ترجیح دے رہی تھیں۔۔۔

نوریان کی نگاہیں اس پر ٹھہر گئی تھیں۔۔ وہ کیسے سب لوگوں کا خیال کر رہی تھی۔۔۔

اس بات کا فرق کیے بغیر کہ وہ اس کے قبیلے والے نہیں تھے۔۔۔وہ لڑکی ان سب کو بچانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔۔نوریان کچھ دیر وہاں کھڑا اسے دیکھتا رہا تھا۔۔

افضل نے اس کے کان میں کچھ کہا تھا۔۔۔جس پر وہ اثبات میں سر ہلایا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ اسے اوپر جاتے دیکھ حیران ہوئی تھی۔۔۔سب لوگ وہاں نیچے ہی تھے۔۔۔۔پھر وہ اوپر کیوں گیا تھا۔۔۔

خاجستہ کا دھیان بٹ گیا تھا۔۔۔اپنا کام ختم کرتے وہ وہاں نیچے کھڑے نوریان کے گارڈز سے نظر بچاتی خود بھی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔۔۔

اوپر بڑا سا کوریڈور تھا۔۔۔زیادہ تر کمرے بند تھے۔۔۔خاجستہ آگے بڑھی تو اس کے کانوں میں کسی لڑکی کی سسکیوں کی آواز گونجی تھی۔۔وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے تھے۔۔۔یہ کس کی آواز تھی اور نوریان کہاں پر تھا۔۔۔

وہ عجیب سے وسوسوں میں گھری آواز کی سمت بڑھی تھی۔۔۔اسے ایک کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا نظر آیا تھا۔۔۔اس نے ہولے سے ہاتھ بڑھاتے دروازہ تھوڑا سا کھولا تھا۔۔۔جب سامنے کا منظر دیکھ وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔۔۔

سامنے ہی نوریان خان نورزئی صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔اور اس کے قدموں میں ایک لڑکی بیٹھی سسک رہی تھی۔۔۔اس لڑکی کے ہاتھ نوریان کے ہاتھوں کو تھامے ہوئے تھے۔۔۔وہ مسلسل رورہی تھی۔۔۔

نوریان کے سرد و سپاٹ تاثرات سے خاجستہ کچھ بھی اخذ نہیں کر پائی تھی۔۔ مگر یہ منظر اسے جلا کر راکھ کر گیا تھا۔۔۔ اس نے کہا تھا حرم سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔

وہ بہن مانتا ہے اسے۔۔۔۔ گلالئی اور باقی سب نے اسے بے وقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔۔۔

مگر یہ۔۔۔ تو اس کا مطلب وہ اس لڑکی میں انوالو تھا۔۔۔۔۔ خاجستہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ اس شخص کی زندگی میں پہلے سے کوئی تھی۔۔۔۔ اور جرگے کا فیصلہ ماننے کی مجبوری میں اس کو اسے قبول کرنا پڑا تھا۔۔۔

خاجستہ کا دل بوجھل ہوا تھا۔۔۔

وہ واپس پلٹنے لگی تھی۔۔۔جب اسی لمحے کسی احساس کے تحت نوریان کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔اور اب پتھر ہونے کی باری اس کی تھی۔۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یہاں تک آجائے گی۔۔۔

"اوہ نو۔۔۔۔"

اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا تھا۔۔۔اس کی بات پر اس لڑکی نے بھی سر اٹھا کر اسے اور پھر نگاہوں کے تعاقب میں دروازے کی

جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں خاجستہ کھڑی زرد پڑتے چہرے کے ساتھ یہ سب دیکھ چکی تھی۔۔۔۔

نوریان اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔ مگر تب تک خاجستہ واپس پلٹ چکی تھی۔۔۔۔

"خاجستہ میری بات سنو۔۔۔"

نوریان اس کے پیچھے گیا تھا۔۔۔ کاشفہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ چکی تھی۔۔۔

اس نے آنسو صاف کیے تھے اور وہ بھی ان کے پیچھے گئی تھی۔۔۔

نوریان نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب موڑا تھا۔۔ خاجستہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"پریشان مت ہو۔۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔اس کی وجہ سے آپ کی بہن کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔۔۔ آپ پلیز مجھے واپس حویلی ڈراپ کروادیں۔۔"

اس کی گرفت سے اپنا بازو نکالتے خاجستہ نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

نوریان نے اس کی بے انتہا سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔

"ہم بیٹھ کر آرام سے بات کرسکتے ہیں۔۔"

نوریان نے اسے کا بازو پھر سے پکڑ لیا تھا۔۔۔۔ کاشفہ دروازے میں کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"ضرورت نہیں ہے۔۔۔ مجھے اس سب سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔ آپ ایک عورت رکھیں یا دس۔۔۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

"

خاجستہ کا دل اس وقت درد سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ وہ دونوں کمرے میں تنہا تھے اور وہ لڑکی جو استحقاق سے اس کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔۔۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ ان کے درمیان گہرا تعلق تھا۔۔۔

جو بات خاجستہ کے اندر طوفان برپا کر رہی تھی۔۔۔وہ اپنی کیفیت اس شخص کے سامنے بالکل بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اسی خاطر اس نے وہاں سے جانا چاہا تھا۔۔۔۔

"میں چھوڑ آتا ہوں حویلی۔۔۔۔"

اس نے آگے بڑھنا چاہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔آپ یہیں رہیں۔۔یہاں آپ کی زیادہ ضرورت ہے۔۔۔"

خاجستہ نے اس کی سرخ نگاہوں سے گھورا تھا اور ایک نظر کاشفہ پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

نوریان نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔اس لڑکی کو اوپر نہیں

آنا چاہیے تھا۔۔۔

"افضل۔۔۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔ جو اگلے ہی لمحے وہاں اس کے سنا نے

حاضر تھا۔۔۔

نوریان کی جانب سے پڑنے والے تھپڑ پر وہ لڑکھڑاتا دیوار کے

ساتھ لگا تھا۔۔۔کاشفہ نے دہل کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

اس شخص کے غصے سے وہ سب کچھ واقف تھے۔۔۔

"وہ اوپر کیوں آئیں۔۔۔۔؟ کہا تھا نا تم سے کی وہ اس طرف نہیں آنی چاہئے۔۔۔"

نوریان جو خاجستہ کے سامنے اپنے جذبات چھپا گیا تھا۔۔۔اس وقت وہ بپھرا شیر بنا افضل کی کھال ادھیڑ دینا چاہتا تھا۔۔۔

"معاف کیجئے گا خان صاحب۔۔۔۔"

افضل بہت زیادہ شرمندہ نظر آرہا تھا۔۔۔۔نوریان اس پر قہر آلود نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

وہ خاجستہ کو رات کے اس پہر اکیلے نہیں بھیج سکتا تھا۔۔۔ گاڑی میں اس کے ساتھ آکر بیٹھنے پر خاجستہ دروازے کے ساتھ لگ گئی تھی۔۔۔

وہ اس کی صورت دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھی اس وقت۔۔۔ وہ بہت زیادہ غصے میں تھی۔۔۔

پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔ خاجستہ نے اس کی جانب دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر نہیں ہٹ رہا تھا۔۔۔ وہ لڑکی کیسے استحقاق سے اس کے اتنے قریب بیٹھی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے نمی ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔کمرے میں آتے وہ سیدھی بیڈ کی جانب بڑھی تھی اور سر تک کمبل لپیٹتے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

وہ اس شخص کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔اس کی زندگی میں اگر کوئی اور عورت تھی تو وہ اسے بتا سکتا تھا۔۔۔

ایسے چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔اسے کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔۔

بھاری قدموں کی چاپ اسے بیڈ کی جانب آتے سنائی دی تھی۔۔وہ دوسری سائیڈ پر آکر نیم دراز ہوا تھا۔۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس کے سگریٹ سلگایا تھا۔۔

"لوگوں کو لگتا ہے کہ ایک سردار بڑی شاہانہ زندگی گذارتا ہے۔۔۔اس کے پاس اقتدار ہے۔۔۔دولت ہے۔۔۔

اس کی زندگی تو بہت آسان ہو گی۔۔۔مگر سردار ہونا آسان ہے اور نہ کبھی سردار کی زندگی آسان رہی ہے۔۔۔

اپنی بہت ساری خواہشات اور حسرتوں کو دبانا پڑتا ہے۔۔وہ کرنا پڑتا ہے جو انسان نہیں کرنا چاہتا۔۔۔

اپنے لوگوں کی بھلائی کے لیے۔۔۔اپنے لوگوں کی حفاظت کے لیے۔۔۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔خاجستہ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی مگر نا چاہتے ہوئے بھی اس نے اپنے چہرے سے کمبل ہٹایا تھا اسے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔نوریان کی نگاہیں اس کے بھیگے چہرے پر ٹھہر گئی تھیں۔۔۔

"آپ یہی کہنا چاہ رہے ہیں نا کہ آپ کو اپنی اس محبت کو قربان کر کے اپنے قبیلے والوں کی بھلائی کی خاطر مجھ سے شادی کرنا

پڑی۔۔۔ اپنی دلی خواہشات کو مار کر آپ نے اپنی سرداری کو آگے رکھا۔۔۔

آپ کسی اور سے محبت کرتے تھے اور آپ کو مجھ سے شادی کرنی پڑی۔۔۔ اپنی خواہشات کو مار کر۔۔۔

آپ کو مجھ سے اتنی بڑی بات چھپانی نہیں چاہیے تھی۔۔۔ مجھے اگر بتا دیتے تو میں آپ کی بیوی کو قبول کر لیتی۔۔۔ مجھے کسی کی محبت کے بیچ میں آنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔۔ میں کسی کو اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔"

خاجستہ نے اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتے کہا تھا۔۔

اس کا چہرا بے پناہ سرخ ہو چکا تھا۔۔ وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔۔۔

سیگریٹ کا گہرا کش لیتے نوریان اس لڑکی کو تکے گیا تھا۔۔ جو اپنے آنسو نہیں روک پا رہی تھی۔۔۔ اور وہ جو سمجھ اور بول رہی تھی۔۔۔

نوریان گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ نے بیڈ سے اٹھنا چاہا تھا جب وہ اس کو دوپٹہ اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔

خاجستہ نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کی آنکھیں اس لمحے بے تحاشا سرخ تھیں۔۔۔ جیسے ابھی ان سے خون کی بوندیں ٹپکنے لگیں گی۔۔

"آپ اس کے پاس جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔"

خاجستہ نے اس کی گرفت سے اپنا دوپٹہ چھڑواتے ہوئے کہا تھا۔۔

"آپ کو بہت طلب ہو رہی ہے اس کی۔۔۔ خود کو اتنا مت تڑپائیں۔۔۔ یہ زندگی ایک بار ہی ملتی ہے۔۔۔

آپکی خواہشات کو ادھورا نہیں چھوڑنا چاہیے۔۔ آپ چلیں جائیں اس کے پاس۔۔"

وہ اپنے آنسو بھی نہیں روک پا رہی تھی۔۔۔ اور یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اس کے اندر اتنا حوصلہ کیسے آیا تھا کہ وہ اپنے شوہر کو اس دوسری لڑکی کے پاس بھیجنے پر راضی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ شخص جواب اس کی سانسوں میں گھل چکا تھا۔۔۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے دل میں اپنا احساس جگا چکا تھا۔۔۔

وہ اس کے لیے محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔ اسی وجہ سے وہ منظر دیکھ کر دل کی اذیت برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اور اب بھی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ مگر اس شخص کی آنکھوں میں جو تڑپ تھی۔۔۔ وہ اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

وہ اذیت میں تھا شاید اور یہ وہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ شاید اسی وجہ سے وہ اسے ایسا کہہ گئی تھی۔۔

مگر اس کی اپنی بے چینی بڑھ گئی تھی۔۔۔

نوریان کے لبوں پر ایک پر اسراریت بھری مسکان آن ٹھہری تھی۔۔ اس نے خاجستہ کا دوپٹہ چھوڑ دیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے اٹھتی کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

کھڑی سے آتی سرد ہوا کے تھپیڑے اس کے اندر ہی جلن کو راحت

دے رہے تھے۔۔۔

وہ بیڈ سے اٹھا تھا۔۔۔۔ خاجستہ نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔

اسے لگا تھا وہ اب جانے لگا ہے۔۔۔۔

اس کی سانسیں مدھم ہونے لگی تھیں۔۔۔۔ مگر اگلے ہی پل اسے

اس شخص کے قدم اپنی جانب بڑھتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

وہ گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

جب نوریان کے قدم اسے اپنے بالکل پیچھے آن رکتے محسوس

ہوئے تھے۔۔۔اس شخص کی گرم سانسیں اسے اپنی گردن کی

پشت پر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

اس کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔مجھے اپنی خواہشات کو دبانا نہیں

چاہیے۔۔۔

یہ زندگی ایک بار ملتی ہے۔۔۔نجانے کب موت آجائے۔۔۔اور

اپنی حسرتیں دل میں ہی لے کر اس دنیا سے جانا پڑ جائے۔۔۔"

اس کی گرم دہکتی سانسیں خاجستہ کو اپنے کان کی لوح پر محسوس ہوئی

تھیں۔۔۔

خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ اسے اس شخص کی بات بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اس نے اس کے سامنے سے ہٹنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے ہی اس کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت خاجستہ کے پیٹ پر آن ٹھہری تھی۔۔۔۔ وہ بری طرح سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟ چھوڑیں مجھے۔۔۔"

خاجستہ نے اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر اس کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔۔۔

وہ اس کی گردن سے بالوں کو سمیٹ کر آگے ڈال گیا تھا۔۔۔ اس کی حسین دودھیا گردن اس پل نوریان کی نگاہوں کو مزید بہکا گئی تھی۔۔۔ وہ اس پر جھک گیا تھا۔۔۔

اس کے اعنابی ہونٹوں کا گستاخ لمس خاجستہ کی جان نکال گیا تھا۔۔۔
اس نے دور ہونے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اس شخص کے ہونٹوں کی بے باکی خاجستہ کی جان نکال رہی تھی۔۔۔ وہ اس سے دور ہونے کی کوششوں میں ہلکان ہوتی بری طرح سے کانپ رہی تھی۔۔۔

جب نوریان نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کی سرخی میں اب ایک خماری تھی۔۔۔

خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

اس نے خاجستہ کو دیوار سے لگا دیا تھا اور خود اس کے دونوں اطراف اپنی ہتھیلیاں جماتا وہ اس کے بے پناہ قریب آگیا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں خاجستہ کی سانسوں کو چھو رہی تھیں۔۔

"آپ جانتی ہیں اس وقت مجھے سب سے زیادہ جس لڑکی کی طلب ہو رہی ہے۔۔۔ وہ دنیا کی ظالم اور سنگدل ترین لڑکی ہے۔۔ اس

میں اتنا غرور ہے کہ اسے بس یہی لگتا ہے کہ وہ بالکل درست ہے اور ساری خامیاں اور غلطیاں اس کے شوہر میں ہیں۔۔۔

جس کو اپنے جذبات چھپانے نہیں آتے۔۔۔۔ جسے یہ نہیں پتا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کیا گنوا رہی ہے۔۔۔

جس دن وہ خالی ہاتھ رہ گئی اس کے پاس پچھتاؤں کے سوا کچھ نہیں بچے گا۔۔۔"

اس کی سانسوں کی مہک محسوس کرتے اس نے جو بات کہی تھی خاجستہ اندر تک کانپ گئی تھی۔۔۔

وہ شخص اس لمحے اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔۔اسکی سحر انگیزی خاجستہ کے دل پر چھا رہی تھی۔۔۔۔

"میرے باہر بہت سارے دشمن ہیں خاجستہ۔۔۔۔مجھے اپنے گھر میں نہیں چاہیئے کوئی ایسا جو مجھ سے نفرت کرے۔۔

آپ نے کہا آپ میری سردارنی بننے کے بجائے مرنا پسند کریں گی۔۔۔یہ بات دل میں بہت بری طرح سے کھبی ہے۔۔۔

آپ کے نزدیک میری زندگی کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔۔میں یہ بھی جانتا ہوں۔۔۔"

وہ بول رہا تھا اور خاجستہ کو اس کی آواز میں واضح کرب محسوس ہوا تھا۔۔۔اس شخص کے ہونٹ خاجستہ کے ہونٹوں سے ٹکرا رہے تھے۔۔۔۔

وہ اس کی گرفت میں زرا سا ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔۔اس شخص کی قربت اتنی ساحرانہ تھی کہ وہ ہپنوٹائز سی کھڑی اسے تکے جا رہی تھی۔۔۔

اس کا دل اس کے قابو سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔نوریان کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک اس کو اپنی سحر میں جکڑ رہی تھی۔۔۔

اس شخص کی دیوانہ وار نگاہیں حسرت بھرے انداز میں خاجستہ کے ایک ایک نقش سے ٹکرا کر واپس لوٹ رہی تھیں۔۔۔

اپنے دل پر وار کر کے اسے لہولہان کرنے کی اذیت کیسی ہوتی ہے اس پل کوئی نوریان خان نورزئی سے پوچھتا۔۔۔۔

" آپ واپس جانا چاہتی ہیں اپنے گھر والوں کے پاس۔۔۔ آپ کی خوشی میرے لیے بہت زیادہ اہم ہے۔۔۔

میں آپ کو کل آپ کے گھر والوں کے پاس بھیج دوں گا ہمیشہ کے لیے۔۔۔ آپ کو یہاں زبردستی قید رکھ کر اذیت نہیں دینا چاہتا۔۔۔

اس لیے آپ وہاں جاسکتی ہیں جہاں آپ کی خوشی ہے۔۔۔"

اس کی آنکھیں اب بھی ویسی ہی سرخی مائل تھیں۔۔۔اس کی کنپٹی کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔۔۔

وہ کتنے ضبط سے یہ الفاظ ادا کر گیا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔اس نے خود اپنے دل کے ٹکڑے کر دیے تھے۔۔۔

مگر کبھی کبھی محبوب کی خوشی اور سکون کی خاطر ایسی قربانی دینی پڑتی ہے۔۔۔اس نے بھی دے دی تھی۔۔۔۔

صرف اس لڑکی کو خوش اور مطمئین دیکھنے کے لیے۔۔۔۔جو شاید وہ اس کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی بات کہتا اس سے دور ہو گیا تھا۔۔۔اور خاجستہ اسے کتنی ہی دیر اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ اب اپنی شال اوڑھتا کمرے سے جانے لگا تھا۔۔

"وہ لڑکی کون تھی۔۔؟؟"

خاجستہ نے بس اتنا پوچھا تھا۔۔۔اس کا دل تڑپ رہا تھا۔۔۔وہ جو ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ اسے اپنے گھر واپس جانا ہے اب اس کا فیصلہ سن کر ویسی خوشی نہیں مل رہی تھی۔۔۔

اس کے دل کو سکون چھن گیا تھا۔۔۔

"آپ کا اب اس معاملے سے۔۔۔ میری زندگی کی کسی بھی بات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔۔ آپ کو اپنی زندگی کی نئی شروعات مبارک ہو۔۔۔ آپ کی زندگی میں اب کبھی میری پرچھائی نہیں پڑے گی۔۔۔

خوش رہیں۔۔۔ رہی بات میرے نام سے جڑے رہنے کی تو میری جتنی دشمنیاں اور مخالفین ہیں۔۔۔ میں جانتا ہوں میرے دن بہت کم ہیں۔۔۔ آپ کو بہت جلد چھٹکارا مل جائے گا۔۔۔"

وہ اس کے حسین وجود پر ایک گہری بھرپور نگاہ ڈال کر اسے اپنی آنکھوں میں قید کرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔ اور خاجستہ کو لگا

تھا جیسے وہ جانے کے ساتھ ساتھ اس کے سینے سے دل نکال کر لے گیا ہو۔۔۔

وہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

اس کو لگا تھا آس پاس کے سارے رنگ ختم ہو گئے ہوں۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

اگلے دن پوری حویلی اور قبیلے میں نوریان خان نورزئی کے فیصلے کے خبر پہنچ گئی تھی۔۔۔

خاجستہ نے صبح تک اس کا انتظار کیا تھا مگر وہ نہیں آیا تھا۔۔۔وہ حویلی میں ہی نہیں تھا۔۔یقیناً وہ اس لڑکی کے پاس تھا۔۔۔یہ سوچ کر خاجستہ کے دل کی بے قراری اور بے چینی بڑھ گئی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا شاید اس نے غصے میں یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔اور کل وہ پھر سے نارمل ہو جائے گا۔۔مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔

اس کے فیصلے سے سب لوگ واقف تھے۔۔۔

"بڑی خوش نصیب ہو جو تمہارا نصیب نوریان خان نورزئی سے جڑا تھا۔۔ورنہ اس طرح آئی لڑکیوں کا انجام ایسا ہر گز نہیں

ہوتا۔۔۔ خیر اپنی خوش نصیبی کو بد نصیبی میں بدل کر جا رہی ہو تم۔۔۔"

وہ جب نیچے سب سے ملنے آئی تھی تو گلالئی نے اس پر طنز کرتے کہا تھا۔۔۔

"ہمیشہ خوش رہو بیٹی۔۔۔۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے۔۔۔ دل نہیں چاہ رہا کہ تم واپس جاؤ۔۔

مگر سردار کے فیصلے کو کوئی نہیں بدل سکتا۔۔ میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گی۔۔۔"

زرعونہ بیگم کی آنکھیں نم تھیں اسے رخصت کرتے وقت۔۔۔

خاجستہ کا دل بھر آیا تھا۔۔۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔مجھے ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی کبھی۔۔۔میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔"

خاجستہ ان سے گلے لگتے بہت زیادہ روئی تھی۔۔۔ وہاں سب ہی اپنی اپنی جگہ اداس اور نوریان کے فیصلے پر حیران تھیں۔۔۔

ان سب نے نوریان کی نگاہوں میں اس لڑکی کے لیے محبت دیکھی تھی۔۔وہ اس کے ساتھ بالکل مختلف انسان ہوتا تھا۔۔۔

پھر اس نے اتنا سنگین فیصلہ کیوں کیا تھا۔۔ اور یہ لڑکی اس جیسے انسان کو ایسے چھوڑ کر کیسے جا سکتی تھی۔۔۔

"میرے پوتے کا دل لے کر جا رہی ہو۔۔۔ میں نے دیکھا ہے کہ تمہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں کیسے چمک اٹھتی ہیں۔۔۔ لیکن وہ سردار ہے۔۔۔ یہی شاید اس کی سب سے بڑی بدنصیبی ہے۔۔۔ وہ ہمیشہ وہ فیصلے کرتا ہے جو دوسروں کے لیے خوشی کا باعث ہوں۔۔۔ چاہے اس کا دل زخمی ہو جائے۔۔۔

بہت بڑے ظرف کا مالک ہے میرا سردار۔۔۔ شاید اسی وجہ سے اسے اتنا بڑا مقام ملا ہے۔۔۔"

ماہ گل بی بی نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ مگر وہ اس کے جانے پر ناراض تھیں اس سے۔۔۔ ان کی باتوں پر خاجستہ کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔

وہ کیا بول گئی تھیں۔۔۔؟؟

یقیناً انہیں کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔۔ یہ لوگ نہیں جانتے تھے اس لڑکی کے بارے میں۔۔۔ جس کے ساتھ ان کا پوتا اس وقت تھا۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی خاجستہ کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

پورا راستہ اس کی آنکھیں بھیگتی رہی تھیں۔۔۔اس شخص نے آخری بار اپنی جھلک تک نہیں دکھائی تھی۔۔۔

وہ مضطرب سی بیٹھی تھی۔۔۔ گاڑی اب نورزئیوں کے علاقے سے نکل کر مہمندوں کے علاقے میں داخل ہو چکی تھی۔۔

اس کا دل عجیب سے درد میں مبتلا ہوا تھا۔۔۔ گاڑی مہمند حویلی کے گیٹ سے اندر داخل ہو رہی تھی۔۔۔اور خاجستہ نے ایک بوجھل سانس خارج کیا تھا۔۔

اتنی راتیں اس شخص کے ساتھ رہنے کے باوجود اس شخص نے اس کے وجود پر اپنا حق نہیں جمایا تھا۔۔ اس۔کی رضامندی کے بغیر اس کے ساتھ کوئی تعلق قائم نہیں کیا تھا۔۔

وہ جیسے گئی تھی ویسے ہی لوٹ رہی تھی۔۔۔ مگر اس کا دل اب ویسا بالکل بھی نہیں رہا تھا۔۔ دل کے حالات مکمل طور پر بدل چکے تھے۔۔۔

"خان صاحب۔۔بی بی جی کو ان کی منزل پر پہنچا دیا ہے ہم نے۔۔"

گاڑی حویلی کے اندرونے گیٹ کے سامنے رکی تھی۔۔۔تو اس کی سماعتوں میں افضل کی آواز گونجی تھی۔۔۔

وہ اسی ستمگر سے بات کر رہا تھا۔۔۔اس کے ساتھ آئی ملازمہ نے اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔اسے لگا تھا وہ اس سے بات کرے شاید۔۔۔مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔خاجستہ گاڑی سے نکلتے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

جہاں اس کی آمد کی خبر پر اس کا پورا خاندان حیرت و بے یقینی کے عالم میں وہاں جمع تھا۔۔۔کسی کو بھی یقین نہیں آیا تھا کہ نوریان خان نورزئی نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔۔۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی مہروز بیگم تیزی سے اس کی جانب گئی تھیں اور اسے اپنے آغوش میں بھرتے بری طرح سے رو دی تھیں۔۔۔وہ کبھی اس کو اپنے سینے سے بھینچ رہی تھیں تو کبھی اس کا چہرا چوم رہی تھیں۔۔۔

خاجستہ ان کے سینے سے لگتی بری طرح سے رو دی تھی۔۔۔وہ نجانے کتنی دیر ان کے ساتھ لگی رہی تھی۔۔۔

اس وقت سب کو یہی لگا تھا کہ اس کے یہ آنسو اتنے دنوں بعد اپنی ماں کو دیکھ کر بہہ رہے ہیں۔۔۔ کوئی اصل وجہ سے واقف نہیں تھا۔۔۔

مہروز بیگم کے بعد وہ عبداللہ صاحب سے ملی تھی۔۔ اور پھر باقی سب سے۔۔۔

وہاں شیر داد اور درانہ کے علاوہ گھر کے سبھی لوگ موجود تھے۔۔۔ درانہ تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔

اور تب سے وہ عجیب سے احساسات کا شکار تھی۔۔۔ کیا اب اسے بھی واپس بھیج دیا جائے گا۔۔۔

وہ اپنے گھر والوں سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر ہمیشہ کے لیے شیر داد کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔

وہ صبح جب اٹھی تھی تو شیر داد کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ اسے ملازمہ سے پتا چلا تھا کہ وہ حجرے میں چلا گیا ہے۔۔۔ وہاں کوئی ضروری معاملات چل رہے تھے۔۔

اس کے بعد درانہ کو خاجستہ کی خبر ملی تھی اور وہ اس خبر پر عجیب سے احساسات میں گھر گئی تھی۔۔

وہ اپنے کمرے میں گم صُم سی بیٹھی تھی جب ملازمہ نے اسے مہروز بیگم کے بلاوے کا بتایا تھا۔۔۔وہ اپنی جگہ حیران اور پریشان ہوئی تھی۔۔

وہ اتنے عرصے سے اس سے بات چیت چھوڑے ہوئے تھیں۔۔۔ انہیں اس کا اپنے بیٹے کے ساتھ رہنا پسند نہیں تھا۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کی صورت بھی نہیں دیکھتی تھیں۔۔ابھی انہوں نے کیوں بلایا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔

وہ سیڑھیاں اترتے نیچے آئی تھی۔۔۔ جہاں سامنے ہی مہروز بیگم کے پاس خاجستہ بیٹھی نظر آئی تھی اسے۔۔۔ گھر کی باقی خواتین بھی وہاں موجود تھیں۔۔

"السلام و علیکم۔۔۔ کیسی ہو درانہ۔۔۔؟؟"

خاجستہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی اور لبوں پر مسکراہٹ رکھنے کی ناکام کوشش کی تھی اس نے۔۔۔ درانہ نے یہ بات نوٹ کی تھی۔۔۔

ان دونوں کی پہلی ملاقات جس حال میں ہوئی تھی وہ دونوں ایک دوسرے سے بات نہیں کر پائی تھیں۔۔۔

خاجستہ بہت محبت سے اس سے ملی تھی۔۔۔ درانہ نے بھی اس کا جواب اسی کے انداز میں دیا تھا۔۔۔

درانہ کی نظر مہروز بیگم کی جانب اٹھی تھی۔۔۔ جو اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

ان کے چہرے پر آج نفرت نہیں ندامت تھی۔۔۔۔ درانہ حیران ہوئی تھی۔۔۔

وہ پہلی بار انہیں ایسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ ان کی آنکھوں میں اس کے لیے نفرت نہیں تھی۔۔۔

"مجھے معاف کر دو بچے۔۔۔۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔۔ بہت زیادہ شرمندہ ہوں تم سے۔۔۔

وہاں میری بیٹی کو سب نے اتنی عزت دی۔۔۔ اتنی محبت سے رکھا اور میں نے کم ظرفی اور بے رحمی کی انتہا کر دی۔۔۔

اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دو بچے۔۔۔ میں اس وقت اپنے آپ کو بہت چھوٹا محسوس کر رہی ہوں۔۔۔۔ بہت برا کیا میں نے تمہارے ساتھ۔۔ تمہاری کسی معاملے میں کوئی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی میں نے تمہارے ساتھ ناروا سلوک رکھا۔۔۔"

مہروز بیگم ندامت سے چور لہجے میں بولتیں درانہ کے آگے ہاتھ جوڑ گئی تھیں۔۔۔

جبکہ درانہ حیرت و بے یقینی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسے یقین نہیں آیا تھا کہ یہ وہی عورت تھی جس نے نفرت کی انتہا کر دی تھی۔۔۔

اور اب خاجستہ کے واپس آجانے پر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔

درانہ کی آنکھوں میں بھی نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ تھام لیے تھے۔۔۔

"میں نے آپ کو معاف کیا۔۔۔ میرے دل میں کبھی بھی آپ کے لیے نفرت نہیں رہی۔۔۔ میں آپ کا دکھ سمجھ سکتی تھی۔۔

کیونکہ میری اپنی ماں بھی اسی اذیت سے گزر رہی ہیں۔۔۔"

درانہ نے ان کو معاف کر دیا تھا۔۔۔ جو بھی تھا وہ اس کی ماں کی عمر کی تھیں۔۔۔ وہ انہیں اپنے آگے ایسے شرمندہ نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔

اسی لمحے بیرونی دروازے سے شیر داد اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ اس کے چہرے کے تاثرات انتہائی سنگین تھے۔۔۔

"لالہ۔۔۔"

خاجستہ اسے دیکھتے بے تابی سے اس کی جانب بڑھی تھی اور اس کے مضبوط سینے سے جالگی تھی۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟ میں بہت پریشان تھی آپ کے لیے۔۔۔"

خاجستہ نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ عبداللہ صاحب اور باقی سب بھی وہاں آگئے تھے۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے جرگے کا فیصلہ ہوا تھا۔۔۔۔ پچھلا فیصلہ خارج کر دیا گیا تھا۔۔۔

نئے فیصلے کے مطابق نورزئیوں نے جو خلاف ورزی کی تھی۔۔۔۔ اس کے باعث اب یہ دونوں تعلق ختم کر دیئے گئے تھے۔۔۔

نوریان پہلے ہی خاجستہ کو واپس بھیج چکا تھا۔۔۔اور شیر داد پر چھوڑا گیا تھا کہ وہ اب جو بھی فیصلہ کرے گا درانہ کے حوالے سے وہی ہو گا۔۔۔۔شیر داد نے ابھی تک اپنا فیصلہ نہیں سنایا تھا۔۔۔

عبداللہ صاحب کا کہنا تھا کہ وہ بھی درانہ کو واپس بھیج دے۔۔۔اب اگر دشمنی کا آغاز ہو ہی چکا تھا تو اس رشتے کو بھی مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔۔۔

شیر داد کے چچازاد کزن تیمور نے یہ ساری بات وہاں آکر بتا دی تھی۔۔۔

درانہ کی نظریں شیر داد پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ شخص کیا فیصلہ کرے گا۔۔۔شیر داد کے ساتھ کھڑی خاجستہ کی نظریں درانہ پر ہی تھیں۔۔

وہ اس لمحے اس لڑکی کا درد محسوس کر گئی تھی۔۔درانہ کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بھی اس وقت شدید کرب کا شکار تھی۔۔۔

"لالہ پلیز۔۔۔کوئی ایسا فیصلہ مت کیجیے گا جس پر آپ کو ساری زندگی کے لیے پچھتانا پڑے۔۔۔"

خاجستہ نے ہولے سے کہا تھا۔۔۔

مہروز بیگم کی نظریں اپنے بیٹے کے چہرے پر تھیں۔۔۔۔وہ جان گئی تھیں کہ ان کے بیٹے کے لیے یہ لمحہ آسان نہیں تھا۔۔۔

ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔۔اُنہوں نے دعا کی تھی کہ شیر داد سردار بن کر فیصلہ نہ کرے۔۔۔۔کل تک انہوں نے نہیں سوچا تھا کہ وہ ایسا چاہیں گی کہ ان کا بیٹا درانہ ں ورزئی کو قبول کرے۔۔۔

مگر اب ان کا دل شدت سے اس بات کے لیے دعا گو تھا۔۔۔کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اس لڑکی کی چاہت دیکھ چکی تھیں۔۔۔

"درانہ کو واپس جانا ہو گا۔۔۔ یہ اب مزید یہاں نہیں رہ سکتی۔۔۔

جب جرگے نے خود ہی اپنا فیصلہ ختم کر دیا ہے تو پھر اس کے یہاں

رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔۔"

اس بے رحم اور سنگدل انسان نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔

درانہ نے اذیت سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔ اسے گلالئ پھوپو نے

بہت پہلے کہا تھا کہ کبھی محبت جیسے مرض میں مبتلا نہ ہونا۔۔۔ وہ

پتھروں کے علاقے میں رہنے والے لوگ تھے۔۔

جہاں دل بھی پتھر کے رکھتے تھے لوگ۔۔۔

"لالہ آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔؟ جرگے نے آپ کے ہاتھ میں فیصلے کا اختیار دیا ہے۔۔۔ آپ کی مرضی ہے۔۔۔۔وہ آپ کی بیوی ہے۔۔۔ آپ درانہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔۔۔"

خاجستہ نے احتجاج کیا تھا۔۔وہ درانہ کی کیفیت سمجھ سکتی تھی۔۔۔

"وہ نورزئی ہے۔۔۔۔اور وہ ایک سزا کے تحت یہاں آئی تھی۔۔۔ جواب اگر ختم ہو رہی ہے تو اس کا یہاں رہنا بنتا نہیں ہے۔۔۔"

شیر داد نے خاجستہ کو جواب دیتے درانہ کی طرف دیکھا تھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔۔۔اور درانہ کی آنکھوں میں غصہ، بے یقینی اور بے پناہ ناراضگی تھی۔۔۔

شیر داد نے نگاہوں کو زاویہ بدل دیا تھا۔۔۔

"مگر لالہ وہ۔۔۔"

خاجستہ کی اپنی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔

"پلیز خاجستہ۔۔مجھے بھی اب یہاں کسی قیمت پر نہیں رہنا۔۔۔"

درانہ نے غصے سے کہا تھا۔۔۔وہ چاہ کر بھی اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔۔

"آپ مجھے آج یہاں سے نکال رہے ہیں۔۔۔یاد رکھیئے گا شیر داد خان مہمند۔۔۔مر جاؤں گی مگر دوبارہ کبھی اس دہلیز کو پار نہیں کروں گی۔۔۔دوبارہ کبھی آپ کی شکل نہیں دیکھو گی۔۔۔"

درانہ چلتی ہوئی شیر داد کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔اس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔

خود کو پتھر کیے شیر داد کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔دل چاہا تھا وہ اپنا فیصلہ بدل دے۔۔۔اس لڑکی کو ایک لمحے کے لیے بھی خود سے دور نہ جانے دے۔۔۔

اسے اپنی بانہوں میں بھر کر بتا دے کہ وہ اس سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے۔۔۔۔وہ اس کی چاہت کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتی۔۔۔ وہ بہت ضروری ہے اس کے لیے۔۔۔۔ مگر وہ مٹھیاں بھینچتے خود پر ضبط کر گیا تھا۔۔

وہ اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔۔

درانہ اس کے سامنے سے ہٹتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہاں کھڑے سبھی لوگوں نے بے بسی سے اسے جاتے دیکھا تھا۔۔

"شیر داد اسے روک لو نا۔۔۔مجھے وہ تمہاری بیوی اور اپنی بہو کے روپ میں قبول ہے۔۔

وہ بہت پیاری ہے۔۔۔ ابھی تو میں نے اپنی غلطیوں کا ازالہ بھی نہیں کیا تھا۔۔ تم اسے ایسے مت جانے دو۔۔۔۔'

مہروز بیگم نے شیر داد کے پاس آتے ملتجی لہجے میں کہا تھا۔۔۔ شیر داد کے دل کا سکون پوری طرح سے لٹ چکا تھا۔۔۔

وہ اس کی خاموشی پر عبد اللہ صاحب کی جانب گئی تھیں۔۔۔

"یہ بھی تو ہو سکتا نا کہ خاجستہ اور درانہ نارمل انداز میں اپنے میکے اور سسرال دونوں طرف جانے کا حق رکھتی ہوں۔۔

وہ انسان ہیں کوئی کھلونا تو نہیں۔۔۔ جوان کی زندگی کے فیصلے ایسے کیے جا رہے ہیں۔۔۔۔"

مہروز بیگم نے امید بھری نگاہوں سے شوہر کی طرف دیکھا تھا۔۔

وہاں کھڑے سبھی افراد مہروز بیگم کا یہ انداز دیکھ رہے تھے۔۔۔

یہ وہی تھیں جنہیں درانہ کا وجود اس گھر میں بالکل بھی برداشت نہیں تھا۔۔ اور اب وہی اس کے جانے پر سب سے زیادہ رو رہی تھیں۔۔

انسان کو ہمیشہ احساس تب ہی ہوتا تھا جب وہ اپنے ہاتھوں سے سب کچھ کھو دیتا تھا۔۔۔ ان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔

انہیں بھی اب احساس ہوا تھا کہ جن فیصلوں پر وہ خوش نہیں تھیں۔۔۔ جن کے ختم ہونے کی دعا مانگتی رہی تھیں

وہ۔۔۔اب وہی فیصلے ان کے بچوں کی خوشیوں کی وجہ بن چکے تھے۔۔۔۔

جہاں دونوں خاندانوں میں بیٹیوں کے لوٹ آنے پر خوشیوں بھرا ماحول ہونا چاہیے تھا۔ وہاں اب بہوؤں کے چلے جانے اور یہ دو گھر ٹوٹ جانے کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

وقت کا کام ہمیشہ سے گزر جانا تھا۔۔۔اور وہ بنا کسی کو مہلت دیئے گزرتا جارہا تھا۔۔۔

بنا کسی کو کوئی مہلت دیئے۔۔۔بنا کسی پر رحم کھائے۔۔۔

خاجستہ نے اپنا ہاسپٹل پھر سے جوائن کر لیا تھا۔۔۔وہ مکمل سیکورٹی میں ہاسپٹل جاتی تھی۔۔۔ہاں مگر اب اس کے چہرے پر پہلے جیسی رونق اور سکون نہیں تھا۔۔۔۔

اس کی بے چینی اور بے قراری اس کے ہر انداز سے ظاہر ہوتی تھی۔۔۔

وادی تورغر گہری اداسی کی لپیٹ میں تھی۔۔۔دونوں طرف پھر سے دشمنی کا آغاز ہو چکا تھا۔۔۔

ہر روز کوئی نہ کوئی نئی جھڑپ سننے کو ملتی تھی۔۔۔۔خاجستہ کی ہاؤس جاب بس کچھ دنوں میں ختم ہونے والی تھی۔۔۔اس کی بعد اس کا ارادہ اپنے علاقے میں ہی ہاسپٹل بنانے کا تھا۔۔۔

وہ اپنے لوگوں کی خدمت کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

وہ اس وقت اپنے وارڈ سے نکل کر آفس والی سائیڈ پر جا رہی تھی۔۔۔جب اسے نرس نے آکر بتایا تھا کہ اس سے کوئی صاحب ملنے آئے ہیں۔۔۔اور ان کے ساتھ کچھ گارڈز بھی ہیں۔۔۔

یہ سنتے خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔ اس کے دماغ میں وہی دشمنِ جاں آیا تھا جو ہر وقت اس کے حواسوں پر چھایا رہتا تھا۔۔

اس کے قدم بے اختیاری کے عالم میں تیزی سے اس جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔

دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔۔۔ سامنے کرسی پر بیٹھے شخص کو دیکھ اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔

"تم۔۔۔؟؟؟"

اس نے انتہائی نفرت سے کہا تھا۔۔۔ جب سامنے بیٹھا شخص مسکرایا تھا۔۔

"ارے آپ کو میں یاد ہوں۔۔۔مجھے لگا بھول گئی ہونگی آپ اس ناچیز کو۔۔۔"

آغا اپنی کرسی سے اٹھتا سینے پر ہاتھ رکھتے خوش دلی سے بولا تھا۔۔۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں پر۔۔۔؟؟ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ ورنہ۔۔۔"

خاجستہ نے انتہائی نفرت بھرے انداز میں کہا تھا۔۔

"ورنہ کیا۔۔۔ کیا کروں گی تم خاجستہ نورزئی۔۔۔ اوہ نہیں خاجستہ مہمند۔۔۔ تمہارے شوہر نے تو تمہیں اپنی حویلی سے باہر پھینک دیا۔۔۔ اب تم پھر سے مہمند ہو۔۔۔"

وہ اس کا مذاق اڑاتے ہنستا تھا۔۔۔ خاجستہ دروازے میں ہی کھڑی تھی۔۔۔

یہ گھٹیا انسان کب لوٹ کر آیا تھا۔۔۔ اسے خبر نہیں تھی۔۔ یا شاید کسی کو بھی خبر نہیں تھی۔۔۔ یہ اور اس کا خاندان پہلے کم تباہی مچا چکے تھے جو یہ شخص پھر اسی نیت سے لوٹ آیا تھا۔۔۔

"پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو چکی ہو تم۔۔۔ دل ہی نہیں چاہ رہا تم سے نگاہیں ہٹانے کو۔۔۔ بڑا ہی کوئی سنگدل انسان ہے یہ نوریان خان نورزئی۔۔۔ اتنی حسین لڑکی کو بھی کوئی چھوڑتا ہے۔۔۔"

آغا اسفندیار ولی اس کے چہرے کو خباثت بھری نگاہوں سے دیکھتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

خاجستہ کو اس لمحے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس شخص سے کسی بھی گھٹیا پن کی امید کی جا سکتی تھی۔۔۔ اس نے دروازہ کھول کر واپس نکلنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے ہی آغا نے اس کی کلائی دبوچ کر اسے مخالف سمت میں دیوار کی جانب پٹخ دیا تھا۔۔۔

خاجستہ کا سر بہت زور سے لگا تھا۔۔۔اس کے لبوں سے مارے درد کے کراہ نکلی تھی۔۔۔

"تمہارا بھائی اور تمہارا شوہر کیا سمجھتے ہیں۔۔۔وہ وادی میں امن لائیں گے۔۔۔دونوں قبیلوں کے بیچ تعلقات قائم کریں گے۔۔۔

آتے ساتھ ہی میں نے انہیں ان کی اوقات دکھادی ہے۔۔۔

ایک ایک کو ماروں گا۔۔۔جیسے میرا خاندان مارا گیا تھا۔۔۔ویسے ہی ان دونوں قبیلوں کی نسلیں ختم کر دوں گا۔۔۔

ان دونوں کو آپس میں لڑوا کر کتے کی مرواؤں گا۔۔۔"

وہ غلط ارادے سے خاجستہ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

مگر اس سے پہلے کے وہ اسے ہاتھ لگاتا۔۔۔ دروازہ کھلا تھا اور کوئی آندھی طوفان بنا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ آغا کو زرا سا بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہ اس پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا تھا۔۔۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری بیوی تک آنے کی۔۔۔"

نوریان بپھرا شیر بنا اس کو بری طرح سے پیٹ رہا تھا۔۔۔ اس نے نہیں دیکھا تھا کہ اسے کہاں لگ رہی تھی اور کہاں نہیں۔۔۔

نوریان کے گارڈز نے آکر اس کے گارڈز کو گھسیٹ کر باہر نکالا تھا۔۔۔ خاجستہ ایک جانب کھڑی اسے بے یقینی بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ فوری طور پر اس کی مدد کو کیسے آ گیا تھا۔۔۔

آغا کو بری طرح سے پیٹ رہا تھا۔۔۔اور جواب میں آغا بھی اس کو

مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

اس نے ایک مکہ نوریان کے چہرے پر مارا تھا۔۔۔نوریان کا

ہونٹ زخمی ہوا تھا۔۔۔

خاجستہ گھبراہٹ زدہ سی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔آغا کا چہرا بالکل

خون آلود ہو چکا تھا۔۔

جب اسے لگا کہ وہ نوریان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تو اس نے اپنی

جیب سے خنجر نکال لیا تھا۔۔

نوریان کی نظر ابھی اس تیز دھار خنجر پر نہیں پڑی تھی۔۔۔ مگر خاجستہ دیکھ چکی تھی۔۔۔اس کے لبوں سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔۔۔

"نوریان۔۔۔۔"

اس نے روتے ہوئے نوریان کو پکارا تھا۔۔۔کیونکہ آغا وہ خنجر اس کے سینے کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ وہاں تک پہنچتا نوریان نے اس تیز دھار خنجر کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔۔

خاجستہ تو چیختے ہوئے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔اس کی دھڑکنیں تھم گئی تھیں۔۔۔وہ بری طرح سے رو رہی تھی۔۔۔

گارڈز میں سے کوئی بھی ان دونوں کے قریب نہیں آرہے تھے۔۔۔نوریان نے اپنے لوگوں کو منع کر رکھا تھا۔۔۔جب اسی لمحے شیر داد بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔۔

"نوریان چھوڑو اسے۔۔۔"

شیر داد نے جھک کر نوریان کو بہت مشکل سے اس کے اوپر سے اٹھایا تھا۔۔۔

جو مار مار کر آغا کا حشر بگاڑ چکا تھا۔۔۔

"مرد بنو بے غیرت انسان۔۔۔اپنی دشمنی میں عورتوں کو کیوں انوالو کر رہے ہو۔۔۔۔"

شیر داد نے ایک زوردار لات رسید کی تھی اسے۔۔۔۔خاجستہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس وقت شیر داد اور نوریان کو ایک ساتھ کھڑے دیکھ رہی تھی۔۔۔

شیر داد نے نوریان کو بہت مشکل سے آغا پر دوبارہ حملہ آور ہونے سے روک رکھا تھا۔۔۔

رستم آگے بڑھا تھا اور آغا کو اٹھانے لگا تھا۔۔۔جس کے منہ سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔۔

"چھوڑوں گا نہیں میں تم لوگوں کو۔۔۔"

آغا نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی قہر آلود نگاہوں سے آغا کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اسی لمحے خاجستہ کو ڈھونڈتی درانہ دروازے پر آن پہنچی تھی۔۔۔ وہ اکثر خاجستہ سے یہاں ملنے آتی رہتی تھی۔۔۔ ان دونوں کی بہت اچھی دوستی ہو چکی تھی۔۔

یہ بات باقی گھر والوں کو تو پتا تھی۔۔۔ سوائے نوریان اور شیر داد کے۔۔۔۔

درانہ بھی شیر داد اور نوریان کو ایک ساتھ کھڑے دیکھ ساکت ہوئی

تھی۔۔

آغا جو دروازے سے نکل رہا تھا۔۔۔ درانہ کو وہاں کھڑے دیکھ وہ

رکا تھا۔۔

"درانہ۔۔۔"

خاجستہ نے گھبرا کر اسے پکارا تھا۔۔۔ وہ آغا کے بالکل سامنے

کھڑی تھی۔۔۔ وہ نام سے واقف تھی مگر اس نے آغا کو دیکھا ہوا

نہیں تھا۔۔۔

خاجستہ کی پکار پر شیر داد اور نوریان دونوں نے اس طرف دیکھا تھا۔۔۔

درانہ کو وہاں دیکھ شیر داد تیزی سے آگے بڑھا تھا اور درانہ کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا اسے وہاں سے ہٹا گیا تھا۔۔۔

درانہ اس کے چوڑے مضبوط وجود کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔۔

"بیویاں تو بڑی حسین ہیں تم دونوں کی۔۔۔یہ جرگے نے سزا تو نہیں دی۔۔۔یہ تو۔۔۔۔۔"

آغا کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی جب شیر داد کا پڑنے والا تھپڑ اس کا منہ پھیر گیا تھا۔۔۔

"گھٹیا انسان بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ ورنہ جان سے مار دوں گا میں تمہیں۔۔۔۔"

شیر داد کی گرجدار آواز ہاسپٹل کے طویل کاریڈور میں گونج اٹھی تھی۔۔۔

لوگ پہلے ہی جمع تھے اور یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔

آغا لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا تھا۔۔۔ مگر وہ باز پھر بھی نہیں آیا تھا۔۔

وہ زور زور سے ہنسا تھا۔۔۔

"اب تو ان دونوں کا مرنا مزید ناگزیر ہو گیا ہے۔۔۔یہ حور پریاں ہر حال میں چاہییں مجھے۔۔۔"

رستم اسے خاموش ہونے کو کہہ رہا تھا۔۔۔اسے ڈر تھا کہ اگر ان دونوں میں سے کسی نے یہ بات سن لی تو وہ اس کا کام یہیں تمام کر دیں گے۔۔۔

رستم اسے اٹھا کر وہاں سے لے گیا تھا۔۔۔وہ لنگڑاتا ہوا باہر کی طرف جا رہا تھا۔۔۔

اس سے سیدھا چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

"آغا آپ نے بہت غلط کر دیا ہے۔۔۔وہ دونوں اگر دشمن بنے رہیں تو ہی آپ کے لیے فایدہ ہے۔۔

اگر وہ ایک ساتھ مل گئے تو آپ کے لیے ان کو ہرانا بہت مشکل ہو جائے گا۔۔۔

جو لوگ الگ الگ ہی اتنے طاقتور ہیں۔۔۔وہ ایک ساتھ ہو گئے تو پھر وادی تورغر کی جانب کوئی باہر والا آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں کر پائے گا۔۔۔"

رستم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔جو اس وقت گاڑی میں بیٹھا زخموں سے کراہ رہا تھا۔۔۔

اس شخص نے اسے بہت زیادہ پیٹا تھا۔۔۔اس کی ہڈیوں میں بھی درد ہونے لگا تھا۔۔۔۔

"ہممہ ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔۔۔؟ مگر یہ دونوں ایک ساتھ یہاں آئے کیسے۔۔۔۔ شیر داد کی تو بہن ہے۔۔۔ مگر یہ نوریان تو اسے گھر سے نکال چکا ہے۔۔۔ پھر کس لیے اس کی نگرانی کرتا پھر رہا ہے۔۔۔

اور وہ شیر داد۔۔۔۔ کیسے اس لڑکی پر میری نظر پڑتے ہی وہ تڑپ اٹھا۔۔۔۔جب ان لوگوں نے تعلق ختم کر دیئے ہیں۔۔۔ تو پھر اتنے جنونی کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔۔"

آغا کے ماتھے پر شکنیں تھیں۔۔۔۔وہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی

کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"ابھی طلاق نہیں ہوئی۔۔۔جرگے کے فیصلے کے مطابق تین

مہینوں کے اندر اندر طلاق کا فیصلہ سنایا جائے گا۔۔۔پٹھان خون

ہے۔۔۔۔ابھی ابھی ان کے نکاح میں ہیں دونوں لڑکیاں۔۔۔

جوش تو مارے گی ان کی غیرت۔۔۔۔"

رستم کی بات پر آغا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"کچھ تو گڑبڑ چل رہی ہے۔۔۔۔جو ابھی تک ہمیں پتا نہیں چلی۔۔۔

کچھ ہے جو چھپایا جا رہا ہے۔۔۔۔

یہ دونوں اتنے سیدھے سردار ہرگز نہیں ہیں کہ جرگے کے فیصلوں پر چلیں۔۔۔اتنے بڑے اور خطرناک قبیلے سنبھلنا آسان کام نہیں ہے۔۔۔دشمنیوں میں گھرے ہوئے ہیں دونوں۔۔۔

مگر انہوں نے بڑی ہوشیاری سے اپنے قبیلوں کو خود سے جوڑ رکھا ہے۔۔۔

یہ بہت بڑے کھلاڑی ہیں۔۔۔مگر انہیں یہ نہیں پتا کہ میں ان سے بھی بڑا کھلاڑی ہونے۔۔۔

ان کو اس جگہ پر لا کر ماروں گا کہ ان کو پانی پوچھنے والا بھی کوئی نہیں بچے گا۔۔۔"

آغا کا دماغ تیزی سے چلتا بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

مگر اس کا دماغ یہ بات ماننے کو کسی قیمت پر تیار ہی نہیں تھا کہ یہ دونوں ایک ساتھ کسی قیمت پر نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔ ان کے قبیلے کے لوگ کتوں کی طرح ایک دُوسرے سے لڑ رہے تھے۔۔۔

انہوں نے ایک دوسرے کی بہنوں کو چھوڑ دیا تھا۔ تا کہ کسی بھی حوالے سے ان دونوں قبیلوں کا ایک دوسرے سے کوئی ناطہ نہ بچے۔۔۔۔

پھر ان کا جوڑ بن ہی کیسے سکتا تھا۔۔۔۔

آغا کا دماغ بالکل گھوم گیا تھا۔۔۔اس نے ان دونوں قبیلے والوں کے دلوں میں اپنے سرداروں کے لیے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔مگر وہ تو ان کے خلاف کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھے۔۔

ان کا یہی کہنا تھا کہ ان کے سردار جو اپنی ذاتی زندگی کو ان کی سلامتی کی خاطر قربان کر گئے تھے۔۔۔وہ بھلا ان کے ساتھ مخلص کیسے نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔

نورزئی قبیلے والے نوریان کے خلاف کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھے اور مہمند قبیلے والے شیر داد کے خلاف کچھ نہیں سن رہے تھے۔۔۔ آغا کی اب تک کی ساری کوششیں ناکام جارہی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یہاں اکیلے کیا کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟"

شیر داد نے پلٹ کر غضبناک نگاہوں سے درانہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے کی تگ ودو میں لگی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی جانب دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔۔"

درانہ نے غصے سے کہا تھا۔۔۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔"

شیر داد نے اس کے سرخ چہرے کو گھورتے کہا تھا۔۔۔

"آپ ہوتے کون ہیں مجھ سے یہ پوچھنے والے۔۔۔۔؟"

درانہ نے اس کے ہاتھ پر اپنے ناخن مارتے دبی آواز میں چلا کر کہا تھا۔۔

شیر داد نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ دونوں اس وقت کاریڈور میں کھڑے تھے۔۔۔

"میں بتاتا ہوں ابھی۔۔۔ کون ہوتا ہوں میں تمہارا۔۔۔"

اس نے درانہ کا ہاتھ پکڑ تھا اور اسے اپنے ساتھ لیتا ہاسپٹل کے پیچھے گیٹ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔ آپ کے ساتھ کہیں۔۔۔ آپ کو میری بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔۔۔"

درانہ اس کی گرفت سے ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کرتے غصے سے بولی تھی۔۔۔ مگر وہ اس کی بات سنے بغیر تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

ہاسپٹل کے پچھلے گیٹ پر اس کی گاڑی کھڑی تھی۔۔۔

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔۔۔

مجھے اب آپ کی صورت بھی نہیں دیکھنی۔۔۔ نفرت کرتی ہوں

میں آپ سے۔۔۔"

وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کہیں جانے کو تو بالکل بھی تیار نہیں

تھی۔۔۔

اس کا چہرا غصے سے سرخ تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اچانک

اس شخص کو پھر سے کیا ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنی زندگی سے نکال چکا

تھا۔۔۔ پھر یہ سب کس لیے تھا۔۔۔

شیر داد جھکا تھا اور اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔۔ درانہ کا دل بہت زور سے دھڑ کا تھا۔۔۔

وہ ایک دم سے اس کے اتنے قریب آ گئی تھی۔۔۔۔

"آپ پاگل ہو گئے ہیں کیا۔۔۔؟؟ نیچے اتاریں مجھے۔۔۔۔"

وہ اس کا گریبان مٹھیوں میں دبوچے چیخی تھی۔۔۔ مگر تب تک وہ اس کو اپنی گاڑی میں بیٹھا چکا تھا۔۔۔

"مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔۔۔ آپ کو سنائی نہیں دے رہی میری بات۔۔۔۔"

وہ اس کے برابر فرنٹ سیٹ پر آن بیٹھا تھا۔۔۔اس پر درانہ کے چیخنے چلانے کا بالکل بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

بلکہ آج اتنے دنوں بعد اس لڑکی کو سامنے دیکھ تڑپتے دل کو جو سکون ملا تھا۔۔۔وہ اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا۔۔اس نے گاڑی ہاسپٹل کے گیٹ سے نکالتے روڈ پر ڈال دی تھی۔۔۔

درانہ نے جب دیکھا کہ وہ اس کی بات ہی نہیں سن رہا تو اس نے اپنا رخ موڑا تھا۔۔اور چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپائے رونے لگ گئی تھی۔۔۔

"درانہ۔۔۔۔"

شیر داد نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالے دوسرے سے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔

"دور رہیں مجھ سے۔۔۔مجھے بات نہیں کرنی آپ سے۔۔۔"

وہ چیخی تھی۔۔۔۔اس کا اتنا غصہ دیکھ شیر داد کے لبوں پر مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔۔۔

"میری جدائی نے تو تمہیں مزید خونخوار بنا دیا ہے۔۔۔۔"

شیر داد نے اس کا ہاتھ تھام کر اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے کہا تھا۔۔۔۔

اس کی اس حرکت پر درانہ کے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔۔۔اس نے دوسرے ہاتھ سے شیر دار کے ہاتھ پر اپنے ناخن مارے تھے۔۔۔۔

اس کے ہاتھ سے خون نکلنے لگا تھا۔۔۔ مگر اس شخص نے گرفت ڈھیلی نہیں کی تھی۔۔۔۔

"کیا آپ بھول گئے ہیں کہ آپ مجھ چھوڑ چکے ہیں۔۔۔؟؟"

درانہ نے اس کی جانب پلٹتے خفگی سے کہا تھا۔۔۔۔

جب شیر داد نے نگاہیں اس کی جانب کرتے اس کے حسین چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔

"تم چھوڑ کر آئی تھی حویلی۔۔۔"

اس کی گرم سانسیں درانہ کے چہرے کو چھو گئی تھیں۔۔۔وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

اس کا چہرا تپ اٹھا تھا۔۔۔

"آپ نے نکالا تھا۔۔۔میں خود نہیں آئی تھی۔۔۔"

وہ تڑپ کر بولی تھی۔۔۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

اس نے دھیان ہی نہیں دیا تھا کہ وہ شخص اسے کہاں لے کر آیا تھا۔۔۔

اسے خیال تب آیا تھا جب گاڑی ایک خوبصورت سے گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

پہاڑوں میں گھرا وہ بڑا خوبصورت گھر تھا۔۔۔۔

"یہ آپ مجھے کہاں لے کر آئے ہیں۔۔۔۔"

درانہ نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

جواب گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔۔۔ درانہ کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ یہ شخص کیا کر رہا تھا۔۔۔۔

"اتریں محترمہ۔۔۔۔یا پھر میری بانہوں میں سوار ہو کر اندر جانا چاہتی ہیں۔۔۔۔"

شیر داد نے محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔ اس کی وارفتگی بھری نگاہیں درانہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔

"مجھے واپس چھوڑ کر آئیں۔۔۔۔مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔"

وہ اس کی جانب سے رخ موڑ گئی تھی۔۔۔اس نے نوٹ کیا تھا کہ گیٹ کے باہر کھڑے گارڈز اور چوکیدار کے علاوہ وہاں کوئی ملازم دکھائی نہیں دیا تھا اسے۔۔

"بات تو مجھے بھی نہیں کرنی ابھی۔۔"

شیر داد نے اس کی کمر میں بازو حمائل کیا تھا اور اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔درانہ ایک بار پھر سے اس کی بانہوں میں قید ہوئی تھی۔۔۔

"آپ بھول چکے ہیں کیا۔۔۔میں آپ کے دشمن کی بیٹی ہوں۔۔۔ جسے آپ اپنے گھر سے نکال چکے ہیں۔۔۔"

درانہ نے اس کا گریبان پکڑتے کہا تھا۔۔۔شیر داد نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ اس کی توقع کے مطابق بے پناہ غصے میں تھی۔۔۔

"تم درانہ شیر داد مہمند ہو۔۔۔۔جو میری بیوی ہے۔۔۔۔"

شیر داد اسے اندر لاتا صوفے پر بیٹھا گیا تھا۔۔۔درانہ نے جلدی سے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔مگر وہ اس کے قریب بیٹھتا اس کے دونوں اطراف اپنی ہتھیلیاں جماتا اسے دور جانے سے روک گیا تھا۔۔۔۔

"تم تھوڑے دنوں کی جدائی میں مزید حسین ہو گئی ہو۔۔۔۔ان گالوں کی دلکشی مزید بڑھ گئی ہے۔۔۔۔"

شیر داد اسے مبہوت ہوتی نگاہوں سے دیکھتے بولا تھا۔۔

اس نے درانہ کے چہرے کو چھونا چاہا تھا مگر وہ اس کا ہاتھ جھٹک گئی تھی۔۔۔

"تم بہت زیادہ گستاخیاں کر رہی ہو۔۔ میں لحاظ نہیں کروں گا اب بھی۔۔۔۔"

اس کی دونوں کلائیوں کو صوفے کی پشت سے لگاتا وہ اس کے چہرے پر جھکتا دھمکی آمیز لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس کی گرم سانسیں درانہ کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔اس کے وجود کی سحر انگیز مہک نے درانہ کے اعصاب کو بوجھل کر دیا تھا۔۔۔

وہ اس کی گرفت میں بالکل قید ہو گئی تھی۔۔۔

"ناراض ہو مجھ سے۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی کو گرفت میں لیتے اس نے درانہ کا چہرا اوپر اٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔

"میرا آپ سے اب ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔ آپ میرے ساتھ زبردستی کر سکتے ہیں اس طرح۔۔۔ مگر میں اب دلی طور پر کبھی آپ کے ساتھ نہیں جڑ سکتی۔۔ میرے دل میں آپ کے لیے اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔۔۔"

درانہ اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کرتے مزاحمت کرتے بولی تھی۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔

"بہت بڑی بات کہہ رہی ہو ظالم لڑکی۔۔۔ میں یہ بات ہمیشہ یاد رکھوں گا۔۔۔"

شیر داد نے اس کے گال پر پھسلتے آنسو کو اپنے لبوں سے چن لیا

تھا۔۔۔

اس کے دہکتے ہونٹوں کا لمس شدت بھرا تھا۔۔۔ درانہ کانپ گئی

تھی۔۔۔۔

"آپ نے مجھے اپنے گھر سے نکالا ہے۔۔۔ میں بھی یہ بات کبھی

نہیں بھولوں گی۔۔۔۔"

درانہ نے حساب بے باک کیا تھا۔۔۔۔ اس کی جانب دیکھتے وہ

ہولے سے مسکرایا تھا۔۔۔۔ اس شخص کی مسکراہٹ اتنی دلفریب

تھی کہ درانہ کے دل نے اس لمحے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

"مت بھولنا۔۔۔اس کے بدلے جو بھی سزا دو گی مجھے منظور ہو گی جانم۔۔۔"

شیر داد نے محبت پاش لہجے میں کہا تھا اور اس کے پھولے گداز گال پر اپنی مونچھوں کو رکھتے ہولے سے رگڑا تھا۔۔۔

درانہ بری طرح سے کسمسائی تھی۔۔۔اس نے دور ہونے کی کوشش کی تھی مگر وہ شخص اس پر مکمل طور پر حاوی ہو چکا تھا۔۔

اس نے درانہ کے کندھے سے دوپٹہ نکال کر سائیڈ پر رکھ دیا تھا۔۔۔

"آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے۔۔۔میں جرگے میں آپ کی شکایت کروں گی۔۔۔۔'

درانہ اسے روکنے کی کوشش کرتے کانپتے لہجے میں بولی تھی۔۔

جب اس شخص نے اس کی گردن پر وہی عمل دوہرایا تھا۔۔اس کی مونچھوں کی گستاخیاں بڑھ رہی تھیں۔۔

وہ شرم سے سرخ ہوتی۔۔مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔

"کیا شکایت لگاؤ گی۔۔؟؟"

اس نے درانہ کی کلائیاں آزاد کر دی تھیں۔۔۔درانہ کو لگا تھا وہ اس کی دھمکی سے خوف کھا گیا ہے۔۔۔

"یہی کہ آپ نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی۔۔۔۔۔"

وہ اپنا دوپٹہ اٹھاتی تیزی سے اس کے پاس سے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

اپنے الفاظ کے ساتھ ساتھ شیر داد کو اپنی جگہ سے اٹھتے دیکھ اس کی رنگت خطرناک حد تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"میں تو تمہیں یہاں تھوڑی دیر کے لیے لیا تھا۔۔۔ تمہاری بہت یاد آرہی تھی۔۔ مگر تم نے تو مجھ پر۔۔۔ مہمند قبیلے کے سردار پر اتنا بڑا الزام لگا دیا ہے۔۔۔"

وہ افسوس سے سر ہلاتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔جو گھبرائی سی الٹے قدموں پیچھے جا رہی تھی۔۔۔

شیر داد نے اس کے دوپٹے کا پلو پکڑ لیا تھا۔۔۔۔جسے وہیں چھوڑتی وہ مزید فاصلہ بناگئی تھی۔۔۔

"آپ کو اور میری یاد آئے گی۔۔۔؟؟آپ یہ جھوٹ بول کر مجھے اب مزید پاگل نہیں بنا سکتے۔۔

بہت اچھے سے جانتی ہوں میں کہ آپ کے نزدیک میری کتنی ویلیو ہے۔۔۔"

درانہ پیچھے کو پوری دیوار سے جالگی تھی۔۔۔اس نے گھبرا کر شیر داد کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔۔۔اس نے درانہ کے بے انتہا قریب ہوتے اس کے دونوں جانب اپنی ہتھیلیاں جمادی تھیں۔۔۔

"تمہیں بالکل بھی اندازہ نہیں ہے کہ تمہاری کیا اہمیت ہے شیر داد خان مہمند کی زندگی میں۔۔"

وہ اس کے بے پناہ قریب جھکا تھا۔۔اور اس کی بالوں کی گدی پر ہتھیلی جماتا اس کی گردن پر اپنے شدت بھرے ہونٹ رکھ گیا تھا۔۔۔

اس کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ درانہ اپنی جگہ لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔

اس نے درانہ کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے اپنے قریب تر کھینچ لیا تھا۔۔۔ شیر داد کی انگلیاں اس کی کمر کی خم کو چھو رہی تھیں۔۔۔ شیر داد کی خماری اور جذبات کا بوجھل پن مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔

درانہ اس کی گرفت میں لرز رہی تھی۔۔۔

"اگر مجھ پر ہوتا تو تمہیں ایک لمحے کے لیے بھی خود سے دور نہ کرتا۔۔۔ مگر کبھی کبھی کچھ آزمائشوں سے گذرنا پڑتا ہے۔۔۔ کبھی کبھی کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔۔۔"

وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ مگر درانہ کو اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اسکی جان شیر داد کی انگلیوں میں قید ہو رہی تھی۔۔۔ جو اس کی نازک وجود کی نرماہٹوں کو محسوس کرتا جیسے مدہوش ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے درانہ کے بالوں کی چٹیا کو ہلکا سا پیچھے کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔

درانہ کے لبوں سے کراہ نکلی تھی۔۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر اس بے رحم شخص کو کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔ مگر وہ اس کے وجود کو اتنی بے قراری اور دیوانگی بھرے انداز میں چھو رہا تھا۔۔۔

کہ درانہ کو لگا تھا اگر یہ شخص مزید کچھ دیر ایسے کی رکا رہا۔۔۔ تو وہ اس کی بانہوں میں پھر سے پگھل جائے گی۔۔۔

جو وہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔

"اس لیے کچھ پانے کے لیے آپ نے مجھے کھو دیا۔۔۔"

درانہ کے لرزتے لبوں سے یہ نکلا تھا۔۔۔ شیر داد کی خمار آلود سرخ نگاہیں درانہ کے گداز گلابی ہونٹوں کو دیکھتے خود پر ضبط نہ رکھ پاتے۔۔۔ وہ جھکا تھا اور انتہائی نرمی سے اس نے درانہ کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر لیا تھا۔۔۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ درانہ اپنے بچاؤ کی کوشش بھی نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔۔وہ شخص جس طرح سے اس کے ہونٹوں اور سانسوں کو قید کیے ہوئے تھا۔۔وہ جس شدت سے اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتا اس کو دنیا کے ہوش سے بیگانہ کر گیا تھا۔۔۔

اس کی انگلیوں کا لمس درانہ کے بالوں میں سرایت کر رہا تھا۔۔۔

"تم اب بھی میری ہو۔۔۔۔تمہیں نہیں کھویا میں نے۔۔"

اس نے دھیرے سے اس کے لبوں کو آزادی دی تھی اور اس پری پیکر کے معصوم چہرے کو تکا تھا۔۔۔اسنے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ نورزئی خاندان کی لڑکی اسے اتنی عزیز ہو جائے گی۔۔۔۔

اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا اسے خود سے دور کرنے کو۔۔

اسی لمحے اس کا فون بجا تھا۔۔۔اس نے اگنور کیا تھا۔۔۔اس وقت اس کی ساری توجہ اس لڑکی پر تھی۔۔۔جس کی تڑپ نے اس کے دل کو بے چین کر رکھا تھا۔۔۔

وہ کچھ وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔۔۔

"میں نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔۔ آپ نے جو میرے ساتھ کیا میں کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔۔"

درانہ نے اس کے مضبوط سینے پر ہتھیلیاں جماتے اس سے دور ہونا چاہا تھا۔۔۔

"کتنی نفرت کرتی ہو۔۔۔۔۔؟"

اس نے درانہ کی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا تھا۔۔۔۔اس کی سرخی مائل آنکھیں اس پل درانہ کو ہپنوٹائز سا کر گئی تھی۔۔۔۔وہ اس ستمگر کی پناہوں میں قید کمزور پڑ رہی تھی۔۔۔

جو وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

"بہت زیادہ۔۔۔"

درانہ کے لبوں سے بمشکل نکلا تھا۔۔۔ شیر داد نے اس کے قریب ہوتا اس کی سانسوں کی مہک کو اپنے اندر اتارا تھا۔۔۔

"مطلب اب مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں اگر مر بھی گیا تو تمہیں تکلیف نہیں ہو گی۔۔۔۔"

شیر داد جھکا تھا اور اس کے شہہ رگ پر اپنے ہونٹ رکھ گیا تھا۔۔۔۔ اس کی بات پر درانہ کی جان نکل گئی تھی۔۔۔۔

وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔"

اس شخص کی شدت پر اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔۔۔۔

"میرے مرنے کے بعد بھی تمہیں کسی اور کی ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔۔۔۔یاد رکھنا میری بات۔۔۔۔ معاف نہیں کروں گا ورنہ۔۔۔۔"

اس نے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے دہکاتے درانہ کارخ دوسری جانب موڑ دیا تھا۔۔۔اور اس کی گردن کی پشت سے بال ہٹاتے وہ اس پر چمکتے اس چھوٹے سے تل پر جھک گیا تھا۔۔

درانہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔اس شخص کا لمس کر گزرتے لمحے

کے ساتھ جنونیت میں بدل رہا تھا۔۔۔۔

اسے اپنی گردن جلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔وہ اس کے تل کو

ایسے دیوانگی بھرے انداز میں چھو رہا تھا۔۔۔جیسے اس پر اپنے

نشانات چھوڑ کر ہی رہنے والا ہو۔۔۔

اس کے ہاتھ کی گستاخیاں درانہ کے وجود کو سلگھا رہی تھیں۔۔۔۔

درانہ کی دھڑکنوں کا طوفان سینے میں برپا ہوا تھا۔۔۔۔

"شیر داد پلیز۔۔۔۔"

درانہ کو جب اس شخص کی بے باکیاں حد سے سوا ہوتی محسوس ہوئیں تو اس نے کپکپاتے لہجے میں اسے پکارا تھا۔۔۔

شیر داد کو ایک دم سے ہوش آیا تھا۔۔۔اس نرم گداز وجود کی نرماہٹوں نے کچھ پل کے لیے اس کے دماغ سے سارا اضطراب اور ذہنی اذیت ختم کر دی تھی۔۔۔

اس نے ایک نظر درانہ کی گردن کو تکا تھا۔۔۔جو خطرناک حد تک سرخ تھی۔۔۔اس نے بے اختیار گہرا سانس خارج کیا تھا۔۔۔

اور اپنے اعنابی ہونٹ بہت نرمی سے اس مقام پر رکھ دیئے تھے۔۔۔

"آج پہلی بار دل چاہ رہا ہے۔۔۔کاش میں ایک سردار نہیں ایک عام انسان ہوتا۔۔۔۔اور تمہیں بتاتا کہ تم میرے لیے کتنی ضروری ہو۔۔۔۔"

اس درانہ کا رخ اپنی جانب موڑا تھا۔۔۔۔جو اس وقت شرم و حیا لرز رہی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر کئی رنگ تھے۔۔۔مگر اس کی آخری بات پر درانہ نے اپنی گھنیری پلکوں کی جھالر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔کیا یہ شخص کسی بات کا اقرار کر رہا تھا۔۔۔

اگر وہ اس کے لیے ضروری تھی تو اسے خود سے جدا کیوں کیا
تھا۔۔۔ درانہ مزید الجھ گئی تھی۔۔۔۔

"اگر زندگی نے وفا کی۔۔۔۔ اور تم سے دوبارہ ملنا نصیب ہوا تو سب
کچھ بتاؤں گا۔۔۔۔ اپنی ہر زیادتی کی معافی مانگوں گا۔۔۔

اپنا دیا ہر زخم بہت محبت سے بھر دوں گا۔۔۔ لیکن اگر زندگی نے
مہلت دی تو۔۔۔

معاف کر دینا مجھے۔۔۔۔ میں اچھا سردار تو بن گیا۔۔۔ مگر ایک
بہترین شوہر ثابت نہیں ہو سکا۔۔۔۔۔"

اس کی آنکھیں اتنی سرخ تھیں کہ درانہ کے دل کی بے چینی بڑھ گئی تھی۔۔۔

"کیا مطلب ان باتوں کا۔۔۔؟؟ کیا ہونے والا ہے۔۔۔؟؟"

وہ اپنی بات کہہ کر پلٹنے والا تھا جب درانہ نے بے اختیار اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس کا گریبان مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

وہ اس پل اس کے بہت قریب ہو آئی تھی۔۔۔ اور خفگی بھری نم آلود آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"مت کرو ایسے۔۔۔ میں بہک جاؤں گا اور تمہارے لیے مشکل ہو جائی۔۔۔"

شیر داد نے اس کے ہونٹوں سے لپٹی بالوں کی لٹ کو پیچھے کرتے کہا تھا۔۔۔

اس کی انگلیاں درانہ کے ہونٹوں کو چھو گئی تھیں۔۔۔وہ کانپ گئی تھی۔۔۔

شیر داد نے اس لرزتی کانپتی لڑکی کو ایک بھرپور نگاہوں سے دیکھا تھا اور اس کے دونوں ہاتھوں پر اپنے لب رکھتا اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

"نورزئی قبیلے کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ ان کے سب سے بڑے دشمن قبیلے کے سردار کا دل بن چکی ہے۔۔۔"

اس کے کان میں بوجھل سرگوشی کرتا وہ ایک شوخ بے باک جسارت کرتے اس کے ہوش اڑا گیا تھا۔۔۔۔

وہ اس کی پناہوں میں لرز اٹھی تھی۔۔۔ مگر شیر داد نے اپنی گرفت مزید مضبوط کرتے اس نازک وجود کی کپکپاہٹ کو اپنے سینے میں سمیٹ لیا تھا۔۔۔

اس کا فون پھر سے بجنے لگا تھا۔۔۔ وہ بوجھل دل کے ساتھ درانہ کو اپنی گرفت سے آزاد کرتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔ اپنے نے پلٹ کر درانہ کو نہیں دیکھا تھا۔

اگر دیکھتا تو شاید جا نہ پاتا۔۔۔

درانہ کتنی ہی دیر وہاں کھڑی اس فسوں خیز قربت سے باہر آنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔۔۔اس کی سانسیں بھی اس لمحے اسے اجنبی معلوم ہو رہی تھیں۔۔۔

کچھ دیر بعد اس کی ملازمہ اندر آئی تھی۔۔جو اس کے ساتھ حویلی سے آئی ہوئی تھی۔۔۔

شیر داد نے اس کے گارڈز اور ڈرائیور کو وہاں بلوا لیا تھا۔۔۔وہ ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے بوجھل دل کے ساتھ واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔شیر داد کی گاڑی اب بھی وہاں کھڑی تھی۔۔۔

مگر وہ اسے دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔

درانہ کی سماعتوں میں اب بھی اس کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔

اس کا دل مضطرب ہونے لگتا تھا۔۔۔

اس دشمن جاں کی تمام ترکج ادائیوں کے بعد بھی وہ اس کے لیے

اپنے دل سے اس محبت کو نہیں نکال پائی تھی۔۔۔۔

جو اس کی جدائی میں کم ہونے کے بجائے مزید بڑھنے لگی تھی۔۔۔

اس کی بے باکیوں اور شدتوں کا تصور کرتے درانہ کا چہرا بے تحاشا

سرخ ہوا تھا۔۔۔۔اس کے چہرے پر اس لمحے قوس و قزح کے

رنگ چھائے ہوئے تھے۔۔۔

دل کی دھڑکنیں ابھی تک معمول پر نہیں آ رہی تھیں۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

دروازہ بند ہونے کی آواز سے خاجستہ نے نوریان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اب بھی وہیں کھڑا اسے گہری نگاہوں سے تکے جا رہا تھا۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟"

اس نے نرمی سے پوچھا تھا۔۔۔جبکہ خاجستہ کی نظریں اس کے ہاتھ سے بہتے خون کی جانب تھیں۔۔۔

بہت زیادہ خون بہہ رہا تھا۔۔۔خاجستہ کا دل تکلیف سے بھر گیا تھا۔۔اس کی بات کا جواب دیئے بغیر وہ آگے بڑھی تھی اور اپنے میڈیکل باکس سے سامان نکالنے لگی تھی۔۔۔

نوریان اس لڑکی کی سنگدلی پر ہولے سے مسکراتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"رکیں۔۔۔"

خاجستہ اسے جاتے دیکھ دانت پیستے اسے پکار گئی تھی۔۔

نوریان نے نگاہیں موڑ کر حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔وہ جنگلی بلی اسے روک رہی تھی۔۔

اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

"وہاں کھڑے کیا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔؟ بیٹھیں یہاں پر۔۔۔"

خاجستہ کو اس کے زخم کی فکر ہو رہی تھی۔۔ جو بالکل بھی اسکی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔۔

پورا خنجر بہہ گیا تھا اس کے ہاتھ میں۔۔۔۔

اور خون کی نکلتی دھاڑیں خاجستہ کے دل کو ہولا رہی تھیں۔۔

اس نے خفگی بھرے انداز میں نوریان کو گھورا تھا۔۔۔ جو اس کے کہنے پر وہاں رکھی ایک کرسی پر آن بیٹھا تھا۔۔

اس کی نگاہیں ایک لمحے کے لئے بھی خاجستہ کے اوپر سے نہیں ہٹی تھیں۔۔۔وہ اس وقت سی گرین کلر کے لباس میں ملبوس وائٹ کورٹ پہنے دوپٹہ سلیقے سے سر پر لیے سادگی میں بھی اپنی دلکشی کے ساتھ غضب ڈھاتی نوریان کو سیدھی اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس کی گہری پر تپش نگاہوں سے خائف ہوتی ہو اس کے قریب آئی تھی۔۔۔جو اس وقت سیاہ رنگ کے لباس میں اوپر وائٹ کوٹ پہنے بے پناہ سحر انگیز لگ رہا تھا۔۔ آغا سے لڑتے اس کے ماتھے اور گردن پر بھی چوٹیں آئی تھیں۔۔۔

اس کے ہونٹ سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔۔اس شخص کا وہ جنونی

انداز دیکھ خاجستہ کا دل ابھی بھی لرز رہا تھا۔۔۔اگر شیر داد بیچ میں

نہ آتا تو نوریان نے آج آغا کو جان سے مار دینا تھا۔۔۔

"ہاتھ آگے کریں۔۔"

اس نے اس کے قریب آتے کہا تھا۔۔۔چہرے کے معصوم

دلفریب نقوش میں خفگی واضح تھی۔۔۔جو اسے مزید حسین بنا رہی

تھی۔۔۔نوریان کے لیے نگاہیں ہٹانا محال ہوا تھا۔۔۔

اس نے نہایت ہی سعادت مندی کے ساتھ اپنا ہاتھ خاجستہ کے

سامنے کر دیا تھا۔۔

اس کی ہتھیلی کا زخم بہت گہرا تھا۔۔۔خاجستہ کے دل کو کچھ ہوا

تھا۔۔۔اس نے اپنی کانپتی انگلیوں سے نوریان کا ہاتھ تھاما

تھا۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے اس کا زخم صاف کرنے لگی تھی۔۔

اس کی ہتھیلیوں کے نرم گداز لمس پر نوریان کے چہرے کے

تاثرات ڈھیلے پڑنے لگے تھے۔۔۔وہ اس وقت کرسی پر ٹیک لگائے

شاہانہ انداز میں بیٹھا اس لڑکی کو سر سے پیر تک گھور رہا تھا۔۔۔

اور خاجستہ اس کی نگاہوں سے بری طرح پزل ہو رہی تھی۔۔

خاجستہ کا چہرا جھکا ہونے کی وجہ سے اس کے بالوں کی چند شدید لٹیں اس کے چہرے پر آن ٹھہری تھیں۔۔۔۔جو اسے کام کے دوران ڈسٹرب کر رہی تھیں۔۔۔

مگر اس سے بھی زیادہ وہ اس کے لبوں کو چھوتے نوریان کو بری طرح سے ڈسٹرب کر رہے تھے۔۔۔۔

نوریان نے ہاتھ بڑھایا تھا اور پورے استحقاق کے ساتھ اس کے بالوں کو سمیٹتے کان کے پیچھے کیا تھا۔۔۔اس کی انگلیاں خاجستہ کے چہرے اور کان کی لوح سے ٹکرائی تھیں۔۔۔

وہ اپنی جگہ کانپ گئی تھی۔۔۔

"آپ اپنی حد میں رہیں۔۔۔"

خاجستہ نے پیچھے کو سرکتے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ مگر اس شخص کی رعب دار شخصیت کا اثر ایسا تھا اس لمحے کے خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

وہ ٹھوڑی کے اوپر ہتھیلی رکھے اپنی مقناطیسی نگاہوں کے ساتھ نہایت فرصت سے اس کے چہرے کا طواف کر رہا تھا۔۔۔ جیسے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہتا ہو۔۔۔

"میری حد کیا ہے۔۔۔؟؟"

اس کی اعنابی ہونٹ ہلے تھے۔۔۔وہ آگے ہوا تھا اور خاجستہ گھبرا گئی تھی۔۔۔

اس کی گرم سانسیں خاجستہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔۔

"اپنی اس بیوی سے پوچھیں۔۔۔جو اس وقت آپ کی بانہوں میں تھی۔۔۔میرے لیے آپ اب کچھ نہیں ہیں۔۔۔"

خاجستہ نے جل کر کہا تھا۔۔۔جب اس کی بات پر نوریان کے لبوں پر ہلکی سی مسکان ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

"اس کا نام کاشفہ ہے۔۔۔"

نوریان نے اس کو وارفتگی بھری نگاہوں سے دیکھتے بتایا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں جاننا اس کے بارے میں کچھ بھی۔۔۔"

وہ تپ کر بولی تھی۔۔اس کا دل اس پل جلنے لگا تھا۔۔۔

"اسے پناہ دینے کی خاطر میں نے اس سے نکاح کیا۔۔۔وہ بہت غیر محفوظ تھی۔۔۔اس کو کچھ وقت کے لیے۔۔۔"

نوریان نے اسے بتانا شروع کیا تھا۔۔ مگر خاجستہ نے اس کے ہاتھ پر بینڈ تیج لگاتے اس کو سرخ نم آلود آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

"تو میرا شک ٹھیک تھا۔۔۔وہ واقعی آپ کی بیوی ہی ہے۔۔۔اور اس کی خاطر آپ نے مجھے اپنی زندگی سے نکال دیا۔۔۔

مجھے لگا تھا آپ اچھے ہیں اور میں آپ کے ساتھ غلط کر رہی ہوں۔۔۔مگر وہ ایک نمبر کے دھوکے باز انسان ہیں۔۔

آپ نے چھپ کر نکاح کیا اور مجھے بتانا بھی گوارہ نہیں کیا۔۔۔اس لیے کیونکہ وہ کے نزدیک میری کوئی اہمیت تھی ہی نہیں۔۔۔مجھے بتانا نہ بتانا ایک برابر تھا آپ کے لیے۔۔۔"

خاجستہ اس کے نکاح کا سن کر پاگل ہو چکی تھی۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس مغرور انسان کی جان لے لے۔۔۔اس

سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ اس شخص پر کوئی اور لڑکی بھی اس کے جتنا حق رکھتی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔ اس نے اٹھ کر وہاں سے جانا چاہا تھا۔۔۔ مگر نوریان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔

"پوری بات تو سن لیں۔۔۔۔"

اس نے خاجستہ کے لال پڑتے چہرے کو گہری دلچسپی بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

"نہیں سننی۔۔۔۔ اسی کو جا کر سنائیں سب۔۔۔۔ آپ اس دن کہہ رہے تھے نا کہ آپ کو اپنی بیوی سے سکون چاہیے۔۔

جو اگر میں نہ دے سکی تو آپ اور کہیں سے لے لیں گے۔۔

اب سمجھ آ رہی ہے مجھے۔۔۔ آپ کو جو دن اور رات غائب رہتے تھے۔۔

وہ اسی کی پناہوں میں گزرتی تھیں۔۔۔ تو جائیں ابھی بھی اسی کے پاس۔۔۔۔ وہی سکون دے گی آپ کو۔۔۔"

خاجستہ زخمی شیرنی بنی پاگل ہو چکی تھی۔۔۔۔ وہ اس پر چیختے ہوئے اس سے کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے مسلسل بولے جا رہی تھی۔۔۔

جب نوریان اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔اور دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

خاجستہ کو لگا تھا کہ وہ غصے سے اٹھ کر جا رہا ہے۔۔۔مگر اس نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا تھا۔۔اور دروازے سے درمیان لگے مردپر لگا کپڑا آگے کر دیا تھا۔۔

اس کے تیور اس لمحے بے پناہ سنگین تھے۔۔۔

وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔خاجستہ کی سانسیں منتشر ہوئی تھیں۔۔اس کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

"اس پوری دنیا میں ایک ہی لڑکی ہے۔۔۔۔ جس کا قرب اور لمس مجھے سکون دے سکتا ہے۔۔۔

مگر میں ہمیشہ اسے مہلت دیتا رہا۔۔ کیونکہ مجھے لگتا تھا وہ نازک لڑکی میرا جنون برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اس پر پورا حق رکھنے کے باوجود۔۔۔۔ اس کے بہت بار قریب ہونے کے باوجود میں نے اسے مہلت دی۔۔۔

مجھے لگتا تھا وہ میرے جذبات کا بپھرا طوفان جھیل نہیں پائے گی۔۔ مگر مجھے اب اپنی اس غلطی کا احساس ہو رہا ہے۔۔۔۔ میں نے غلط

کیا۔۔۔پہلے ہی دن اسے بتا دینا چاہیے تھا کہ وہ نوریان خان نورزئی کے لیے کتنی انمول ہے۔۔

اس کی زندگی کی وہ بن مانگے دعا ہے۔۔۔جس کی تمنا ہمیشہ اس کے دل نے کی۔۔۔۔

مگر اسے کبھی مانگا نہیں کیونکہ جانتا تھا۔۔۔۔کہ وہ دشمن کی بیٹی ہے۔۔۔میرے پاس ان اس کے لیے تکلیف کا باعث ہو گا۔۔۔"

وہ چلتا ہوا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔اور خاجستہ دھڑکنے دل کے ساتھ الٹے قدموں پیچھے ہوتی دیوار کے ساتھ جا لگتی۔۔۔۔اس کی بات پر بے یقینی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اس کے قریب آکر چند انچ کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔اس نے خاجستہ کے قریب دیوار پر اپنی ہتھیلیاں جمائی تھیں۔۔۔جو دیوار سے لگی اس پل تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔

"فف فاصلے پر رہ کر بات کریں۔۔۔"

اس نے کانپتے لہجے میں کہا تھا۔۔۔اس کی ہتھیلیاں نوریان کے سینے پر آن ٹھہری تھیں۔۔۔

دوران کی آنکھوں میں جو جذبات کا طوفان تھا اس پل۔۔۔

خاجستہ کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

جب اگلے ہی لمحے نوریان نے اس کی دونوں کلائیوں کو پکڑ کر دونوں اطراف دیوار سے لگایا تھا۔۔۔

اور اس کی کپکپاتی گداز گلابی پنکھڑیوں کی کپکپاہٹ کو اپنے لبوں میں قید کر گیا تھا۔۔ خاجستہ کو اس عمل کی توقع نہیں تھی۔۔۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں ناقابلِ یقین حد تک پھیل گئی تھیں۔۔۔

اس شخص کے لمس کی شدت اتنی تھی کہ خاجستہ کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔۔اس کا پورا وجود لرزنے لگا تھا۔۔ وہ اپنی جگہ سے لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔

وہ شخص اپنا جنون سانسوں کے راستے اس کے انڈر انڈیلتا اس کی حالت غیر کر گیا تھا۔۔۔

وہ اسے سانس لینے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے اندر اپنی شدتیں انڈیلتا اسے باور کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ کہ یہ نازک وجود ہی اس کے سکون کا مرکز تھا۔۔۔

خاجستہ کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسے لگا تھا اس کے دل کو کچھ ہو جائے گا۔۔۔

اس شخص کی مونچھوں کی بے رحمی اس کی جان نکال رہی تھی۔۔۔ اس کے کانپتے ہاتھوں نے مزاحمت کرنا چاہی تھی۔۔۔

جب وہ اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتا انہیں وہیں ساکت کر گیا تھا۔۔۔

اگلے چند لمحوں بعد اسے اپنا کوٹ کندھوں سے سرکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

خاجستہ شرم سے دوہری ہوتی خود میں سمٹ گئی تھی۔۔۔

"مجھے اب لگ رہا ہے۔۔۔ سب سے بڑا ظلم تو میں نے خود اپنے آپ پر کیا ہے۔۔۔

دسترس میں ہوتے ہوئے اس حسین وجود کو مہلت دے کر۔۔۔

اور خود سے دور رکھ کر۔۔۔"

اس کی مخمور بھاری بے باک سرگوشی خاجستہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔وہ شرم سے دوہری ہوتی اس کی جانب دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

اسے روکنا تو دور کی بات تھی۔۔۔وہ شخص اس کی ٹھوڑی کو چھوتا اپنی گستاخ لبوں کو نیچے سرکا گیا تھا۔۔۔

اور جیسے ہی ان دہکتے آگ اگلتے لبوں نے اس کی گردن کی حساس جلد کو چھوا۔۔۔

خاجستہ اس کی بے باکی پر تڑپ گئی تھی۔۔۔اس کے لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی تھی۔۔۔۔

اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

"نوریان۔۔۔"

اس نے اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔۔۔ اس شخص کی مونچھوں کا احساس جیسے ہی اسے اپنے کندھے پر ہوا اس کی جان نکل گئی تھی۔۔۔

اس نے نوریان کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا تھا۔۔۔

"میں مر جاؤں گی۔۔۔۔"

خاجستہ کے کانپتے لبوں سے یہ لرزتے الفاظ نکلے تھے۔۔۔

نوریان کے خوبرو نقوش میں مسکراہٹ گھل گئی تھی۔۔۔۔اس نے خاجستہ کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑا تھا اور اس کا چہرا اپنے قریب تر کر لیا تھا۔۔۔

"اگر میں نے مزید اپنے جذبات پر بندھ باندھا۔۔۔۔تو میں مر جاؤں گا ظالم لڑکی۔۔۔۔"

اس نے خاجستہ کی آنکھوں میں جھانکتے خمار آلود بوجھل لہجے میں کہا تھا۔۔

اس شخص نے لبوں سے ابھی تک اقرار نہیں کیا تھا۔۔ مگر اس کے

ہر ہر انداز سے اس کی محبت اور دیوانگی واضح جھلک رہی تھی۔۔۔

وہ جو شدت سے اور محبت سے اسے چھو رہا تھا۔۔۔ خاجستہ کے

وجود کا ہر حصہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا۔۔۔

یہ چند لمحوں کی راحت کے لیے نہیں تھا۔۔۔ یہ روح کا وہ سکون تھا

جو اس شخص کو صرف وہی لڑکی دے سکتی تھی۔۔۔۔

خاجستہ کا دل لرز رہا تھا۔۔۔ اگر یہ شخص اس سے اتنی محبت کرتا

تھا تو اسے بتاتا کیوں نہیں تھا۔۔

اسے خود سے دور کیوں کیا تھا۔۔۔ وہ لڑکی کون تھی۔۔۔۔

اس نے نکاح کرنے کی کیا وجہ تھی۔۔۔

"میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔ آنے والے وقت کا کوئی بھروسہ نہیں۔۔۔ میں رہوں نہ رہوں۔۔۔۔

نوریان خان نورزئی کا سچ صرف خاجستہ مہمند ہے۔۔۔

اس دل نے اگر کسی کی خواہش کی ہے۔۔۔ کسی کے لیے تڑپا ہے۔۔۔ اور کسی کو اپنا بنانے کے لیے پاگل رہا ہے تو وہ صرف تم ہو۔۔۔۔ کاشفہ سے میرا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔

اسے اگر میں اس وقت پناہ نہ دیتا تو بہت سارے لوگوں کی زندگیاں اس کے ساتھ برباد ہو جاتیں۔۔۔

اس نکاح کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔۔۔اس لیے میں نے تمہیں نہیں بتایا۔۔۔

وہ میرے پاس کسی کی امانت تھی۔۔۔جواب اس انسان کے پاس واپس لوٹ چکی ہے۔۔۔"

نوریان نے اسے اپنے حد تک تفصیل بتائی تھی۔۔۔۔جواب بھی اس سے خفا تھی۔۔۔

"کوئی اور بھی نکاح کر سکتا تھا اس سے۔۔۔۔ آپ نے ہی کیوں کیا۔۔اور اس کے ساتھ کمرے میں اکیلے کیا کر رہے تھے۔۔؟

آپ کو لگتا ہے میں بے وقوف ہوں۔۔۔ آپ کی باتوں میں آجاؤں گی۔۔۔

سردار ہونگے اپنے قبیلے والوں کے لیے۔۔۔۔ میں نہیں ڈرتی آپ سے۔۔۔ جو آپ کی باتوں میں آکر کسی کو بھی آپ کے ساتھ قبول کرلوں گی۔۔۔

آپ پر صرف میرا حق ہے۔۔۔ پھر کوئی دوسری، تیسری بیچ میں کیسے آسکتی ہیں۔۔۔

بہت شوق ہے نا آپ کو پناہیں دینے کا۔۔۔ تو جائیں آپ کے قبیلے میں بہت ساری لڑکیاں لاوارث بیٹھی ہیں۔۔۔

ان سب سے نکاح کر کے ان سے اپنی خواہشیں پوری کریں۔۔۔

میرے پاس مت آئیں۔۔۔۔مجھے ایک بٹا ہوا انسان نہیں

چاہیے۔۔۔"

خاجستہ اس کی وضاحت سن کر بھی یہ بات قبول نہیں کر پا رہی

تھی

۔۔۔۔

اس نے نوریان کی گرفت سے خود کو نکال لیا تھا۔۔۔جو سرخ

آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

"ایک بیوی کا سن کر تم اس حال کو پہنچ گئی ہو۔۔۔ تین چار کر لیں تو

تم نے بالکل پاگل ہو جانا ہے۔۔

مجھے اپنے بچوں کی ماں اور اپنے قبیلے کی سردارنی بالکل صحت مند

چاہیے۔۔۔

اتنی کمزور کیوں ہو گئی ہو۔۔۔ میری جدائی میں کھانے سے بھی

دشمنی کرلی ہے۔۔۔"

وہ اس کی تلخ باتوں کو نظر انداز کرتے بولا تھا۔۔۔ وہ اسے جنتی

بھی وضاحتیں دے دیتا۔۔۔ یہ لڑکی اس کی بات سمجھنے والی نہیں

تھی۔۔۔

وقت آنے پر ہی سب کچھ نارمل ہونا تھا۔۔۔

اس کی گہری بے باک نگاہوں کو اپنے اوپر اٹھتا دیکھ خاجستہ کی

سانسیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔

"جائیں یہاں سے۔۔۔مجھے بات نہیں کرنی۔۔۔۔"

وہ تڑخ کر بولی تھی۔۔۔

"دیکھ لو۔۔۔ایسے نہ ہوں چلا جاؤں اور پھر کبھی نہ لوٹوں۔۔۔۔"

اس نے دور جاتی خاجستہ کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے پھر سے

اپنے قریب کھینچ لیا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ کا مضبوط پر تپش لمس خاجستہ کو اپنے پہلو پر محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ کانپ گئی تھی۔۔۔

اس کی بات پر خاجستہ نے نم آلود آنکھوں سے اس کو تکا تھا۔۔۔

"یہ دل بس یہ سننے کا تمنائی ہے کہ کیا میری یہ پیاری اور تھوڑی جنگلی سی سردارنی محبت کرتی ہے مجھ سے۔۔۔۔"

اس نے خاجستہ کی ٹھوڑی کو تھام کر اس کا چہرا اوپر اٹھاتے پوچھا تھا۔۔۔۔اس کی پلکیں لرز اٹھی تھیں۔۔

اس کی گستاخ انگلیاں خاجستہ کو اپنی شہہ رگ پر محسوس ہوئی تھیں۔۔اس کی گرم سانسیں خاجستہ کے کان کی لوح کو سلگا گئی تھیں۔۔۔

اس شخص کے ہر ہر انداز سے اس کی دیوانگی واضح ہو رہی تھی۔۔۔ خاجستہ کی دھڑکنیں اس پل شدت سے اس شخص کا نام گنگنانے لگی تھیں۔۔۔

مگر وہ اس سے خفا تھی۔۔۔وہ اگر تڑپ رہی تھی۔۔۔تو پھر اسے کیوں سکون ملتا۔۔۔

وہ اسے ہرگز اپنے دلی جذبات بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

"نہیں کرتی۔۔۔نہ کبھی کروں گی۔۔۔اسی سے کہیں محبت

کرے۔۔۔جسے اس دن اسے اپنے پاس بیٹھار کھا تھا۔۔۔"

وہ اس کی جانب دیکھتے ناراضگی سے بولی تھی۔۔۔

نوریان مسکرایا تھا۔۔۔مگر اس کی مسکراہٹ میں کچھ ایسا تھا کہ

خاجستہ کا دل انجانے احساس سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

"سوچ لو۔۔۔ایسے نہ ہو بعد میں اس سنگدلی پر پچھتانا

پڑے۔۔۔"

اس نے خاجستہ کے بالوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے

بوجھل لہجے میں کہا تھا۔۔۔

"جب کچھ ہے نہیں تو میں کیوں کہوں۔۔۔"

اس کی خفگی برقرار تھی۔۔جب نوریان نے جھک کر اس کے لبوں کو بہت نرمی سے چھوا تھا۔۔۔

خاجستہ نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔اس کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

"اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا۔۔۔تم نوریان خان نورزئی کے لیے بہت اہم ہو۔۔۔اگر زندگی نے مہلت دی تو تمہیں ضرور بتاؤں گا کہ تم میرے لیے کیا ہو۔۔۔"

اس نے خاجستہ کی سانسوں کو چھوتے بوجھل سرگوشیانہ لہجے میں کہا تھا اور پھر وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

خاجستہ کتنی ہی دیر اس جگہ کو تکتا رہا تھا۔۔۔ جہاں سے وہ گزرا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی۔۔۔ اس کے دل کی بے قراری بڑھ گئی تھی۔۔۔ عجیب سی گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔۔

نجانے کیا ہونے والا تھا۔۔۔ وہ ایسے کیوں بول کر گیا تھا۔۔۔۔ کیا پھر سے کسی دشمنی کا آغاز ہو رہا تھا۔۔۔ کیا اب اس دشمنی کے طوفان میں سب ختم ہونے والا تھا۔۔۔

اس کا دل ہول رہا تھا۔۔۔ کسی احساس کے تحت وہ تیزی سے اس شخص کے پیچھے گئی تھی۔۔۔ اس کا دل اسے ملامت کر رہا تھا کہ وہ اس کو وہ کہہ دے۔۔۔۔ اسے اپنے دل کی کیفیت بتا دے۔۔

اس کی تڑپ کچھ کم کر دے۔۔۔۔ مگر جب تک وہ باہر آئی نوریان کی گاڑیاں اسے ہاسپٹل کے گیٹ سے نکلتی دکھائی دی تھیں۔۔۔۔

وہ جا چکا تھا۔۔۔۔

"یہ بندہ کون تھا خاجستہ۔۔۔۔ کیا پرسنالٹی ہے یار۔۔۔؟؟ میں تو صرف تمہارے بھائی سے متاثر تھی۔۔۔ مگر لگتا ہے تمہاری وادی کا ہر دوسرا امرد کی اتنا گڈ لکنگ ہے۔۔۔۔۔

اپنے بھائی کے میرڈ ہونے کا بتا کر تو تم نے دل توڑ دیا۔۔۔اب اسی کا نمبر دے دو۔۔۔

کیا رعب دار قسم کی شخصیت ہے۔۔۔نگاہیں ہٹانا مشکل ہو رہی تھیں۔۔۔"

وہ ابھی وہیں کھڑی تھی جب اس کی کولیگ بینش اس کے پاس آتے شوخی سے بولی تھی۔۔۔

خاجستہ نے تن بدن میں جیسے آگ لگ گئی تھی۔۔۔اس شخص کے ساتھ وہ کسی کا تصور بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اس لڑکی کو دیکھ کر اس کا برا حال ہوا تھا۔۔

اور اب۔۔۔اب بینش کی باتوں پر وہ جل گئ تھی۔۔۔

"ایسا سوچنا بھی مت۔۔۔۔شوہر ہیں وہ میرے۔۔۔۔اور میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ان پر صرف میرا حق ہے۔۔

وہ صرف میرے ہیں۔۔۔"

وہ غصے سے چلا اٹھی تھی بینش پر۔۔۔۔اس کا انداز انتہائی بے چینی بھرا تھا۔۔۔۔وہ لڑکی جو ہمیشہ سب سے بہت نرمی سے بات کرتی تھی۔۔۔اس کا اتنا غصہ دیکھ وہاں سب حیران رہ گئے تھے۔۔۔

وہ واپس پلٹ گئ تھی۔۔۔۔بینش شرمندہ سی اس کے پیچھے گئ تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آغا واپس آگیا ہے۔۔۔؟؟ یہ کب ہوا اور ہمیں کیوں نہیں پتا چلا۔۔۔"

گل خان نورزئی کو جب سے اس بات کی خبر ملی تھی۔۔۔

ان کو کسی صورت سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔ ان کی بے چینی اور پریشانی دیکھ باقی سب بھی بہت فکر مند تھے۔۔۔ اس وقت ہر دل عجیب سی کیفیت میں گھرا ہوا تھا۔۔

کچھ ہو جانے کا خوف ہر دل پر منڈلا رہا تھا۔۔۔

وہ گھٹیا انسان خاجستہ تک پہنچ گیا تھا۔۔یہ خبر صرف مہمندوں کے لیے ناگواری اور غصے کا باعث نہیں تھی۔۔بلکہ نورزئی حویلی میں بھی اس وقت غضبنا کی کا عالم تھا۔۔

درانہ جس نے آغا کو آج پہلی بار دیکھا تھا۔۔مگر اس انسان کے گھٹیا پن کی ساری خبر تھی اسے۔۔۔

اسے اب سمجھ آیا تھا کہ نوریان اور شیر داد اس شخص پر اتنی نفرت کیوں ظاہر کر رہے تھے۔

آغا کوئی غیر نہیں گلالئی کے مرحوم شوہر آغا سرمد ولی کا بھتیجا تھا۔۔۔ آغا خاندان حیثیت اور طاقت میں ہمیشہ نورزئیوں اور مہمندوں سے کم رہے تھے۔۔۔

باقی سب خاندانوں کی طرح انہوں صبر شکر سے اپنی زندگی گزارنے کے بجائے اپنے دلوں میں ایسا بغض پال لیا تھا کہ اس خاندان کے مردوں خاص کر آغا اسفندیار کے چچا اور باپ نے ہمیشہ اس اقتدار کی خواہش کی تھی۔۔۔

ان دونوں قبیلوں میں دشمنی کا آغاز بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔۔۔وہ مسلسل کئی عرصے سے دونوں خاندانوں میں شر پھیلا کر انہیں ایک دوسرے کی خلاف بھڑکاتے رہے تھے۔۔۔

یہاں تک کہ وہ دشمنیاں اس خطرناک حد کو پہنچ گئی تھیں کہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کا نام سننا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔۔۔ان کے سرداروں کے دلوں میں بھی خوب نفرت بھری گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں طرف گھسے رہے تھے۔۔۔اور دونوں طرف آگ لگاتے رہے تھے۔۔۔

وہ اپنی سازش میں کامیاب ہو جاتے اگر نوریان کے والد اور اس وقت کے قبیلے کے سردار ایاز خان نورزئی کو اپنے ایک وفادار آدمی کے ذریعے ان کی سچائی پتا نہ چلتی تو۔۔۔

وہ یہ دشمنی کبھی بھی نہیں چاہتے تھے۔۔ جب انہیں پتا چلا کہ اصل مجرم کوئی اور ہے۔۔ تو انہوں نے اسی وقت اس وقت کے مہمند قبیلے کے سردار اور عبداللہ خان مہمند کے بڑے بھائی فیروز خان مہمند سے ملاقات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

وہ ان کو بتانا چاہتے تھے کہ اصل سازش کیا ہو رہی تھی دونوں قبیلوں کے خاتمے کی خاطر۔۔۔

ان دونوں کی اس ملاقات کی خبر آغا خاندان کو ملی تھی۔۔۔ جس نے ان کو اس امن پسند ملاقات پر آگ لگادی تھی۔۔۔ انہوں نے فوری طور پر دونوں قبیلوں کے لوگوں میں ان کے سرداروں کے خلاف یہ بات پھیلادی تھی کہ وہ آپس میں ملے ہوئے ہیں۔۔۔ اور اپنے لوگوں کو بے وقوف بناکر ان کی زندگیوں کا سودا کر رہے ہیں۔۔۔

اس وقت جو سونامی تورغر وادی میں آئی تھی۔۔۔ وہ بہت ساری زندگیوں کو نگل گئی تھی۔۔۔

فیروز خان مہمند نے آغا خاندان کے مردوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔۔۔وہ ایسے شر پسند لوگوں کا وجود اس وادی میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔

گلالئی کا شوہر آغا سرمد اور ان کے بیٹے سر عام قتل کر دیئے گئے تھے۔۔۔ان کے بیٹوں کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔مگر فائرنگ کے دوران وہ بیچ میں آئے تھے اور اپنی جان گنوا بیٹھے تھے۔۔۔

یہ قتل عبداللہ خان مہمند کے ہاتھوں ہوئے تھے اور گلالئی نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

جہاں دونوں قبیلوں میں دشمنیاں ختم ہو رہی تھیں۔۔۔وہیں مزید بڑھ گئی تھیں۔۔۔۔۔

آغا فیروز بھائی کے قتل کا سن کر پاگل ہو گیا تھا۔۔۔اس نے دونوں سرداروں کی ملاقاتی محفل میں جاکر ان کے وفاداروں کو خرید کر مروا دیا تھا۔۔۔

دونوں سرداروں کے سب سے قریبی ساتھی ان سے دغا کر گئے تھے۔۔۔وادی تورغر میں جیسے قہرام مچ گیا تھا۔۔۔

وادی کے لوگوں نے آغا خاندان کے گھر جلا دیئے تھے۔۔۔جن میں ان کی عورتیں تک اس آگ میں جھلس کر مر گئی تھیں۔۔۔

آغا فیروز بہت مشکل سے اپنے بیٹے اسفندیار کو وہاں سے نکال پانے میں کامیاب ہوئے تھے۔۔۔

باقی پورا خاندان اس آگ میں جھلس کر مر گیا تھا۔۔ آغا خاندان کو خاتمے کے بعد بھی اس وادی میں سب بہت برے الفاظ میں یاد کرتے تھے۔۔۔ ان کی قبریں بھی اس وادی سے باہر بنائی گئی تھیں۔۔۔

سب یہ بھی جانتے تھے۔۔۔ کہ آغا اسفندیار زندہ ہے۔۔ اور وہ جب بھی لوٹے گا۔۔۔

وادی میں تباہی بن کر ہی آئے گا۔۔۔اس کے بہت سارے ساتھی جو اب بھی اس وادی میں موجود تھے۔۔ان میں سے کچھ اس وقت کے دونوں سرداروں کے نہایت قریبی جگہوں پر تھے۔۔۔

تاریخ اب پھر سے وہ بھیانک واقعات دوہرانے کے درپر تھی۔۔۔

آج پھر بہت عرصے بعد دونوں قبیلوں کے سردار ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے تھے۔۔۔

ان کے بڑوں نے وادی میں امن اور سلامتی کا جو خواب دیکھا تھا۔۔ وہ اب وہ دونوں پورا کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

جس کے لیے ان کی زندگی کو بہت بڑا خطرہ لاحق تھا۔۔۔ ان دونوں کے درمیان یہ معاہدہ بہت وقت سے چل رہا تھا۔۔۔

جس کی خبر آغا تک پہنچ چکی تھی۔۔۔ اور اس کے بعد ہی وہ واپس لوٹا تھا۔۔۔ اس کا واپس لوٹنا بہت ضروری تھا۔۔۔

شیر داد اور نوریان اپنی وادی پر منڈلاتے اس کالے سائے کو ختم کرنا چاہتے تھے۔۔۔ ان کے لیے صرف آغا کو ختم کرنا مشکل نہیں تھا۔۔۔ مگر وہ اپنے اندر چھپے اپنے غداروں اور آغا کے ان وفاداروں کو ڈھونڈنا چاہتے تھے۔۔۔

جو ان کی ایک ایک خبر آغا تک پہنچا رہے تھے۔۔۔

شیر داد اور نوریان دونوں ایک ساتھ مل کر کام کر رہے تھے۔۔۔۔

اس بات کی خبر ان کے قریبی ساتھیوں سے لے کر ان کے گھر

والوں کو بھی نہیں تھی۔۔۔

ان دونوں نے بظاہر اپنی بیویوں سے تعلقات ختم کر کے اُنہیں

واپس اپنے قبیلوں بھیج کر واپس دشمنی کا آغاز ہی اسی وجہ سے کیا تھا

تاکہ آغا اور اس کے لوگوں کو گمراہ رکھ سکیں۔۔۔

مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آغا بہت جلد بات کی تہہ تک پہنچنے والا

تھا۔۔۔۔

اس سب میں ان دونوں کی زندگیوں کو بہت بڑا رسک تھا۔۔ مگر اپنے پیاروں کے لیے وہ یہ انتہائی قدم اٹھا چکے تھے۔۔۔

اگر گھر کے لوگوں کو یہ خبر ہو جاتی تو وہ اُنہیں روکنے کی کوشش کرتے اور بات نکل سکتی تھی۔۔۔ اس لیے انہوں نے کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

آج ہونے والی ملاقات پھر سے وادی تورغر میں امن کا باعث بننے والی تھی یا پھر سے تاریخ کو دوہرا کر بہت بڑی تباہی کا باعث بننے والی تھی۔۔۔۔ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

شیر داد خان مہمند اور نوریان خان نورزئی اپنی اپنی حویلیوں سے نکل چکے تھے۔۔۔۔

ان کے نکلنے کے بعد دونوں حویلیوں کے سبھی افراد کو سختی سے حویلی میں ہی رہنے کی تلقین کی گئی تھی۔۔۔وہ کسی قسم کی کوئی کمزوری اپنے راستے میں نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔۔۔

ان کے جانے کے بعد یہ خبر دونوں حویلیوں کو پتا چلی تھی اور وہاں اس وقت سناٹے کا ماحول چھایا ہوا تھا۔۔۔

"اللہ جی میرے بیٹے کی حفاظت کیجیے گا۔۔۔سالوں پہلے ایسی ہی ایک جنگ میں۔۔میں نے اپنا شوہر کھو دیا تھا۔۔۔

مگر اب اپنے بیٹے کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں۔۔۔

میرے مولا مجھ سمیت تمام ماؤں کی گود سلامت رکھنا۔۔۔ کسی کے بیٹے کو کچھ نہ ہو۔۔۔۔ میرے نوریان کے ساتھ ساتھ میرے شیر داد کی بھی حفاظت کرنا میرے رب۔۔۔

وادی تورغر کو اپنے دونوں سرداروں کی ضرورت ہے۔۔۔ کسی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

زرغونہ بیگم کی سسکیاں پوری نورزئی حویلی میں گونج رہی تھیں۔۔۔ درانہ نے اُنہیں بتایا تھا کہ شیر داد خان مہمند نے کیسے اس

کا وہاں خیال رکھا تھا۔۔۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔۔

وہ بے پناہ محبت کرتی تھی اس سے۔۔۔۔ درانہ کی بہت ساری باتوں نے اس حویلی کے لوگوں کے دلوں کو مہمند خاندان اور خاص کر شیر داد مہمند کے لیے موم کر دیا تھا۔۔

اس نے مہروز بیگم کے نارواں سلوک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔ نہ وہ بتانا چاہتی تھی اور دلوں کو میلا کرنا چاہتی تھی۔۔۔ جب وہ خود ان کو معاف کر کے آئی تھی۔۔۔

مگر اس وقت تو اس کا دل لرز رہا تھا۔۔۔۔ اسے اب سمجھ آیا تھا کہ وہ اسے بار بار واپس نہ لوٹ کر آنے کی بات کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔۔ اس سب کی وجہ سے۔۔۔۔

درانہ کا دل اس وقت اپنے شوہر اور اپنے اکلوتے بھائی کی سلامتی کے لیے دعا گو تھا۔۔۔

سب پریشان تھے۔۔۔ سب کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ مگر اس وقت جو حالت درانہ اور خاجستہ کے دل کی تھی۔۔ ان دونوں کے سوا ان کا درد کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔

خاجستہ کو جب سے یہ ساری بات پتا چلی تھی وہ مہروز بیگم کے سینے سے لگی بری طرح سے سسک رہی تھی۔۔۔۔

نوریان سے ہوئی آخری ملاقات اسے مزید تڑپا رہی تھی۔۔۔۔

"مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔مجھے بتاتے میں روک لیتی۔۔۔۔میں کبھی نہ جانے دیتی اس خطرے میں۔۔۔۔

آپ اور شیر داد لالہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔۔۔اس وقت کیوں نہیں اس بات پر دھیان دے پائی میں۔۔۔

جب شیر داد لالہ نے آگے بڑھ کر نوریان کو پکارا تھا اور آغا کو ان سے آزاد کروایا تھا۔۔۔

دو لوگ جو نفرت کرتے ہوں۔۔۔ وہ ایسے تو ایک دوسرے کی فکر نہیں کرتے۔۔۔ اس کا مطلب یہ سب بہت پہلے سے چل رہا تھا۔۔۔ اوہ خدایا میں نے نوریان کو حملے کے حوالے سے کتنا برا بھلا کہا۔۔۔

کیسے کیسے تلخ جملے کہے۔۔۔۔"

خاجستہ اس وقت بہت زیادہ تڑپ اور پچھتاوے کا شکار تھی۔۔۔۔

اس کو کاشفہ کا خیال بھی بھول چکا تھا۔۔۔ اسے تو رہ رہ کر وہ آنکھیں یاد آرہی تھیں۔۔۔۔ جو حسرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے منتظر تھیں کہ وہ اس سے محبت کا اظہار کرے۔۔۔

مگر وہ بہت سنگدل نکلی تھی۔۔۔۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا۔۔۔

اس کا دل اس پل اذیت کی انتہا پر تھا۔۔۔

اس کا جان سے عزیز بھائی اور اس کی روح کا مکین۔۔۔ جس کے بغیر اب زندگی ادھوری اور بے معنی لگتی تھی۔۔۔۔ دونوں اس وقت خطرے کی انتہا پر تھے۔۔۔۔

وہ ان کی سلامتی کی دعا کے علاؤہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

مہمند حویلی میں بھی سب لوگ اس وقت انگاروں پر بیٹھے تھے۔۔۔۔ عبداللہ خان مہمند کو بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کے پیچھے جانا چاہتے تھے۔۔۔

"نوریان نے اس دن شیر داد پر حملہ نہیں کیا تھا۔۔۔اللہ تیرا شکر ہے تو نے میرے ہاتھوں بہت بڑا نقصان ہونے سے بچا لیا مجھے۔۔۔"

عبداللہ خان مہمند کو آج پہلی بار خاجستہ نے اس طرح نوریان کے حوالے سے بولتے دیکھا تھا۔۔۔

دونوں سردار ایک ہوئے تھے تو دونوں قبیلوں کے دلوں میں بھی اب گنجائش نکلنے والی تھی ایک دوسرے کے لیے۔۔۔

خاجستہ نے درانہ کو کال کی تھی۔۔۔وہ بھی بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔۔

جب اسی لمحے گولیوں کی خوفناک گونج انہیں حویلی کے باہر سنائی دی تھی۔۔۔۔۔اور خاجستہ کو فون پر دوسری طرف سے بھی ایسی ہی آواز آئی تھی۔۔۔

آغا نے ان دونوں کو کمزور کرنے کے لیے ان کے لوگوں میں چھپے اپنے آدمیوں سے یہ حملہ کروایا تھا۔۔۔ تاکہ اپنے پیاروں کی جان خطرے میں دیکھ وہ بوکھلا جائیں اور پھر سے نقصان اٹھائیں۔۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ دونوں پہلے ہی سے سارے انتظامات کر کے گئے تھے۔۔۔ جیسے ہی حویلی کی حفاظت پر تعینات کچھ

غداروں نے باقی لوگوں کو مار کر حویلی کے اندر گھسنے کی کوشش کی۔۔۔۔

ارد گرد پہاڑوں میں سینکڑوں کے لحاظ سے چھپے قبیلے کے لوگوں نے ان غداروں پر فائرنگ کھول دی تھی اور ان کو وہیں مار گرایا تھا۔۔۔ قبیلے والے اس بار آغا کے شر پسندوں کی باتوں میں نہیں آئے تھے۔۔۔

وہ بھی تھک چکے تھے ان دشمنیوں سے۔۔۔۔ وہ بھی اب اپنے بچوں کے لیے امن و سلامتی چاہتے تھے۔۔۔۔

دونوں حویلیوں کو تو غداروں سے محفوظ کروالیا گیا تھا۔۔۔ مگر اس کے تھوڑے وقت بعد جو ہولناک خبریں دونوں قبیلوں میں گردش کرنے لگی تھیں اس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

جس مقام پر نوریان اور شیر داد نے امن کے معاہدے پر سائن کرنا تھا۔۔۔ وہاں آغا نے بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو لے جاتے حملہ کر دیا تھا۔۔۔

قبیلے کی کچھ عورتوں کو اس کے یرغمال بنا رکھا تھا۔۔۔ جن کو بچانے کی خاطر ان دونوں گروہوں میں بہت بڑی جھڑپ ہوئی تھی۔۔۔۔ شیر داد بہت شدید زخمی تھا۔۔۔

اور نوریان کے شہید ہو جانے کی خبریں پوری وادی تورغر پر سوگواریت کی چادر اوڑھا گئی تھیں۔۔۔۔ ہر طرف جیسے قہرام مچ گیا تھا۔۔۔۔ شیر داد کو فوری ہاسپٹل لے جایا گیا تھا۔۔۔۔

اور نوریان کے بارے میں یہی بتایا جارہا تھا کہ اس کی ہاسپٹل لے جاتے راستے میں ہی سانسیں تھم گئی تھیں۔۔۔

آغا کے سارے آدمی مارے گئے تھے اور وہ زخمی حالت میں کہیں پہاڑوں میں چھپ گیا تھا۔۔۔۔

جہاں اس کا خفیہ ٹھکانہ اور کوئی گہری سرنگ تھی۔۔۔۔ جس کے راستے سے ہی وہ وہاں آیا تھا۔۔۔۔۔

شیر داد آئی سی یو میں تھا اور نور یان کی ڈیڈ باڈی سرد خانے لے جائی جا چکی تھی۔۔۔۔

دونوں حویلیوں میں جیسے ماتم کا سماں تھا۔۔۔وہ سب فوری طور پر ہاسپٹل پہنچے تھے۔۔۔۔خاجستہ کئی بار بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔ اس کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے وہ حواس کھو چکی ہے۔۔

اس کی حالت دیکھ مہروز بیگم کا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔انہیں جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔۔

ان کے دونوں بچوں کی زندگیاں اس دشمنی نے برباد کر دی تھیں۔۔۔ایک زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔۔۔اور

دوسری کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے وہ نہ زندوں میں تھی اور نہ مردوں میں۔۔۔

درانہ کی چیخیں پورے کاریڈور میں گونج رہی تھیں۔۔۔

انہیں ابھی تک نوریان کی ڈیڈ باڈی نہیں دی جارہی تھی۔۔۔۔

زرغونہ بیگم اجڑی حالت میں وہاں بیٹھی تھیں۔۔۔جب مہروز بیگم ان کے پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔۔۔

انہوں نے زرغونہ بیگم کے بے جان ہوئے ہاتھوں پر اپنے کانپتے ہاتھ رکھے تھے۔۔۔۔

زرغونہ بیگم نے بہتی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ دونوں مائیں سالوں سے اسی خوف میں جی رہی تھیں۔۔۔جو آج حقیقت بن کر ان کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"میرا سب کچھ ختم ہو گیا۔۔۔اس دشمنی نے مجھے برباد کر دیا ہے۔۔۔"

زرغونہ بیگم بین کرتے بری طرح سے رو پڑی تھیں۔۔۔جب مہروز بیگم نے بہتی آنکھوں سے انہیں اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔۔وہاں اس لمحے ہر آنکھ اشکبار تھی۔۔۔

عبداللہ خان مہمند نے آگے بڑھتے گل خان نورزئی کے جھکے ہوئے اس پل کمزور پڑتے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

" کاش ہم بہت پہلے ایسے بڑے پن کا اظہار کر کے اس دشمنی کا خاتمہ کر دیتے۔۔۔ تو آج اس تباہی سے بچ جاتے۔۔۔

جو اب رہتی زندگی تک کسی زہریلے ناگ کی طرح ہمیں ڈسنے والی ہے۔۔۔"

عبداللہ خان مہمند جیسے انسان کو اس وقت سب نے روتے دیکھا تھا۔۔۔ جس انسان کی اکڑ اور غرور اس کی پہچان تھا۔۔۔

کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہاں کھڑے لوگوں میں سے مہمند کون تھا
اور نورزئی کون۔۔۔۔

وہ سب اس وقت اس بے حد حسین وادی تورغر کے باسی تھے۔۔جو
آج امن تو پا گئی تھی۔۔۔۔ مگر اس کی خوشیاں ہمیشہ کے لیے اجڑ گئی
تھیں۔۔۔

ان کت سرپرست چھن گئے تھے ان سے۔۔۔ہاسپٹل کے اندر
خاندان کے لوگ ایک ہوئے کھڑے تھے۔۔۔

اور ہاسپٹل کے باہر دونوں قبیلوں کے لوگ روتے کرلاتے وہاں جمع تھے۔۔۔ آج ان کے درمیان کوئی فاصلہ کوئی حد بندی نہیں تھی۔۔۔ وہ سب ایک ہوئے کھڑے تھے۔۔۔

"تم لوگوں کو سمجھ کیوں نہیں آرہی میری بات۔۔۔ میرا شوہر ہے اندر۔۔۔ مجھے جانا ہے اس کے پاس۔۔۔

میں جانتی ہوں وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہوا۔۔۔

مجھے ملنے دو ورنہ میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔۔۔ سردار نوریان خان نورزئی کی سردارنی ہوں میں۔۔۔ بتارہی ہوں چھوڑوں گی نہیں تم لوگوں کو میں۔۔"

خاجستہ نوریان کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر ڈاکٹر ہونے کے باوجود اس کے حالت کے پیش نظر اسے اندر نہیں جانے دیا جارہا تھا۔۔۔۔ غصے اور صدمے کی کیفیت میں اس نے جو الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔

اگر اس وقت نوریان خان نورزئی ہوتا تو اس نے خوشی سے ہی مر جانا تھا۔۔۔۔

"بھابی۔۔۔ آپ حوصلہ رکھیں۔۔۔ وہ اپنی کاروائی کر رہے ہیں۔۔۔ تھوڑی دیر تک اندر جانے دیں گے۔۔۔"

عادل جلدی سے اس کے قریب آتے نرمی سے بولا تھا۔۔۔ درانہ بھی اذیت سے چور اس کے قریب آتے اسے تھام گئی تھی۔۔۔۔

"میں ڈاکٹر ہوں۔۔۔ کونسی ایسی کاروائی ہے جو میرے سامنے نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ نہ مجھے شیر داد لالہ کے پاس اندر جانے دے رہے ہیں۔۔۔ اور نہ میرے شوہر کے پاس۔۔۔

ان سے کہو دروازہ کھولیں ورنہ میں دروازہ توڑ دوں گی۔۔۔"

خاجستہ اس کی بات کے جواب میں ڈبل آواز میں غرائی تھی۔۔۔۔ وہاں سب کو لگنے لگا تھا کہ وہ پاگل ہو چکی ہے۔۔

اس نے اپنا دماغی توازن کھو دیا ہے۔۔۔مہروز بیگم کی اذیت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔۔سب لوگ غموں سے چور تھے۔۔۔

وہاں ہاسپٹل انتظامیہ نے خاجستہ کو گھر لے جانے کا کہہ دیا تھا۔۔۔

وہ ان کے کام میں مداخلت کر رہی تھی۔۔۔

"خاجستہ میرے بچے۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔۔"

مہروز بیگم نے اسے سنبھالتے وہاں سے لے جانا چاہا تھا۔۔۔جب درانہ نے خاجستہ کا بازو پکڑ لیا تھا۔۔

جو سب کو یہی کہہ رہی تھی کہ وہ پاگل نہیں ہے۔۔۔۔ وہ اپنے حواسوں میں ہے۔۔۔۔ اسے ایک بار دیکھنا ہے صرف نوریان کو۔۔۔

کوئی اس کی بات کا یقین نہیں کر رہا تھا۔۔۔

مگر درانہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے وہاں روک لیا تھا۔۔

"خاجستہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔ ہمیں اتنی دیر ہو گئی ہیں یہاں آئے۔۔۔ نہ شیر داد کے پاس کسی کو جانے دیا جا رہا ہے۔۔۔ نہ نوریان لالہ کو کسی ایک فرد نے دیکھا ہے۔۔

وہ کوئی چھوٹی شخصیات نہیں ہیں دونوں۔۔۔ کہ ایسے کیا جا رہا

ہے۔۔۔ مجھے بھی دیکھنا ہے دونوں کو۔۔۔"

درانہ ہی وہ واحد تھی۔۔۔ جس نے خاجستہ کی بات پر یقین کیا

تھا۔۔۔ خاجستہ نے بہتی تشکر آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ تھیں اب۔۔۔ اور ان کی بات میں وزن بھی

تھا۔۔۔

عادل نورزئی اور اس کے قریب آتے ارسلان خان مہمند نے بے بسی بھری نگاہوں سے ان دونوں زخمی شیرنیوں کو دیکھا تھا۔۔۔

جن کا دماغ اس وقت بھی بہت تیز چل رہا تھا۔۔۔

"ہم نے کر کے آتے ہیں ڈاکٹر سے۔۔۔۔ آپ دونوں بس دس منٹ دیں ہمیں۔۔۔"

ارسلان نے ملتجی لہجے میں کہتے انہیں واپس بیٹھایا تھا۔۔۔۔ ورنہ ان کے تیور بتا رہے تھے وہ دروازہ توڑ کر بھی اندر جا سکتی تھیں۔۔۔

وہ دونوں تیزی سے وہاں سے ہٹ آئے تھے۔۔۔ عادل نے سائیڈ پر ہوتے ایک نمبر ملایا تھا۔۔۔۔

"آپ دونوں آرہے ہیں یا اپنی بیویوں سے ہمیں پٹوانے کے بعد آئیں گے۔۔۔"

عادل نے بیچارگی سے کہا تھا۔۔

"ان دونوں کو تھوڑا سا شک ہو گیا ہے۔۔۔"

عادل نے دوسری جانب پوچھے جانے والے سوال کا جواب دیا تھا۔۔۔پھر اسے کوئی ہدایت دی گئی تھی۔۔۔

جس پر وہ سر ہلاتا کال بند کر گیا تھا۔۔۔

∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆∆

"ہیلو۔۔۔میری جلدی سے باہر کی ٹکٹ کنفرم کرواؤ۔۔۔جس بھی ملک کی ہوتی ہے۔۔۔۔مجھے ابھی ارجنٹ یہاں سے نکلنا ہو گا۔۔۔میں دو گھنٹوں میں ائیر پورٹ پہنچ جاؤں گا۔۔"

آغا خون میں لت پت پہاڑوں میں بنے اپنے خفیہ ٹھکانے میں لنگڑاتے ہوئے پہنچا تھا۔۔۔

اس کو ٹانگ اور بازو پر گولی لگی تھی۔۔۔۔جن پر پٹیاں باندھ کر خون روکتے اس نے اپنے کسی دوست سے کہا تھا۔۔۔

یہاں اس کے سارے بندے مارے گئے تھے۔۔۔وہ تنہا بچ نکلا تھا۔۔۔اسے لوگوں کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔۔

اسے اس بات کی خوشی تھی کہ نوریان مارا گیا تھا اور شیر داد بھی بس موت کے قریب ہی تھا۔۔۔

فتح کا نشہ اس کی آنکھوں میں واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔وہ اپنی ضروری چیزیں جلدی جلدی بیگ میں بھرتا سرنگ کا اندرونی دروازہ کھول گیا تھا۔۔۔

اس نے پلٹ کر اپنا بیگ اٹھایا تھا اور دروازے میں داخل ہونے لگا تھا جب پیچھے پلٹ کر دیکھے منظر کا خیال کرتے وہ اپنی جگہ سن ہوا تھا۔۔

اسے لگا تھا شاید اس کی آنکھوں کا کوئی دھوکا ہے۔۔۔ مگر جیسے ہی وہ دوبارہ مڑا سامنے کا منظر دیکھ وہ اپنی جگہ پتھرا گیا تھا۔۔

شیر داد خان مہمند اور نوریان خان نورزئی وہاں پیچھے ہی کھڑے تھے۔۔۔

نوریان نے سیگریٹ لبوں میں رکھتے شیر داد کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اپنا سیگریٹ سلگھانے کے بعد اس کے سیگریٹ کو بھی سلگا گیا تھا اور ساتھ ہی آغا اسفندیار ولی کو بھی۔۔

وہ دونوں بڑے شاہانہ انداز میں کھڑے تھے۔۔ ان کے خوبرو وجیہہ چہروں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

ان دونوں نے سفید صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے تھے۔۔۔

"کک کون۔۔۔؟؟ تت تم۔۔۔ تم مر گئے تھے نا۔۔۔ اور تت تم

تم تو ہاسپٹل کے آئی سی یو میں۔۔۔

نن نہیں۔۔۔ تت تم یہاں کیسے آسکتے ہو۔۔۔؟"

آغا ہکلا گیا تھا۔۔۔

"اس وادی سے اتنی محبت ہے کہ ہماری روحیں بھی پرواز کر کے

یہیں آگئیں۔۔۔۔"

نوریان نے اس کے خوف سے کانپتے زرد چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟؟؟ خوشی نہیں ہوئی ہمیں دیکھ کر۔۔۔؟؟"

شیر داد آگے بڑھا تھا۔۔۔ آغا خوف کے مارے پیچھے کو جانے لگا تھا۔۔۔

"تت تم دونوں نے۔۔۔۔ جھوٹ بولا۔۔۔۔ مرنے کا ناٹک کیا ہے تم نے۔۔۔"

آغا نے شاکی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اسی لمحے نوریان کا فون بجا تھا۔۔۔ دوسری جانب سے اسے جو کہا گیا تھا اس کے اعنابی ہونٹ مسکرائے تھے۔۔۔۔

"اگر مزید تم نے بات نہ مانی تو تمہارا سر بھی ٹوٹ سکتا ہے۔۔۔ کوئی گارنٹی نہیں ہے۔۔۔ تم بتا دو سب کو۔۔۔

بس ایک جگہ رکھو۔۔۔ ہم جلد پہنچتے ہیں۔۔۔۔"

نوریان نے کال بند کی تھی اور شیر داد کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس کی بات سے ہی معاملہ سمجھ گیا تھا۔۔

"وہاں کے حالات کنٹرول سے باہر ہو رہے ہیں۔۔۔ اس کا کام جلدی سے تمام کرتے ہیں۔۔۔"

نوریان کی بات پر شیر داد نے سر ہلایا تھا۔۔ دونوں ایک ساتھ آغا کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔

"مجھے معاف کر دو۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔میں دوبارہ کبھی بھی یہاں کا رُخ نہیں کروں گا۔۔۔"

آغا کی دردناک چیخیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر گونجنے لگی تھیں۔۔۔

"وادی تورغر کی جانب غلیظ نگاہوں سے دیکھنے والے کا یہی حشر ہو گا۔۔"

نوریان نے آخری وار کیا تھا اور وہ کھلی آنکھوں کے ساتھ پیچھے لڑھک گیا تھا۔۔

"اس کی لاش کو بیچ چوراہے پر لٹکاو۔۔تاکہ سب اس سے عبرت سیکھ سکیں۔۔۔"

شیر داد نے پیچھے کھڑے آدمیوں کو حکم دیا تھا۔۔

"اس سرنگ کو ہمیشہ کے لیے بند کر دو۔۔۔"

نوریان بھی انہیں ہدایت دیتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

باہر ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ وادی تورغر اس وقت روشنیوں میں جگمگاتی بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔

"مبارک ہو شیر داد خان مہمند۔۔۔۔ ہم فاتح ٹھہرے۔۔۔"

نوریان نے اس کی جانب دیکھتے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

"تمہیں بھی مبارک ہو نوریان خان نورزئی۔۔۔۔میں یہ دوستی ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔"

شیر داد نے اس کا ہاتھ تھامتے اس سے بغل گیر ہوا تھا۔۔

"انشاء اللہ۔۔۔۔ہم اپنی نسل کو وراثت میں یہ دوستی اور امن دے کر جائیں گے۔۔۔"

نوریان نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

مگر اگلے ہی پل عادل کی بات یاد آنے پر اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔۔۔

"ابھی ایک مار کہ رہتا ہے سر کرنا۔۔۔"

شیر داد بھی اس کی جانب دیکھتا مسکرایا تھا۔۔

"اتنا خوف ادھر محسوس نہیں ہوا جتنا اب آنے والے وقت کا سوچ کر محسوس ہو رہا ہے۔۔۔"

شیر داد نے چہرے پر مصنوعی خوف طاری کرتے کہا تھا۔۔۔ اور پھر دونوں کا جاندار قہقہہ وادیِ تورغر کی فضا میں گونج اٹھا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔۔ میرے مولا تو نے ہمیں ہماری برداشت سے بڑھ کر آزمائش میں نہیں ڈالا ہمیں۔۔۔ تیرا بہت احسان ہے ہم پر۔۔۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے ہاتھ اٹھا کر اپنی رب کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ اور وہ دو ہستیاں اندر داخل ہوئی تھیں۔۔۔ جنہیں دیکھنے کی خاطر سبھی دل تڑپ رہے تھے۔۔۔

عادل نے وہاں سب کو ساری بات بتادی تھی۔۔۔ صرف آغا کو گمراہ کرنے اور اس کے خفیہ ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے انہوں نے یہ جھوٹی افواہیں پھیلائی تھیں۔۔

وہ بہت ہوشیاری سے وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔۔۔ شیر داد اور نوریان اس بات کا رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔۔۔

ان کے اس جھوٹی افواہ پھیلانے کا بہت فایدہ ہوا تھا۔۔ آغا کہیں اور چھپنے کے بجائے سیدھا اپنے ٹھکانے پر گیا تھا۔۔۔ اگر اس نے زرا سے بھی وہم و گمان میں ہوتا کہ وہ زندہ ہے تو وہ کبھی بھی وہاں تک نہ جاتا۔۔۔

ان دونوں نے اس کا پیچھا کیا تھا اور اسے اس کے انجام تک پہنچا کر اپنی وادی کو اس دشمنی کی لعنت سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

عادل نے ساری بات وہاں بتا دی تھی۔۔۔ جو سننے کے بعد اسے تو گل خان نورزئی کی جانب سے بہت زور دار تھپڑ پڑا تھا۔۔۔ اور ساتھ ہی وہاں جیسے زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

خاجستہ اور درانہ اس پل ایک دوسرے کے گلے لگتی جیسے پھر سے جی اٹھی تھیں۔۔۔۔

دونوں کی آنکھوں سے آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔۔۔ مگر یہ آنسو غم کے نہیں اب خوشی کے تھے۔۔۔

ان کے ہر ہر انداز سے ان کی خوشی واضح ہو رہی تھی۔۔۔خاجستہ کو اب بس اس شخص کا ساتھ چاہیے تھا۔۔۔وہ سب کچھ برداشت کرلے کو تیار تھی۔

ان گزرے لمحوں میں اسے احساس ہو چکا تھا کہ نوریان خان نورزئی اس کی سانسوں میں بستا تھا۔۔۔اس شخص کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں تھی۔۔۔وہ نہیں جی سکتی تھی۔۔۔

مہروز بیگم نے آگے بڑھ کر روتی ہوئی درانہ کو اپنے گلے سے لگالیا تھا۔۔۔اور اس کا ماتھا چومتے انہوں نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جہاں سے داخل ہوتے وہ ان سب کی جانب آرہے تھے۔۔۔

باری باری وہ سب سے ہی ملے تھے۔۔۔۔خاجستہ شیر داد کے سینے سے لگتی بری طرح سے رو دی تھی۔۔۔اور دوسری جانب درانہ بھی نوریان کی مضبوط بانہوں میں چھپی اپنی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش کررہی تھی۔۔

جو شیر داد خان مہمند کی والہانہ نگاہوں سے بڑھ چکی تھیں۔۔۔

نوریان کی نظریں بھی خاجستہ پر تھیں۔۔۔جو اس کی جانب دیکھنے سے بھی گھبرا رہی تھی۔۔۔

"اللہ کا بہت شکر ہے۔۔۔ آج بہت سالوں بعد یہ دشمنی ختم ہوئی۔۔۔ اللہ ان سب پیاروں کی روحوں کو سکون بخشے۔۔۔ جو ہم نے اس دشمنی میں کھوئے ہیں۔۔۔۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارے قبیلوں کے سردار اتنے دلیر اور امن پسند ہیں۔۔۔ وادیِ تورغر کا مستقل بہت محفوظ ہاتھوں میں ہے۔۔"

گل خان نورزئی آگے بڑھے تھے اور ان دونوں کو اپنے ساتھ لگاتے بہت عرصے بعد دل سے مسکرائے تھے۔۔۔ ان کے دل پر ہمیشہ سے جو بوجھ تھا کہ وہ اپنی نسلوں کے لیے یہ دشمنیاں چھوڑ کر جائیں گے۔۔

وہ اب ختم ہو چکا تھا۔۔۔ وہ بہت زیادہ خوش اور مطمئین نظر آ رہے تھے۔۔۔

وہاں سب لوگ ایک ساتھ کھڑے تھے۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو قیامت ان پر ٹوٹی تھی۔۔۔ اس کا شائباں تک نہیں تھا۔۔۔

نہ کوئی اس کے بارے میں سوچنا چاہتا تھا۔۔۔ اس سب کو کسی بھیانک خواب کی طرح بھول گئے تھے۔۔۔

شیر داد اور نوریان ان سب کو خوش اور پر سکون دیکھ مسکرا دیئے تھے۔۔ جبکہ ان کے دلوں کی تھوڑی سی آزمائش باقی تھی۔۔۔

ان دونوں کی بیویاں اس وقت ان کو کوئی لفٹ نہیں کروا رہی تھیں۔۔۔

"بابا جان حویلی واپس چلیں۔۔۔۔"

خاجستہ نے عبداللہ صاحب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔جو اس وقت خیر محمد نورزئی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔

سامنے زرغونہ بیگم کے ساتھ بیٹھے نوریان نے گھور کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

جو اسے فل اگنور کر رہی تھی۔۔۔اس کی سرخ سوجی آنکھوں اور مترنم چہرے کو تکتے نوریان کا دل بے چین ہو رہا تھا۔۔۔

دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی اسے پوری دنیا سے چرا کر اپنے سینے میں چھپا لے۔۔۔ اور اسے اتنی محبت کرے جو وہ اب تک نہیں کر پایا تھا۔۔

اپنی دشمنی میں گھرے اس نے اس لڑکی کو بہت اگنور کیا تھا۔۔

ابھی تو اسے کاشفہ کی حقیقت بھی پتا نہیں چلی تھی۔۔ اس لڑکی کی اپنے لیے پوزیسونیس اس کے دل کو بہت بھاتی تھی۔۔

"زرغونہ بہن۔۔۔۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ بلکہ آپ سب لوگوں اور نوریان سے۔۔۔ کہ مجھے اپنی بیٹی درانہ کو اپنی حویلی میں واپس لے کر جانا ہے۔۔۔ بہت رہ لی وہ نورزئی حویلی۔۔

اب اس کی مہمند حویلی اس کی منتظر ہے۔۔۔"

مہروز بیگم نے درانہ کا بازو پکڑ کر اسے اپنے پاس بیٹھا لیا تھا۔۔

درانہ جو خاجستہ سے بات کر رہی تھی۔۔ایک دم سے ہوئے اس حملے پر اس کے چہرے کی رنگت بے تحاشا سرخ ہوئی تھی۔۔۔

شیر داد نے بڑی گہری دلچسپی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"جب آپ ہمیں ہماری بیٹی لوٹائیں گے تو ہم بھی آپ کو آپ کی بیٹی واپس کر دیں گے۔۔۔پوری نورزئی حویلی اداس ہے اس کے لیے۔۔۔۔"

زرغونہ بیگم نے محبت پاش نگاہوں سے خاجستہ کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔

جس کا دل اس وقت اسے اپنے کانوں میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوا

تھا۔۔

"ہم اسی بارے میں بات کر رہے تھے۔۔۔بہت عرصہ ہوا اوادی

تورغر نے خوشیاں نہیں دیکھیں۔۔۔اب کے حقیقی خوشیاں نصیب

ہوئی ہیں۔۔۔تو ان کا جشن بھی اسی انداز میں منایا جانا چاہیے۔۔۔

کل کی تاریخ میں نوریان خان ں ورزئی اور شیر داد خان مہمند کی شادی کی شاندار تقریب کا جشن ہو گا۔۔۔ جس میں پوری وادی تورغر کی عوام کو مدعو کیا جائے گا۔۔۔

کل کا خوشیاں بھرا خوبصورت دن سب کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔۔۔۔"

گل خان نورزئی اور عبداللہ مہمند نے مسکراتے ہوئے جو فیصلہ سنایا تھا۔۔۔ وہ دونوں کچھ حد تک بدمزا ہوئے تھے۔۔۔

ایک رات کی جدائی اب ان کے اپنے گھر والوں نے ان کی قسمت میں لکھ دی تھی۔۔۔۔

جبکہ دوسری جانب وہ دونوں آنے والے لمحات کا سوچتیں اپنے دل میں اٹھتے طوفان پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔۔۔جس نے ان کے دلوں کے بے حال کر دیا تھا۔۔۔

"خاجستہ۔۔۔۔"

وہ سب واپس آ گئے تھے۔۔۔۔وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی جب شیر داد نے اسے پکارا تھا۔۔۔

"جی لالہ۔۔۔۔"

وہ مسکرا کر اس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔

"نوریان کے بارے میں بات کرنی تھی مجھے۔۔۔"

شیر داد اس کے قریب آیا تھا۔۔خاجستہ کا دل بے چین ہوا تھا۔۔

اب پھر سے کیا کوئی مصیبت آنے والی تھی۔۔

اس کو پریشان دیکھ شیر داد کے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا تھا اور اس کے ساتھ اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"کاشفہ نامی لڑکی۔۔۔وہ آغا کی سابقہ بیوی تھی۔۔۔اسی سے ہی ہمیں آغا کے بارے میں پتا چلا کہ وہ کہاں پر ہے۔۔۔

اس لڑکی نے میری اور نوریان کی بہت مدد کی۔۔ہمیں آغا کے بارے میں بہت ساری خبریں دیں۔۔۔آغا کی اصلیت جان کر اس

نے آغا سے طلاق لی۔۔ وہ نوریان کے ایک بہترین دوست واصف کی محبت بھی تھی۔۔۔ جس نے پچھلے پانچ سال آغا کی جاسوسی کی۔۔۔ اور ہماری خاطر اپنی زندگی وقف کر دی۔

آغا کو جب اس پر شک ہوا تو آغا نے اسے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں مروانا چاہا۔۔۔ لیکن اللہ کا شکر تھا کہ وہ بچ گیا۔۔۔

مگر کومہ میں چلا گیا۔۔۔ کاشفہ کو آغا نے بیرونے ملک کسی کیس میں پھنسانے کی کوشش کی۔۔ جہاں سے اسے واپس لانے کی خاطر واصف اس حال کو پہنچ گیا تھا۔۔ کاشفہ کو واپس پاکستان بلانے کی

خاطر اسے کسی مضبوط ریزن کی ضرورت تھی۔۔۔نوریان بہت پریشان تھا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ واضف جب ہوش میں آئے تو اس سے سوال کرے۔۔۔وہ اپنی دوستی کا حق نبھا چکا تھا۔۔۔نوریان تمہاری وجہ سے کسی اور لڑکی کو اپنا نام دینے کے حق میں نہیں تھا۔۔۔

میرے مشورے پر اس نے بحالتِ مجبوری ایسا کیا۔۔۔اسی رات کاشفہ واپس پاکستان لوٹی تھی۔۔۔جس دن تم نے اسے دیکھا۔۔۔ اور تمہیں لگا نوریان نے تمہیں دھوکا دیا۔۔

ایسا کچھ نہیں تھا جیسا تمہیں لگا۔۔۔ کاشفہ اس کی بھائیوں کی طرح عزت کرتی ہے۔۔۔ اور نوریان بھی اسے بہنوں کی طرح سمجھتا ہے۔۔۔ کاشفہ اس وقت اس سے معافی مانگ رہی تھی کیونکہ وہ واصف پر ہونے والے حملے سے واقف تھی۔۔۔ اگر وہ بروقت بتا دیتی تو واصف محفوظ کیا جا سکتا تھا۔۔۔

وہ ڈری گئی تھی۔۔۔ جس کا بھگتان واصف کو بھگتنا پڑا۔۔۔ نوریان نے تمہیں کبھی بھی دھوکا نہیں دیا۔۔۔ کاشفہ کو اگلے ہی دن اس نے اپنے نام سے آزاد کر دیا تھا۔۔

اللہ کا شکر ہے اگر واصف بھی ٹھیک ہے۔۔۔ اور کاشفہ اس کے ساتھ ہے۔۔۔ اس دشمنی میں ہم دونوں نے بہت آزمائشیں دیکھی ہیں۔۔۔ بہت کچھ کھو کر واپس پایا ہے۔۔ مجھے امید ہے اب میری بات سن کر تمہارا یہ گلا دور ہو گیا ہو گا۔۔۔

باقی اس سے جو گلے بچے ہیں وہ وہی دور کرے گا۔۔۔

اس نکاح پر ہم جتنے پریشان تھے اب اتنے ہی خوش ہیں۔۔۔

بے شک جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔۔ اور ہمارے ساتھ بہت بہترین ہوا ہے۔۔ تمہارے لیے نوریان سے بہتر جیون ساتھی کوئی نہیں ہو سکتا تھا اور میرے لیے درانہ سے بہتر۔۔۔"

وہ اس کے پاس بیٹھے اسے ساری حقیقت سے آشنا کر گیا تھا۔۔۔

اس کے سر پر شفقت سے بوسہ دیتا وہ اس کو تمام فکروں سے آزاد کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ اور خاجستہ جو اتنے وقت سے بے چینی کا شکار تھی۔۔۔

اب ایک دم سے سب کچھ خوشگواریت میں بدل گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

آج وادی تورغر کا پور پور پھولوں اور روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

سب لوگ بہت زیادہ خوش تھے۔۔۔ ہر طرف مسکراہٹیں اور خوشیاں تھیں۔۔۔

ڈھول تاشے اور پٹھانوں کا روایتی رقص جاری تھا۔۔

دونوں قبیلے آج بہت عرصے بعد ایک ہوئے تھے۔۔۔ اور مل کر اس خوشیوں بھرے دن کو انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

دونوں حویلیوں میں بہاریں اتری ہوئی تھیں۔۔۔ وہ اپنی اپنی بہوؤں کو پوری عزت اور محبت کے ساتھ اپنے گھر لے آئے تھے۔۔۔ سب کچھ بہت زیادہ حسین اور خوبصورت تھا۔۔۔

درانہ کا دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسے کچھ دیر پہلے ہی شیر داد خان مہمند کے خوبصورت پھولوں سے سجے کمرے میں بیٹھا کر گئی تھیں حویلی کی سبھی عورتیں۔۔۔ سب بہت خوش تھیں۔۔۔

آج کسی بھی قسم کی نفرت اور عداوت کا شائبہ تک نہیں تھا۔۔۔ مہروز بیگم نے مائرہ کو جو خواب دکھائے تھے وہ شرمندہ تھیں۔۔۔ اور انہوں نے اس سے معافی مانگ لی تھی۔۔

ان کی بہو درانہ تھی جس کی شراکت داری میں وہ کسی کو نہیں لانا چاہتی تھیں اب۔۔۔ کیونکہ وہ بہت پیاری لڑکی ان کے بیٹے کی چاہت اور ان کے دل کو بھی اب بہت عزیز ہو چکی تھی۔۔۔

درانہ اس وقت سرخ رنگ کے بہت خوبصورت لباس میں پور پور سجی اس ستمگر کی منتظر تھی۔۔۔ جس نے اسے بہت زیادہ ستایا تھا اب تک۔۔۔ مگر محبت بھی اسی نے کرنا سکھائی تھی۔۔

وہ اس وقت اس کی دل و جان سے منتظر تھی۔۔۔ جسے اس نے کھو کر واپس پایا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اس کی دھڑکنوں کی رفتار مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔اس کے بھاری قدموں کی چاپ کمرے کی خاموشی میں گونجی تھی۔۔۔

وہ دروازہ بند کرتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔اس کے لبوں پر اس وقت زندگی سے بھرپور بڑی ہی دلفریب مسکان تھی۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا تھا اور اس کے مقابل بیڈ پر بیٹھتے نظریں جیسے ہی اس پری پیکر کی سجے سنورے حسین روپ پر پڑیں۔۔۔وہ کتنی ہی دیر اس پر سے نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔۔۔

اس نے آج پہلی بار درانہ کو ایسے سجے سنورے دیکھا تھا۔۔۔وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔

اس نے سرخ رنگ کا فل کامدار عروسی جوڑا پہن رکھا تھا۔۔۔جس کا بلاؤز بے انتہا خوبصورت تھا۔۔اور درانہ کے نازک سراپے پر سجا اس کی رعنائیوں کو مزید واضح کر رہا تھا۔۔۔شیر داد کی نگاہوں کی خماری بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کا دل جیسے پاگل ہونے لگا تھا۔۔۔۔بھاری لہنگا اس کے گرد بکھرا ہوا تھا۔۔۔جس کا گھیر اا تنا بھاری اور پھیلا ہوا تھا کہ وہ شیر داد کے لیے روکاوٹ بنا ہوا تھا۔۔۔

لائٹ سے میک نے بھی اس کے دو آتشہ نقوش کی دلکشی کو بڑھا دیا تھا۔۔۔۔

اس کے ماتھے پر سجا جھومر اور نازک دی بندیاں میں شیر داد کو اپنا دل اٹکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ اس کے چہرے پر بہت زیادہ سوٹ کر رہا تھا۔۔۔

گلے میں اس نے بھاری خاندانی مالا اور گلوبند پہن رکھا تھا۔۔۔جو اس کی گردن کو چھوتا شیر داد کا ضبط آزما گیا تھا۔۔۔

"مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔کہ یہ میرے سامنے حقیقت ہے۔۔۔یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔۔۔"

وہ ہولے سے آگے ہوتا اس کی دلفریب مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے بولا تھا۔۔۔اس کی گرم سانسوں کی تپش پر درانہ ہولے سے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

مگر شیر داد کو اتنی سی دوری بھی گوارہ نہیں تھی اب۔۔۔

اس نے درانہ کی کلائی پکڑتے اسے اپنے قریب تر کر لیا تھا۔۔۔وہ بہت قریب تھا۔۔۔درانہ کا لہنگا آدھے سے زیادہ اس کے نیچے دبا ہوا تھا۔۔۔

وہ اب پیچھے تو کسی صورت نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔اس کا چہرا شرم سے سرخ ہوا تھا۔۔۔۔

"معافی مل سکتی ہے۔۔۔۔"

اس کو اپنے قریب تر کرتے شیر داد نے اس کے حسین مکھڑے کو آنکھوں کے راستے اپنے دل میں اتارتے پوچھا تھا۔۔۔

درانہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔اس نے اپنی گھنیری پلکیں اٹھائی تھیں اور اس ستمگر کو تکا تھا۔۔۔جس نے اسے بہت زیادہ تڑپایا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔مجھے کچھ وقت چاہیے۔۔۔میں ابھی بھی نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔۔"

اس نے منہ بسورتے کہا تھا۔۔۔ اور اس کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں رکھتے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔ جب شیر داد نے ایک جھٹکے سے اس کی دونوں کلائیاں پکڑی تھیں۔۔۔ اور اس کی نازک بانہوں کو اپنی گردن میں حمائل کرتا اسے اپنے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔

اتنا کہ درانہ کے ہونٹ شیر داد کے ہونٹوں کو چھو گئے تھے۔۔۔ وہ جی جان سے کانپ اٹھی تھی۔۔۔

"میری محبت اس نفرت کو عاشقی میں بدل دے گی۔۔۔مجھے پورا یقین ہے۔۔۔اور معافی تو ابھی ان لبوں سے نکلوالوں گا میں۔۔۔ یہ تو بالکل بھی مشکل نہیں ہے۔۔۔"

اس نے ہاتھ بڑھاتے درانہ کے سر سے دوپٹہ اتار دیا تھا۔۔۔۔

جس کے ساتھ کی درانہ کا ہوش ربا حسن اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے آن ٹھہرا تھا۔۔

شیر داد کو لگا تھا وہ آج اپنے ہوش پوری طرح سے کھو بیٹھے گا۔۔۔

"تم بے پناہ حسین لگ رہی ہو۔۔۔ آج مجھ سے نرمی کی کوئی امید مت رکھنا۔۔۔"

اس لے درانہ کی ٹھوڑی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔ وہ اس کی شدتوں پر کسمسائی تھی۔۔

اس شخص کی موجودگی۔۔۔ اس کا دہکتا لمس اور اس کی دلفریب مہک۔۔۔۔ درانہ کو ایک خواب سا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

وہ تو جیسے ایک طرح سے اس شخص کو ہار چکی تھی۔۔۔۔ مگر اب۔۔۔ اب تو جیسے سارے غم دور ہو گئے تھے۔۔۔ یہ شخص اس کی زندگی کی اولین ترجیح بن گیا تھا۔۔۔

اس کے بغیر گزرے لمحات اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں تھے۔۔۔

"درانہ میں بے پناہ محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔۔ تم میری زندگی کی

سب سے حسین اور خوبصورت حقیقت ہو۔۔۔"

شیر داد نے مخمور لہجے میں کہا تھا۔۔۔ اور دھیرے سے اس کے

سنہری بالوں کو چھوا تھا۔۔

وادی تورغر کی فضاؤں میں رچی بسے پھولوں کی مہک اب اس

کمرے کے درودیوار میں قید ہو چکی تھی۔۔۔

جہاں شیر داد خان مہمند اپنی زندگی کی سب سے بڑی جیت، اپنی

درانہ کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس کی گہری نظریں درانہ کے سراپے پر کسی سحر کی طرح جمی ہوئی

تھیں۔۔۔۔

"درانہ۔۔۔"

اس نے بہت دھیمے اور مخمور لہجے میں اسے پکارا۔۔۔ جیسے کوئی قیمتی

خواب ٹوٹ جانے کا ڈر ہو۔۔۔۔

وہ جواب تک نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

شیر داد کی جذبات سے بوجھل آواز پر وہ ہلکے سے کپکپائی تھی۔۔۔

شیر داد نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور بہت نرمی سے اس کے ماتھے پر سجے جھومر کو چھوا تھا۔۔۔

اس کی انگلیاں درانہ کی ٹھنڈی پیشانی سے مس ہوئیں تو ایک کرنٹ سا اس کے نازک وجود میں دوڑ گیا تھا۔۔۔

"تم نے مجھ جیسے انسان کو ایسا گھائل کر دیا ہے کہ میں اب پہلے والا بے رحم اور سنگدل شیر داد رہا ہی نہیں۔۔۔

پتھروں کا مکین۔۔۔ کہاں جانتا تھا کہ اس دن باغ کے پھولوں کے بیچ مہکتا یہ انمول پھول میرا دل بن جائے گا۔۔ اور اپنی خوشبو سے میری زندگی وہ اتنا مہکا دے گا۔۔۔

تم نے مجھے مکمل طور پر اپنا اسیر کر لیا ہے۔۔۔۔"

اس نے بہت نفاست سے جھومر کے بوجھ کو اس کے سر سے اتار کر سائیڈ پر رکھا تھا۔۔۔

درانہ کی گھنیری پلکیں حیا سے بوجھل تھیں۔۔۔وہ اس کی جانب دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی۔

اس شخص کی بڑھتی شدتیں اس کی جان نکال رہی تھیں۔۔۔۔

اب اس کا ہاتھ درانہ کے ماتھے پر سجی بندیا کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

"شیر داد۔۔۔"

درانہ نے گھبرا کر دھیرے سے اسے پکارا دیا۔۔ مگر اس کی آواز خود اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی۔۔۔

"جانم۔۔۔۔ آج تمہارا یہ خوف حق بجانب ہے۔۔۔۔ آج خود کو میری محبت کے حوالے کر دو۔۔۔۔ آج کوئی مہلت نہیں ملے گی۔۔۔"

اس نے بندیا بھی اتار دی تھی اور اس کے ماتھے پر اپنے دہکتے لب رکھے تھے۔۔۔

وہ خود میں سمٹ گئی تھی۔۔۔۔

اب اس کا رخ اس کے کانوں میں جھولتے بھاری جھمکوں کی طرف تھا۔۔۔۔۔

"اس تعلق میں اب تک تمہیں بہت اذیت ملی ہے۔۔ مگر اب۔۔
اب اس میں محبت اور میری پناہوں میں چھپی شدتیں ہونگی۔۔۔
جن سے تم کبھی دور نہیں جانا چاہو گی۔۔"

ایک جھمکا اتارتے ہوئے اس نے اپنا چہرہ درانہ کے گال کے قریب کیا تھا۔۔۔۔

جہاں اس کی گرم سانسیں درانہ کے رخسار کو دہکا رہی تھیں۔۔۔۔

"کیا ان آنکھوں میں اب بھی میرے لیے نفرت ہے؟"

درانہ نے بے اختیار اپنی پلکیں اٹھائیں تو شیر داد کی آنکھوں میں محبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر پایا تھا۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

"نفرت تو کب کی ختم ہو گئی خان صاحب۔۔۔ مگر محبت ہو گی یا نہیں اس بارے میں سوچوں گی۔۔۔"

اس نے شیر داد کی بانہوں میں سمٹتے اس شخص کو مزید ستایا تھا۔۔۔

مگر اس کی معصوم مسکراہٹ میں چھپے اقرار کو وہ محسوس کر گیا تھا۔۔۔۔

شیر داد کے لبوں پر ایک فاتحانہ مگر دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

اس نے درانہ کی دونوں کلائیوں کو تھام کر اس کی بانہوں کو اپنے گلے میں حمائل کر دیا اور اس کی کمر کے گرد بازو پھیلا کر اسے مکمل طور پر اپنے حصار میں لے لیا۔۔۔

"اب کہو ذرا۔۔۔ کیا اب بھی یہ لب معافی نہیں دیں گے؟"

درانہ کا چہرہ شیر داد کے سینے سے مس ہو رہا تھا۔۔۔

اس کی تیز دھڑکنیں درانہ کے کانوں میں موسیقی کی طرح گونج رہی تھیں۔۔۔

شیر داد نے اس کی ٹھوڑی تھام کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔۔

"میری محبت کا عملی اظہار تو ابھی شروع ہوا ہے میری جان۔۔۔

میں نے تمہیں کھونے کے خوف میں جو راتیں جاگ کر گزاری

ہیں۔۔ ان کا ازالہ تو تمہیں کرنا ہی ہو گا۔۔۔"

اس کا لہجہ اب بے حد مخمور اور بوجھل ہو چکا تھا۔

"مجھے معاف کر دو درانہ۔۔۔ اپنی اس محبت کے صدقے جو میں نے

تمہاری روح سے کی ہے۔ کیا یہ ستمگر اب تمہارے دل کا دائمی مکین

بن سکتا ہے؟"

اس نے درانہ کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے التجا کی تھی۔۔۔

درانہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔۔۔

مگر وہ خوشی کے آنسو تھے۔۔۔۔

"میں آپ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں۔۔۔ آپ آگے کی ساری زندگی آپ کی پناہوں میں گزرنا چاہتی ہوں۔۔ میرے دل کی اولین ترجیح ہیں آپ۔۔۔۔"

اس نے شیر داد کے سینے پر گرفت مضبوط کی اور کپکپاتے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

شیر داد کے دل کا سکون بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس نے ایک سرشاری بھری سانس خارج کی تھی۔۔۔

اور اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھ دیے۔۔۔۔

"تمہارا یہ ساتھ ہی میری زندگی کی کل کائنات ہے۔۔۔"

وہ اس کے بالوں کو جوڑے کی قید سے آزاد کرتا انہیں اپنے اوپر بکھیر گیا تھا۔۔

"آج کے بعد تورغر کی وادی میں صرف محبت کی داستانیں سنائی جائیں گی۔۔۔ ہماری داستان۔۔۔۔"

اس نے درانہ کے لبوں کے بالکل قریب ہو کر کہا تھا۔۔ اور ان کو اپنی گرفت میں قید کرتے اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈیلتے اس کے نازک وجود پر اپنا مکمل تسلط قائم کر لیا تھا۔۔۔

کمرے کی روشنیاں مدہم ہو رہی تھیں۔۔

مگر ان دونوں کے دلوں میں محبت کا وہ چراغ جل رہا تھا جس کی لو کبھی کم نہیں ہونے والی تھی۔۔۔

درانہ نے اپنی آنکھیں موند لیں، خود کو اس ستمگر، اس کے مجازی خدا کے سپرد کرتے ہوئے، جس نے اسے تڑپایا تو بہت تھا، مگر اب وہ اسے دنیا کی تمام خوشیاں دینے کا عہد کر چکا تھا۔۔۔۔

اور وہ جانتی تھی اس شخص کی سنگت میں اب اس کی زندگی کا سفر بہت شاندار گزرنے والا تھا۔۔

کمرے کی خاموشی میں ان کی دھڑکنوں کا شور ایک نئی زندگی کا پیغام دے رہا تھا۔۔۔۔

وادی تورغر کی یہ رات، نفرتوں کے خاتمے اور ایک لافانی محبت کے آغاز کی گواہ بن چکی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خاجستہ کو کمرے میں بیٹھے تھوڑا سا وقت ہی گزرا تھا۔۔۔سب لوگ جا چکے تھے۔۔۔ مگر اس کی حالت اس وقت اتنی غیر تھی۔۔۔ کہ اس کو ٹھیک سے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔۔

اس نے اس شخص کو جتنا تڑپایا تھا۔۔۔وہ یقیناً آج سود سمیت اس کا حساب لینے والا تھا۔۔۔اس کے ساتھ گزری آخری ملاقات اسے بہت اچھے سے یاد تھی۔۔۔

اس کی بے باکیاں اور بے تابیاں یاد کرتے خاجستہ کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہی تھیں۔۔

اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی تھی۔۔اور اسے کھول دیا تھا۔۔۔

باہر سے ٹھنڈی ٹھار ہوا نے اسے اپنے لپیٹ میں لیا تھا۔۔ باہر کا موسم بہت زیادہ خوشگوار تھا۔۔ آج تورغر کی زمین کے ساتھ ساتھ آسمان بھی جشن منا رہا تھا۔۔۔

ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔۔۔ تاریکی میں بہتی ندی کا منظر بڑا دلفریب لگ رہا تھا۔۔۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تھا۔۔۔ اور نوریان خان نورزئی اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں کھڑکی کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔۔

آج ان مغرور دلکشی بھرے نقوش میں وہ ساحرانہ مسکراہٹ

بھری تھی۔۔۔۔

خاجستہ کی سانسیں منتشر ہونے لگی تھیں۔۔۔۔وہ جیسے جیسے اس

کے قریب آرہا تھا۔۔۔خاجستہ کے وجود کی کپکپاہٹ بڑھنے لگی

تھی۔۔۔۔

"لگتا ہے کوئی آج اپنے شوہر کا سامنا کرنے سے اتنا ڈرا ہوا ہے کہ

کھڑکی سے کودنے کی کوشش کی جارہی ہے۔۔۔"

اسے بالکل کھڑکی پر تقریباً جھکا دیکھ اس کے پیچھے آن کھڑے ہوتے

اس نے اسے چھیڑا تھا۔۔

اس کا مبہم متبسم لہجہ خاجستہ کی جان نکال رہا تھا۔۔۔وہ ابھی بھی رخ موڑے کھڑی تھی۔۔۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا جو میں سامنا کرنے سے ڈروں۔۔۔"

خاجستہ اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرتے اس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔۔

اور نوریان خان نورزئی تو جیسے اس اپسرا کی دلکشی کے آگے اس لمحے چاروں شانے چت ہوا تھا۔۔۔

وہ لڑکی آج زمین کی مخلوق تو لگ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ایسے لگ رہا تھا جنت سے اس کے لیے کوئی حور بھیج دی گئی ہو۔۔۔ایسا غیر معمولی حسن اس دنیا میں تو نہیں تھا۔۔۔۔

وہ مبہوت سا اسے تکتا ہوا اسی کیفیت میں آگے بڑھا تھا۔۔

"مجھے جو اتنا ستایا ہے۔۔۔اپنے لیے اب تک تڑپایا ہے۔۔۔۔مجھے

اپنی محبت سے دور رکھا ہے۔۔

یاوہ جرم نہیں ہے۔۔۔"

نوریان آگے بڑھا تھا اور اس سرخ رنگ کے بھاری لباس میں ملبوس

پری پیکر کی نازک کمر میں اپنا بازو حمائل کرتے اسے اپنے قریب تر

کر گیا تھا۔۔

اس کی بھاری گھمبیر سرگوشی خاجستہ کو اپنے کان کی لوح پر محسوس

ہوئی تھی۔۔۔اس کی سانسیں جھلسا دینے والی تھیں۔۔۔اس کی

اعنابی ہونٹوں کی شدت آج اس دن سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔۔۔

اس کی گرفت کمر پر اتنی مضبوط اور بے باکی بھری تھی کے خاجستہ کی سانسیں اس کا ساتھ چھوڑنے لگی تھیں۔۔۔

"مم۔۔۔میں جانتی ہوں۔۔۔مگر۔۔۔مم میں اس سب کے لیے معافی مانگنے کو تیار ہوں۔۔۔"

خاجستہ جانتی تھی اس نے اس شخص کو بہت تڑپایا تھا۔۔۔

اس نے پہلے مقام پر ہی ہتھیار ڈال دیئے تھے۔۔۔ نوریان کے لبوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

"سردارنی صاحبہ یہاں آپ کی ہوشیاری نہیں چلے گی۔۔۔ہاسپٹل میں آپ نے جو الفاظ ادا کیے۔۔۔وہ اب یہاں میرے سامنے کہنے پڑیں گے۔۔۔"

نوریان کو ساری باتیں پتا چلی تھیں۔۔۔۔اس لڑکی کے لیے اس کے جذبات کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔

"وہ اس وقت۔۔۔آپ نے جو تڑپایا مجھے۔۔۔کیا وہ کوئی کم تھا۔۔۔"

خاجستہ کو ایک دم سے یاد آیا تھا کہ اس شخص نے کل جو کیا تھا۔۔۔جتنا تڑپایا تھا۔۔

وہ اس کی بے رخی کے آگے کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

نوریان کے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔۔۔

اس نے اپنی گرفت اور مضبوط کرتے ہوئے اسے اپنے سینے کے فولادی حصار میں جکڑ لیا۔۔۔

باہر بارش کی بوندوں کا شور تیز ہو رہا تھا۔۔۔

مگر اس وقت ان دونوں کو صرف اپنی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

"تڑپایا میں نے؟"

نوریان نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی۔۔۔

جس سے خاجستہ کے پورے وجود میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔۔۔

"تڑپانے کی انتہا تو آپ نے کی تھی۔۔۔اس دن سے، جب آپ کو پہلی بار اس روڈ پر دیکھا تھا۔۔اس وقت سے میں نے اپنی نیندیں اور اپنا سکون آپ کی چوکھٹ پر گروی رکھ دیا تھا۔۔۔"

خاجستہ نے حیرت سے اپنی جھیل سے گہری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

"پہلی بار سڑک پر؟ مگر ہماری ملاقات تو۔۔۔"

خاجستہ کو ایک دم سے وہ پہلا ٹکراؤ یاد آیا تھا۔۔۔

"مگر میں نے تمہیں اس دن دیکھا تھا جب تم سڑک کنارے۔۔۔

اسی لمحے نوریان خان نورزئی اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔۔"

نوریان نے اس کے ماتھے پر بکھری لٹ کو اپنی انگلی سے ہٹاتے
ہوئے کہا تھا۔۔۔

خاجستہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ مغرور اور بارعب شخص اتنے عرصے
سے اس کی محبت کی قید میں تھا۔۔۔۔

نوریان کے تپتے لبوں کا لمس اپنی شہ رگ پر محسوس کرتے ہی خاجستہ کی آنکھیں موندھتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

سسکتی ہوئی سانسیں اس کے سینے میں قید ہو کر رہ گئی تھیں۔۔۔

نوریان کا لہجہ اب پہلے سے کہیں زیادہ بوجھل اور والہانہ ہو چکا تھا۔۔۔

"جتنا میں نے خود کو تمہارے سحر سے دور کرنا چاہا۔۔ اتنا ہی تمہاری محبت کی زنجیریں میرے دل کو بے حال کرتی تھیں۔۔۔۔

تم نے تو صرف تڑپایا ہے، میں نے تو ہر لمحہ خود کو تمہاری بے رخی کی سولی پر چڑھتے دیکھا ہے۔۔۔"

اس کی بڑھتی بے باکی پر خاجستہ نے لرزتے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کا کالر تھاما تھا۔۔۔

نوریان نے اس کے حسین روپ کو اپنی آنکھوں میں بسایا تھا۔۔

"ہمارے رشتے کی شروعات چاہے خوشگوار انداز میں نہ ہوئی ہو۔۔۔ مگر اس دل کے لیے تم ہمیشہ خوشی کا باعث رہی ہو۔۔۔۔"

نوریان نے اس کی کلائیوں کی نرماہٹوں کو اپنے لبوں سے چھوتے خاجستہ کو جی جان سے لرزا دیا تھا۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھایا تھا اور اس کی کمر پر اٹیچ کیے دوپٹے کی پن کو اتار دیا تھا۔۔۔ بھاری دوپٹہ جو اسی کی سہارے ٹکا ہوا تھا۔۔۔ وہ ایک دم سے اس کے نازک وجود کا بے پردہ کرتا نیچے ڈھے گیا تھا۔۔

خاجستہ کانپ گئی تھی۔۔۔ نوریان کی آنکھوں کی بڑھتی خماری اور اس کے ہاتھوں کی گستاخیاں خاجستہ کے دل کی حالت غیر کر رہی تھیں۔۔۔ اسے یقین دلا رہی تھیں کہ کل وہ جس انسان کے بارے میں اتنی ہولناک خبر سن کر پاگل ہو گئی تھی۔۔۔

اس پل اس کی زندگی سے بھرپور گرم سانسیں اس کے وجود کو مہکاتی اسے زندگی کے اصل رنگوں سے روشناس کروا رہی

تھیں۔۔۔وہ شخص اسے اپنی شدتوں کے سمندر میں اتارتا اس کے اعصاب کو بوجھل کر گیا تھا۔۔۔

اس نے خاجستہ کی دونوں کلائیوں سے چوڑیاں اتر دی تھیں۔۔۔ جن کی نرماہٹیں اسے مدہوش کر رہی تھیں۔۔۔

"مجھے اپنے سوال کا جواب چاہیے ظالم لڑکی۔۔۔جو اس دن بھی ادھورا رہ گیا تھا۔۔۔۔"

نوریان خان نورزئی نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتے اسے اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب کر لیا تھا۔۔۔۔

اس کی گرم سانسیں خاجستہ کی سانسوں میں الجھ رہی تھیں۔۔۔

"کک کونسا سوال۔۔۔۔؟"

خاجستہ کی دھڑکنوں کا شور بڑھنے لگا تھا۔۔۔۔ مگر وہ اس شخص کی پناہوں سے دور جانے کو اب بھی تیار نہیں تھی۔۔۔۔وہ اس ستمگر کی قربت میں پگھلنے کو تیار تھی۔۔۔اس شخص کے تیور بتا رہے تھے کہ آج بخشش نہیں ملنے والی تھی۔۔۔۔

" آپ کو اس وقت۔۔۔اس نازک وجود پر بالکل بھی رحم نہیں آرہا۔۔۔ آج کی رات اس کے لیے ویسے ہی مشکل ہے۔۔۔

اوپر سے یہ گداز ہونٹ مزید گستاخیوں پر تلے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔

"

اپنی بات کہتے وہ اس کے گداز لبوں کو اپنے ہونٹوں کی بے باک گرفت میں قید کرتا اس کی جان نکال گیا تھا۔۔۔وہ بری طرح سے لرز رہی تھی۔۔

نوریان نے اس کی سانسوں پر رحم نہیں کیا تھا آج۔۔۔وہ دھیرے دھیرے اس میں اپنی شدتیں انڈیلتا اس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹتے بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

خاجستہ کے ہوش اس کا ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔۔نوریان نے اس کو بیڈ پر لیٹایا۔۔۔خاجستہ کو جیسے ہی اس کے بے باک ہونٹوں سے رعایت ملی۔۔۔

اس میں گھبراکر اپنا رخ موڑ لیا تھا۔۔۔وہ اس شخص کی اگلی گستاخی سے پہلے اپنی سانسوں کو نارمل کرنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر اسی لمحے اس شخص کی نگاہیں اس کے گہرے گلے سے جھانکتے حسین وجود اور دودھیا گردن پر پڑتیں اسے مزید بہکا گئی تھیں۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی۔۔۔وہ پوری شدتوں سے اس پر جھکا تھا۔۔۔اور اپنے شدت بھرے پر تپش لبوں اور اپنی گھنیری مونچھوں کی گستاخیوں سے اس کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

اس نے شرم سے دوہرے ہوتے اس شخص کو باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔

"میں نے کہا تھا آج کوئی مہلت نہیں۔۔۔ آج تمہیں ہر لمحے میری شدتوں اور میری جنونیت کا اندازہ ہو گا۔۔۔"

نوریان نے اس کی شرٹ کو ہلکا سا نیچے سرکایا تھا اور بے باک جسارت کرتا اس کے ہوش اڑا گیا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی۔۔۔ اس کی شدتیں ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔ خاجستہ نے اس کی وارفتگیوں اور بے باکیوں پر گھائل ہوتے خود کو اس شخص کی پناہوں کے سپرد کر دیا تھا۔۔۔

جو اب اس کے جسم اور روح کا مالک تھا۔۔۔جو اس پر اس سے بھی زیادہ حق رکھتا تھا۔۔۔۔جس کے ساتھ گزرے یہ قربت اس کی زندگی کے سب سے حسین لمحات تھے۔۔۔۔

باہر بارش اب شدت سے برس رہی تھی۔۔

جیسے وہ بھی ان کی اس ادھوری داستاں کے مکمل ہونے پر جھوم رہی ہو۔۔۔۔

نوریان نے گرفت ذرا ڈھیلی کی اور خاجستہ کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا تھا۔۔۔

اس کی گہری، مخمور آنکھیں براہِ راست خاجستہ کی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں، جہاں اب صرف اعترافِ محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔۔

"آج اس تورغر کی فضاؤں کو گواہ بنا کر کہو۔۔۔ کہ نوریان خان تمہارے لیے کیا ہے؟"

اس نے مطالبہ کیا، اس کے لہجے میں سردار والا رعب تو تھا، مگر التجا کی چاشنی بھی تھی۔۔۔۔

اس شخص کی گرم سانسیں خاجستہ کو اپنی گردن پر محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ اس کی جسارتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔

خاجستہ نے ہمت مجتمع کی تھی۔۔۔اس کی پلکیں حیا سے بوجھل تھیں مگر دل سچائی کے لیے بے تاب تھا۔۔۔

"آپ میری زندگی کی وہ دعاہیں نوریان۔۔۔جو مجھے دنیا کی سب سے زیادہ خوش قسمت لڑکی بناتے ہیں۔۔۔

میں نے تڑپایا ضرور ہے۔۔ مگر اس تڑپ میں، میں خود بھی ہر پل جلی ہوں۔۔۔۔"

اس نے اقرار کر دیا تھا۔۔ اور دل کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔

نوریان کے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

اس نے جھک کر اپنی پیشانی خاجستہ کی پیشانی سے ٹکا دی تھی۔۔۔

اس لمحے وقت جیسے تھم گیا تھا۔ کمرے میں جلتی مدھم شمعیں اور باہر ندی کا شور، سب جیسے اس ایک رفاقت کی گواہی دے رہے تھے۔۔۔

"آج سے تم صرف میری سردارنی نہیں ہو۔۔۔ تم میری روح کی تسکین ہو۔۔۔"

نوریان نے انتہائی شدت سے اسے اپنے حصار میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

خاجستہ نے اپنا سر اس کے مضبوط سینے پر ٹکا دیا، تھا۔۔۔

جہاں نوریان کے دل کی بے ترتیب دھڑکنیں صرف اس کا نام پکار رہی تھیں۔۔۔۔۔

اب نہ کوئی خوف تھا، نہ کوئی فاصلہ، اور نہ ہی ماضی کی کوئی تلخی۔۔۔۔

تورغر کی اس بارش بھری رات میں، محبت نے اپنی منزل پا لی تھی۔۔۔۔

ادھوری ملاقاتوں اور بے نام تڑپ کا سفر، ایک ابدی اور خوبصورت بندھن میں بدل چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں گم، اس نئے سفر کے آغاز پر کھڑے تھے جہاں صرف پیار تھا، سکون تھا اور ایک کبھی نہ ختم ہونے والی رفاقت کا وعدہ۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔۔